اطلاع

 جسقدر جلدیں مطلوب ہوں بقیمت ذیل راقم کے پتہ سے طلب فرمائیں۔

کاغذ قسم اول [illegible]
کاغذ قسم دوم [illegible]

محصولڈاک و صرفہ وی پی بذمہ خریدار۔ جو صاحب یکمشت زیادہ جلدیں خرید فرمائیں گے انکو [illegible] فیصدی کمیشن مجرا دیا جائیگا

المشتہر
حاجی علی حسین خاں
محلہ ہاتھی تھان شاہجہانپور

جاں فدا اُس شمع رو پہ مثلِ پروانہ رہے

تمام شد

نہ اہلِ عشق کو لے حق نہ سمجھو
وہ اک وادیٔ ایمن کا شجر ہے

خبر دیتا ہے خورشیدِ احد کی
جمالِ احمدی نورِ سحر ہے

ایضاً

آرزو ہے جان محوِ روئے جانانہ رہے
دل شرابِ عشق سے مخمور و مستانہ رہے

جس نے دیکھا ای پری رو اک نظر تیرا جمال
عمر بھر وہ مثلِ مجنوں کیوں نہ دیوانہ رہے

ہم خمار آلودگاں کا تو ہی ہی فریاد رس
خم ترا ساقی سلامت اور پیمانہ رہے

ای شہِ خوباں مرادِ عاشقاں آرامِ جاں
روز و شب رونق پہ تیرا جشنِ شاہانہ رہے

دولتِ پیرِ مغاں سے وحشتِ غم گم ہوئی
یا الٰہی تا ابد آباد میخانہ رہے

زاہدا جس نے پیا خمخانۂ وحدت کا جام
کفر و ایماں بھول کر مخمور مستانہ رہے

بیخودی سے ساقیا تو جملہ اہلِ بزم کو
ایک کر دے تا نہ کوئی خویش و بیگانہ رہے

نشۂ وحدت میں میری جان یوں گم کر کہ پھر
ہستیٔ موہوم کا باقی نہ افسانہ رہے

گوشۂ دیر و مغاں میں با بتانِ ماہ وش
خوب گذرے ساقیا گر دورِ پیمانہ رہے

ہی حیاتِ عاشقاں ای ماہرو تیرا جمال
تیری الفت کا ہماری جان کاشانہ رہے

احمدِ شوریدہ سر کی یہ تمنا ہی مدام

تو اس خلوت سرائے دل میں آبیٹھ
ترا اے جانِ جاں یہ خاص گھر ہے

دماغ اپنا بسا ہے اُس کی بو سے
کسی گلرو کی کب ہمکو خبر ہے

اگر دل نے نہیں دیکھا کسیکو
تو مضطر بے سبب کیوں اسقدر ہے

پری پنہاں ہے پردہ میں حیا سے
جنوں میری حیا کا پردہ در ہے

ہوا شوقِ لقا احمدؔ کو جب سے
تڑپتا مرغ دل بے بال و پر ہے

ایضاً

جمالِ یار ہر سو جلوہ گر ہے
وہی دل میں وہی نورِ نظر ہے

محبت نے مجھے مجنوں بنایا
مرا دل آج اُس لیلیٰ کا گھر ہے

بسا دل میں وہ آکر صورتِ عشق
سمایا آنکھ میں مثلِ نظر ہے

مری ہستی حباب اور وہ ہی دریا
مرا دل ہی صدف اور وہ گہر ہے

ہماری بیکلی کو کون جانے
کسی کے درد کی کسکو خبر ہے

مری ہستی میں ایسا ہی وہ پنہاں
کہ جیسے رات میں نورِ سحر ہے

ہے اُس کا حسن عینِ ہستی عشق
کہ جیسے مہر ہستی قمر ہے

کعبۂ جاں جس کا روئے یار ہو — اُس کا دل قبلہ نما ہے یار کا
طلعتِ خورشید سے انجم میں گم — نورِ حق ہے پردہ درِ پندار کا
بیخودی سے محوِ نظارہ تھی روح — ذوق سے مطلع تھا دل انوار کا
جس نے دیکھی وہ تجلیٔ جمال — مثلِ موسیٰ مست تھا انوار کا
ہوں میں چشمِ مست ساقی کا خراب — ہے دلِ سرمست گھر خمار کا
جامِ مے میں عکسِ ساقی دیکھکر — مست و حیراں ہو گیا دیدار کا
جس کے سر میں ہو سرِ سودائے دوست — ہے وہ رسوا کوچہ و بازار کا

دورِ عالم ہے اُسی کے گرد سر
نورِ احمدؐ نقطہ ہے پرکار کا

ایضاً

جمال اُس کا مرا نورِ نظر ہے — اُسی کے نور سے روشن یہ گھر ہے
مرا یہ خرمنِ ہستی جلا دے — اری او برقِ حسن اب تو کدھر ہے
مرے دل میں مری آنکھوں میں آ بیٹھ — کہ تو جانِ جہاں نورِ نظر ہے
محبت ہو تری یا تو ہو دل میں — یہاں اب دوسرے کا کب گذر ہے

خیرہ تھیں آنکھیں دیکھکر وہ طلعتِ خورشید وش
فرطِ محبت سے یہ دل آشفتۂ دیدار تھا

وہ اُس کی چشمِ پرخمار اور وہ نگاہِ مستِ یار
اک جامِ مئے مستی بھرا اک ساقیٔ سرشار تھا

وہ شاہِ حسنِ دلبراں اور وہ مرادِ عاشقاں
پیدا و پنہاں مثلِ جاں نورِ دلِ ابصار تھا

ای عاشقِ جاں سوختہ وادیٔ ایمن کا شجر
نورِ جمالِ مستتر اُس میں برنگِ نار تھا

جاں جل گئی مانند طور اس برقِ حسنِ یار سے
اور مثلِ موسیٰ دل مرا آشفتۂ دیدار تھا

تھی جاں غرقِ بیخودی اور محوِ بیرنگی تھی روح
حیرت سے دل مثلِ عدم گم گشتۂ اسرار تھا

شوریدگانِ عشق کو دیر و حرم سے کام کیا
دل کعبہ و بتخانہ میں جویائے وصلِ یار تھا

زاہد حرم کو چھوڑکر کل ان بتوں کے عشق میں
بیٹھا درِ بتخانہ پہ پہنے ہوئے زنّار تھا

وہ کون ہے جو عشق میں بدنام ای احمد نہیں
منصور شورِ عشق سے رسوا سرِ بازار تھا

ایضاً

سوختہ ہوں برقِ حسنِ یار کا
کون جانے حالِ جانِ زار کا

ہم تو اُن کی اک جھلک میں جل گئے
طور وش دیکھا مزا دیدار کا

عشق نے کی آکے یہ پردہ دری
ورنہ مخفی گنج تھا اسرار کا

۷۸۶

غزلیاتِ اُردو

جلوۂ جاناں سے روشن دل کا خلوت خانہ تھا
شمع تھا حسنِ پری اور مرغِ دل پروانہ تھا

عاشقِ شوریدہ سر کو کب ہی رسوائی کا غم
جو نہ دیوانہ ہوا اس عشق میں دیوانہ تھا

دین و دل کو کر چکے روئے صنم پر ہم فدا
کعبۂ جاں اپنا طاقِ ابروئے جانانہ تھا

عشقِ چشمِ خلق میں ہی اک وبال و کافری
آہ یہ دل کیوں بتوں کے حسن کا دیوانہ تھا

واہ ری وہ چشمِ مخمور اور نگاہِ مست یار
تھا عجب ساقی عجب مے تھی عجب پیمانہ تھا

جانِ فرطِ بیخودی سے محوِ بیرنگی رہی
فرقِ علم و عالمِ معلوم میں اصلا نہ تھا

جس طرح آئینہ تاباں ہو جمالِ مہر سے
سینۂ احمدؐ محلِّ جلوۂ جانانہ تھا

ایضًا

اک عمر سے دل زخمی تیرِ نگاہِ یار تھا
حسبِ خدنگِ ترکِ شوخ اور کشتۂ دیدار تھا

حیرت سے دل آئینہ ساں محوِ جمالِ یار تھا
عکسِ شعاعِ حسن سے اک مطلعِ انوار تھا

محبت خاص ہے آدم کا جوہر ‏— نہو تو رنگ آئینہ کدر ہے
محبت سے ہی روشن خاک آدم ‏— محبت نور جانِ ہر بشر ہے
اگر محبوب تیرا ہے خط و خال ‏— تو وہ از بہرِ دل ایک نیشتر ہے
مگر وہ بھی رہا کرتی ہے دل کو ‏— خلش وسواس سے جو پُر ضرر ہے
یہی دَلّالہ ہے وصلِ خدا کی ‏— یہی معراج جانِ ہر بشر ہے
عطائے خاص حق ہے یہ محبت ‏— حصول اس کا نہ از کسبِ بشر ہے

محبت نور ہی خورشید حق کا
شبِ ہجراں کی احمدؔ یہ سحر ہے

تمام شد

سر افگندہ خلیفہ کا ہو فرزند — کہاں ہے تو کہاں علم پدر ہے
کریں سجدہ ملک جس کے پدر کو — مسخّر دیو کا اُس کا پسر ہے
تو کر دیو طبیعت کو مسخّر — سلیماں کا اگر تختِ جگر ہے
تو اپنے باپ کی مسند پہ جا بیٹھ — تری زیرِ حکومت بحر و بر ہے
دلیرانہ تو کر صیدِ طبیعت — نہ بن روباہ تو تو شیرِ نر ہے
غنیمت اپنے اس جینے کو تو جان — کہ ہر اک دم ترا مثلِ گہر ہے
نہ کر ضائع تو اس کو غیرِ حق میں — اگر تو ہوشمند و باخبر ہے
نہو تابع ہوا کا مثل حیواں — تو ہی انسان تو کب گاؤ خر ہے
شرف سب پر ہے آدم کو اسی سے — کہ وہ رکھتا تمیزِ خیر و شر ہے
مدد تجھکو نہ دے جو اُس کو کر ترک — یہ قولِ مصطفیٰ خیر البشر ہے
ہوا ہے جو طبیعت کا تو بندہ — تو مشرک ہی خدا سے دور تر ہے
ترے دلمیں جو میلِ غیرِ حق ہو — یہ شرکِ معنوی ہے پُر ضرر ہے
الٰہی کر مجھے غرقِ محبّت — نہ جانوں میں جہاں کیا ہی کدھر ہے
محبت ہی سبب قربِ خدا کا — نہو جسمیں محبت گاؤ خر ہے
محبت ہی جلا مرآت دل کی — محبت صیقلِ جانِ بشر ہے

مطلع

جہاں طیران و سیر ال یہ بشر ہے   سمیٹے اُس جگہ جبریل پر ہے

خلیفہ حق کا ہے سب خلق میں وہ   اُسی کے تاج عزت زیب سر ہے

جہاں میں منبسط ہے روح اُس کی   اور اشیار مثل اعضار بشر ہے

ارادہ فعل کا کرتی ہے جب روح   بجا لائے یہ کار پاؤ سر ہے

جہاں اُس کا ہوا تختِ حکومت   یہ تسخیرِ خلیفہ کا اثر ہے

حکومت ہی دلوں پر اہلِ حق کو   کہ اُن کے ہاتھ میں نفع و ضرر ہے

امانت حق نے کی ظاہر سبھوں پر   کہ لے اُس کو جسے حق پر نظر ہے

کسی سے کب اُٹھا بارِ امانت   قوی دل آدمِ خستہ جگر ہے

کرے جو وصف اُس کا ہی بجا سب   یہ حق کے باغ صنعت کا ثمر ہے

عجب با وصف ایں جملہ کمالات   بنا مفلس تو پھرتا در بدر ہے

مطلع

تجھے کب اس شرافت کی خبر ہے   کہ تو حق کے خلیفہ کا پسر ہے

ہے ان سب کا لقب حضرات خمسہ — یہ حق سے ہیں حق ان میں جلوہ گر ہے
جو خامس ہے وہ جامع ہی سبھی کا — درختِ کون کا برگ و ثمر ہے
یہ جملہ وصف کونی و الٰہی — ہوا ان سب کا جامع یہ بشر ہے

مطلع

اسی سے یہ خلیفہ مشتہر ہے — یہ سب انعام خاصِ حق و بر ہے
ہوا ہے یہ خلیفہ روح عالم — اور اشیا اُس کی مثلِ پا و سر ہے
یہ ذاتِ پاک ہے ختم الرسل کی — کہ جس کا عقل کل دربان در ہے
جمال اُس کا ہی مقناطیس ارواح — جہاں قربان اُس کی گرد سر ہے
ہوئی تکمیل ختم الانبیا پر — وہ مرکز دائرہ کا دور پر ہے
پھر اُس کے بعد جو نائب ہی اُسکا — علی سے ہے کہ وہ نسلِ عمر ہے
قدم اُس کا نبی کے ہے قدم پر — خدا کی راہ کا وہ راہبر ہے
مظاہر بعض اسمِ حق کی ہی خلق — تمامی اسم کا مظہر بشر ہے
ہے آدم مظہرِ کامل خدا کا — اسی سے قرب اس کو بیشتر ہے
نہ تھا گر نورِ حق آدم میں پنہاں — تو مسجودِ ملک پھر کیوں بشر ہے

کتابت میں ہی کاتب کی ہویت ۔۔۔ لباسِ حرف میں وہ مستتر ہے
ہوا محسوس شکل حرف میں پھر ۔۔۔ عیاں وہ ہو گیا جو مستتر ہے
تو سب عالم کو ایسا ہی سمجھ لے ۔۔۔ ارادہ حق سے یہ سب جلوہ گر ہے
یہ سب عالم ہی علمِ حق کی صورت ۔۔۔ اُسی کی یہ قضا ہے اور قدر ہے
معاد و مبدع ان سب کا ہی وہ حق ۔۔۔ فنا اُس میں اُسی سے جلوہ گر ہے
صفات و فعل سے ظاہر ہی عالم ۔۔۔ وجود ان سب کا قائم ذات پر ہے
نہاں ہی بیخ اور ظاہر گل و شاخ ۔۔۔ اُسی جڑ سے یہ سب تخم و ثمر ہے
مثالِ بیخ ہی وہ قدس لاہوت ۔۔۔ تجلی اُس کی جبروت ایک شجر ہے
بسانِ گل ہے وہ انوارِ ملکوت ۔۔۔ اُسی جبروت کا ایک برگ تر ہے
وہ کیا ہی جسکو تم کہتے ہو ناسوت ۔۔۔ گلِ لاہوت کا وہ ایک ثمر ہے
موالیدِ ثلاثہ ہے یہ ناسوت ۔۔۔ وہ حیوان و نباتات اور حجر ہے
مثالِ تخم ہے انسان کامل ۔۔۔ نہاں اس تخم میں سارا شجر ہے

مطلع

شجر سے آشکارا یہ ثمر ہے ۔۔۔ ثمر ہی میں نہاں وہ کل شجر ہے

جوارح اُس کے ہیں تحتِ حکومت | تمامی جسم میں جو پاؤ سر ہے
عیاں ہے جان سے شکلِ خیالی | کہ جیسے بیخ سے پیدا شجر ہے
مشکل ہے وہ ملکِ بے صور میں | مثال اُس کا لقب یہ مشتہر ہے
خیال و جاں ہیں مثلِ آب اور برف | اُسی پانی کی یہ شکلِ دگر ہے
وہ پیدا جان سے لیکن ہے جاں میں | محیط اُس شکل کی جانِ بشر ہے
عیاں صورت ہوئی بے صورتی میں | معادن اس کا ملکِ بے صور ہے
خیال ایک فعل ہے اس جان کا خاص | نمو اُس سے اُسی میں جلوہ گر ہے
ظہورِ جاں ہے بیشک جسم سارا | وہ جو کچھ اُس میں اثر پاتا بشر ہے
وجودِ کون کی نشاۃ کو تو دیکھ | اگر تو ہی عقل و مردِ ذی ہنر ہے
فراست سے ہی ہوتا مردِ فائز | حقایق پر جو اُس سے مستتر ہے
ارادہ میں ترے ہو کوئی مضموں | وہ علمِ نحو سے ہے یا جفر ہے
وجود اُس کا ہے مجمل علمِ جاں میں | ابھی تفصیل اُس کی مستتر ہے
خیالِ دل میں ہوتی ہیں مفصّل | مضامیں اُس کی جو کچھ خیر و شر ہے
کتابت حرف کی کوئی کرے گر | عیاں جسم اُس کا اب پیشِ نظر ہے
مجسم ہو گیا آکر یہاں وہ | عجب ناسوت ایک کارگر ہے

عطا سے حق سمجھ عین الیقیں کو — وہی معطی وہی وہّاب و بر ہے
خواص اُس کا ہی پھر احیائے اموات — یہی قربِ نوافل کا اثر ہے
ہے وصفِ روح یہ جسکو کرے مس — وہیں زندہ ہو گرچہ وہ حجر ہے
حقیقت ہیں یہ اثمارِ یقیں ہیں — وہی جانے جسے اسکی خبر ہے
نہ پہنچا تو اگر عین الیقیں تک — تو یہ وہم اُس جگہ کیا کارگر ہے
یقینِ صرف ہی کشفِ حقیقت — نہ عقل و وہم کا اُس جا گذر ہے
شہودِ حق کو تو عین الیقیں جاں — بصیرت کیا وہی دل کی بصر ہے
صفاتِ روح اور اُس کی جوارح — ارادہ اور یہی سمع و بصر ہے
جو اول روح مبدع ہے صفت کا — صفات اُس سے تمامی جلوہ گر ہے
محرک روح ہی ہر ایک صفت کی — اُسی سے سب کو جنبش سر بسر ہے
صفت سے فعل کی تولید ہی یوں — تولد رات سے جیسے سحر ہے
ہے آلہ فعل کا ناسوت کلّی — عیاں اُس سے یہ سب نفع و ضرر ہے
مقدّم سب کا ہے علم و ارادہ — صفت سے جو کہ یہ سمع و بصر ہے
لقب ہے علم مجمل کا ارادہ — مفصل وہ خیالِ خیر و شر ہے
خیال اعضا میں کرتا ہے سرایت — اُسی سے فعل کا ظاہر اثر ہے

جو آدم میں نہاں ہی جوہرِ ذات ۔ وہ تا منبعِ فیضِ حق کا بسر رہی

بقدرِ علم و تحقیق و یقیں کی ۔ محقق قادر اپنے فعل پر ہے

مراد انسان سے ہی جوہرِ ذات ۔ نہ وہ جو شخص رکھتا ریش و سر ہے

کھلا جس شخص پر جوہر نہ اپنا ۔ وہ اس عالم میں حیواں سے بتر ہے

مخاطب اپنا ہے وہ جوہرِ ذات ۔ کہ جس میں منزوی علم و ہنر ہے

منقش دیکھتا ہے تو جو تمثال ۔ وہ نیر النقش ہے تیری صور ہے

کہ مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَ قِیَامَتُہٗ ۔ حدیثِ حضرتِ خیر البشر ہے

جو تو معدوم ہے عالم ہی معدوم ۔ جو تو موجود عالم جلوہ گر ہے

ترا عالم ہے تیرے علم کی شکل ۔ تمثل ہے ترا تیری نظر ہے

تو جیسے خواب میں ہے دیکھتا غیر ۔ وہ تیرے علم کی شکل و صور ہے

تو بیداری میں ایسا ہی سمجھ لے ۔ یہ عالم علمِ عالم کا اثر ہے

تری ہستی اگر فانئِ حق ہو ۔ معیت حق کی ہی پھر تو جدھر ہے

شہودِ حق اگر ہو علم جاں میں ۔ تو حق ہے پھر ترا سمع و بصر ہے

تجلی حق کرے شانِ یقیں میں ۔ تری جاں پر یہ حالِ معتبر ہے

تو دیکھے حق کو پھر چشمِ یقیں سے ۔ یہی اربابِ معنی کی نظر ہے

بنا عنصر تمامی بیچ افلاک
اسی جڑ سے عیاں سارا شجر ہے

فلک کو نشو ہے عنصر سے حاصل
یہ علوی اُمّ سفلی کا پسر ہے

دخان عنصری سے ہیں یہ افلاک
یہ حق قرآن میں دیتا خبر ہے

محالِ ہفت کو کب اُن کی ارواح
عناصر سے یہ سب کچھ جلوہ گر ہے

دخانِ عنصری سے سب ہیں ناشی
ملایک ہفت چرخ اور جو صور ہے

ہے آیاتِ خدا النفس اور آفاق
نشانِ حق یہ ان میں جلوہ گر ہے

ہے عرفانِ خدا کا حصر اس پہ
وجودِ آدمی گو مختصر ہے

قوی حجت ہے ہمکو من عرف کی
یہ دیتا مخبرِ صادق خبر ہے

شناسا اپنا عارف ہے خدا کا
یہ آیاتِ خدا النفسِ بشر ہے

ہوا پیدا یہ آدم صورتِ حق
وہ صورت کیا یہی سمع و بصر ہے

صفاتِ حق نشانِ ذات ٹھہری
وہی تو ذات کی دیتی خبر ہے

حقیقت سے گر اپنی ہو تو آگاہ
محقق ہے تو اور صاحب ہنر ہے

عیاں تجھپر ہو گر یہ جوہر جان
یقیں ہو تجھکو دل کانِ گہر ہے

محقق سے جو ہوتا خرقِ عادات
کمال اُس کے یقیں کا یہ اثر ہے

یقیں سے ہے تصرف مردِ حق کا
یقیں بر قدرِ ایمانِ بشر ہے

مطلع

نشانِ خاص ایزد بو البشر ہے	کہ جس کا حق بنا سمیع و بصر ہے
تمام اسمارِ اشیا اُسمیں ہیں درج	عجائب یہ خزینہ پُر گہر ہے
تمامی صنعتوں کا ہے وہ مبدع	اُسی سے ہے جو کچھ علم و ہنر ہے
ہوئی پیدا جو حوّا بو البشر ہے	کہ تولیدِ پسر جوں از پدر ہے
بعینہ مثل آدم تھی وہ حوّا	تمامی اُس میں وصفِ بو البشر ہے
تو کر فکر اور طبیعت کو ذرا دیکھ	کہ اُس میں مندرج کیا کیا ہنر ہے
ہزار اُس میں ہے پیدا صورتیں ہوں	مگر کیا اُس کا نقصان و ضرر ہے
نہ نہ اندہ ہے عدم اظہار سے وہ	عجب یہ قلزمِ جان البشر ہے
وہ جو کچھ ہو رہا ہے اُس سے ظاہر	اُسی کی شکل ہے اُس کی صور ہے
نمونہ ہے وہ اوصافِ خدا کا	تمامی وصف جو سمیع و بصر ہے
نشانِ حق ہی الفس اور آفاق	یہ اُسکی وصف کی دیتا خبر ہے
پڑا ہے گرچہ اسفل میں یہ آدم	سب علویات اس میں مستتر ہے
عجب ناسوت مجموعہ ہے سب کا	علو و سفل اور جو خشک و تر ہے

عیاں جب دم ہوا خورشید کا نور — تو تابندہ ہر اک دیوار و در ہے
حسینوں کو ملا ہے عاریت حسن — ان آئینوں میں وہ خود جلوہ گر ہے
وہی بحرِ عطا ہے اور فیّاض — وہی سب کی حیاتِ تازہ تر ہے
نئی ہر لحظہ ہے یہ عمر اپنی — نیا ہر دم یہ سب علم و نظر ہے
ہر اک دم میں نیا ہی فیض اُس کا — نیا عالم نیا سمع و بصر ہے
ہر اک شے جس گھڑی ہوتی ہے معدوم — وہیں موجود مثل اُس کے دگر ہے
جہاں معدومیِ شے ہے مقرر — وجود ایک دوسرا واں جلوہ گر ہے
تو نورِ شمع کو دیکھے ہے قائم — وہ ہر دم اُس میں ایک شعلہ دگر ہے
بہر دم ہے نئی اُس کی تجلّی — بہر آں اُس کی اک شانِ دگر ہے
رواں ہے بحرِ تجدیدات امثال — یہاں ہر دم اُٹھائی موج سر ہے
نیا ہر وقت ہے یہ جملہ عالم — نئے امثال و نیرنگ و صور ہے
ذرا باطن میں اپنی فکر کر دیکھ — ترا ہر دم نیا سمع و بصر ہے
بہر آں اُس میں پیدا ہے نیا رنگ — نئی صورت وہیں پر جلوہ گر ہے
ابھی ایک شکل آئی اور ہوئی گم — بہر لحظہ نئی واں ایک صور ہے
یہی سب عالم کو یوں تجدید ہر دم — بہر آں اُس کا اک رنگِ دگر ہے

ہوا جب عقل کو یہ امر تحقیق   تو سب عالم خیالی ایک صور ہے
خیال اندر خیال اب ہی جہان سب   ہماری آنکھ میں جو جلوہ گر ہے
وجودِ حق وہی اللہ ہے عین   وہی واحد وہی وہاب و بر ہے
حقیقت میں ہی وہ سب کی ہویت   یہی ثابت بنزد اہلِ نظر ہے
جو شی خالی ہی حق سے وہ ہی باطل   مصدق اس کا خود خیرا لبشر ہے
تمام اعداد میں دائر ہے واحد   کہ جیوں ہر عضو میں جانِ بشر ہے
حقیقت میں ہے واحد آب دریا   تعدد میں وہ ہر قطرہ دگر ہے
زمین و آسماں کا ہی وہی نور   خدا ہی اسکی خود دیتا خبر ہے
اُسی کے اسم ہیں اسماء اشیا   ان اسموں میں مسمی مستتر ہے
کہ جیسے جان کا تو نے سنا نام   حقیقت سے تو اس کی کور و کر ہے
سمجھتا ہے جو تو اپنے کو دانا   بیاں کر جان کیسی ہے کدھر ہے
جمالِ جاں بدن پر کب ہی ظاہر   جمالِ چشم کب آتا نظر ہے
تو اپنی جان کو پہچان پہلے   خدا کی معرفت پھر سہل تر ہے
خدا ہی سے یہ سب عالم ہے قائم   کہ جیسے جان سے زندہ بشر ہے
اُسی سے ہے بقائے جملہ عالم   اُسی کے نور سے روشن یہ گھر ہے

کہا حضرت نے ہی روح الامین یہ   لباسِ جسم میں جو مستتر ہے
وہ جسمِ آدمی سایہ تھا اُس کا   کہ جس میں جبرئیل اب جلوہ گر ہے
یہی نسبت ہی عالم کو خدا سے   کہ جیسے سایہ ہمراہِ بشر ہے
اسی نسبت سے ظلِّ حق ہے عالم   ظہورِ ظل بقائے شخص پر ہے
اُسی کی ہے طرف ہر امر راجع   اُسی سے باہنر اور بے ہنر ہے
یہ کب ہی غیر اُس کی اُس کا سایہ   جدا کب شخص سے ظلِّ بشر ہے
جہاں سے نام ظل کیونکہ ہو زائل   کہ وہ اعیان سے سب جلوہ گر ہے
وہ ہی اعیان عالم حق کا یوں ظل   عیاں جس طرح سے ظلِّ شجر ہے
تمامی کون ہی اک امر وہمی   خیال اندر خیال اب جلوہ گر ہے
وجود اپنا نہیں ہے یہ جہاں کا   نمایاں دوسرے کا یہ اثر ہے
جدائی ہے محال اس سایہ کو اب   شجر سے کیونکہ وہ ظلِّ شجر ہے
خدا کو ایسے ہی ظل سے ہی نسبت   زجاج ایک شمع سے بس جلوہ گر ہے
ہے ذاتِ حق مثالِ جلوۂ شمع   وہ ایک فانوس میں جو مستتر ہے
مگر مانندِ رنگِ آبگینہ   نمایاں شمع رنگیں در نظر ہے
وہ اپنی ذات میں ہی نورِ سادہ   مگر یہاں آبگینہ پر نظر ہے

بڑی دولت ہی استغراقِ حق میں
کہ وہاں جز حق نہ اوصافِ بشر ہے

مبرا ہو اگر دل وسوسہ سے
تو خوابِ صادقہ آتا نظر ہے

دلِ صافی ہے گویا لوحِ محفوظ
جمالِ غیب اُس میں جلوہ گر ہے

وجودِ آدمی ہے سرِّ ایزد
اور ایک اسرارِ حق جانِ بشر ہی

حجاب اُٹھ جای گر جانِ بشر سے
تو عیسیٰ دم ہر اک جانِ بشر ہی

منور ہے جو دل انوارِ حق سے
یہ سب زیبا اُسی کی ذات پر ہی

مجلّی اُس کی ہیں شکلِ خیالات
منور اُس کی سب سمع و بصر ہے

بشر ہیں سب اسیرِ وقت و خاطر
حقیقت اُس کی خود یزدان پر ہے

جو اول منبسط ہے نور اُس پر
خیال اُس کا بھی روشن چوں قمر ہی

جہاں ہوتی ہے وارد وحی والہام
وہاں گم کردہ ہر حسِّ بشر ہے

پھر اس حس کی طرف جب وہ کرے عود
خیال اُس امر کی لاتا خبر ہے

جہاں اک خواب اور انساں ہی نایم
حدیثِ مصطفےٰ سے یہ خبر ہے

یہ جو کچھ دیکھتا ہے صورتِ خواب
جہاں شکلِ خیال آتا نظر ہے

ہوا حاضر ملک پیشِ ہمیشہ
متشکّل ہو کے با شکلِ بشر ہے

وہ اک شکلِ خیالی تھا نہ آدم
وہی جانے کہ جو اہلِ نظر ہے

عکس

خلیفہ منجلی ہے نورِ حق سے — کہ جیسے مہر سے تاباں قمر ہے
جوارح کو مدد ہے روح سے سب — خیال و علم جو سمع و بصر ہے

مطلع

منور اُس سے سب عقل و ہنر ہے — یہ سب قائم اُسی کی ذات پر ہے

ایضاً

صفت کا نور یہ سب جلوہ گر ہے — کہ روشن جس سے یہ قلبِ بشر ہے
ہو جیسے شمع سے فانوس روشن — خیال اُس نور سے یوں جلوہ گر ہے
خیال آلہ ہے وصفِ نور کا یوں — ہوا کا جس طرح آلہ شجر ہے
ترے دلکو عطا کرتا ہے جو غیب — خیال اُس چیز کی لاتا خبر ہے
جہانِ غیب سے سوئے شہادت — یہی قاصد یہی پیغامبر ہے
خدا سے جسقدر ہے وحی و الہام — خیال اُس علم کو لاتا ادہر ہے
درختِ علم حق ہی اور جہاں میں — خدا کے علم کا سایہ بشر ہے
جسے رویائے صادق ہو اور الہام — وہ سالک محوِ حق میں بیشتر ہے
[illegible]رِ حق ہے جملہ وقت صوفی — وہ حظِّ وقت و حق ہی بہرہ ور ہے

جہاں کو اُس نے اک صورت بنایا
مگر بے روح کی وہ ایک صور ہے

جلا اُس میں تماشے کی نہ تھی کچھ
صفائی کی جگہ گویا کدر ہے

تمامی امر کا مرجع ہے وہ ذات
اُسی کی سب قضا ہے اور قدر ہے

اُسی سے ہی بدایت اور نہایت
اُسی سے یہ معادِ خیر و شر ہے

پھر آدم کو ایک آئینہ بنایا
اُسی کا عکس اُس میں جلوہ گر ہے

بنا وہ خلق میں اک روح عالم
جہاں اُس کا مثالِ پاؤ سر ہے

ملک گویا ہیں ایک اعضا جسمی
کہ جیسے جسم میں سمع و بصر ہے

تمامی جمع کونی و الٰہی
ہو شامل جس کی وہ ذاتِ بشر ہے

بنا حق کا خلیفہ اس لیے وہ
صفت حق کی سب اُسمیں جلوہ گر ہے

یہ جمعیت خلیفہ کا ہے خلعت
یہ خاص العام حق انسان پہ ہے

ہوا جامع تمامی کون و حق کا
بنا موصوف دونوں کا بشر ہے

یہ دونوں یدِ قدرت ہیں خدا کے
خمیر اُس کا اُسی کے ہاتھ پر ہے

کہا اُس نے تری سمع و بصر ہوں
مجھی سے تیری جنبش سر بسر ہے

یہ مجموعی ظہور اُس کا ہے ایسا
نہ مثل اُس کے کوئی شانِ دگر ہے

بجز آدم ہوا فائز نہ کوئی
پھر اُس منصب پہ جس پہ یہ بشر ہے

یہی ثابت ہی نزدِ اہلِ تحقیق	کہ اول جو کہ ادراکِ بصر ہے
ہر ایک شے میں جو دیکھو وقت ادراک	وہی ہستی مطلق جلوہ گر ہے
وجودِ شے اُسی کے واسطے سے	نظر بازی میں منظورِ نظر ہے
بہ مثلِ نور در الوان و اشکال	وہ اول درج ادراکِ بصر ہے
پھر اُس کے واسطے سے جرمِ اشیار	جو دیکھو تو محیط اُن پر نظر ہے

مطلع

برنگِ حسن ہر سو جلوہ گر ہے	بہ شکلِ عشق خود ہی پردہ در ہے

ایضاً

کمالِ حسن عاشق عشق پر ہے	کہ وہ آئینہ ہے اُس پر نظر ہے
وہ خود مشتاق آئینہ کا تھا حسن	تماشا اپنا منظورِ نظر ہے
نہیں ممکن کوئی دیکھے رخ اپنا	کہ اپنی آنکھ سے رخ مستتر ہے
تو رغبت آئینہ کی پیش آئے	موانع دید کا وہ پردہ در ہے
وہ آئینہ ہو جامع ہر صفت کا	عیاں اُس پر ہو جو کچھ مستتر ہی
تمامی شان کا ہو وہ نمونہ	کہ عکسِ حسن اُس میں جلوہ گر ہے

ہی اُس سے ہر وجود اور اُس پر قائم
یہ جو ارض و سما جن و بشر ہے

غلط ہے یہ کہ ہے ہستیٔ مطلق
وجود اشیا کا اپنی ذات پر ہے

جو ظاہر ہے اُسی سے ہی نمایاں
کہ جو باطن ہے اُس سے مستتر ہے

اُسی ہستی سے ہی ہستیٔ عالم
وجود ان سب کا قائم ذات پر ہے

بانواع تجلّی ہے جو اظہار
تو چشم بدر کہ بھی کور و کر ہے

کرے اور اک حادث جو وہ حادث
کہ حادث خود ہے حادث کی نظر ہے

نہ اُس کی کنہ کو یہ عقل پہنچے
خرد از خویش رفتہ خیرہ سر ہے

ہے سریاں اُس کا ذاتِ جملہ شے میں
احاطہ اُس کا موجودات پر ہے

وجود اُس کا ہی عینِ ذات عالم
تمام اعیان میں وہ جلوہ گر ہے

ان اشیار کا تعقل علم حق میں
یہی اعیان ثابت مشتہر ہے

حقیقت میں ہی علم حق کا سایہ
یہ اظہار و بطون میں جسقدر ہے

ظہور اپنے ہے اول جملہ عالم
اُسی کی ذات میں بس مستتر ہے

یہ عینِ ذات تھا ما قبل اُس کے
کہ جس کا نام عالم مشتہر ہے

یہاں پر حق ہے عینِ ذات عالم
وہاں پر خلق حق میں مستتر ہے

ظہورِ ذاتِ حق ہی جملہ اشیا
بطون اُن کا وہی بر ذات پر ہے

وہ خورشیدِ تجلّی جلوہ گر ہے | شعاعِ حسن سے خیرہ نظر ہے

ایضاً

جمالِ اُس کا جو نورِ ہر نظر ہے | اُسی کے نور سے روشن بصر ہے
جمال اُس کا بروں از حد و تعریف | وہ کب محتاجِ توصیفِ بشر ہے
نگہہ کیونکر کرے تعریف خورشید | کہ اُس کی دید سے خیرہ نظر ہے
چھپا ہے نور میں اپنے وہ ایسا | کہ چشمِ مدرکہ افگندہ سر ہے
وہی حامد وہی محمود اپنا | اُسی کی حمد اُس سے خوبتر ہے
کرے ممکن وہ کیا واجب کی تعریف | کہ عقلِ حادث اس جا خیرہ سر ہے
وہ ذاتِ محض اور وہ ہستیٔ صرف | کہ بے مثل و نظیر و پاک تر ہے
بایں نزہت ظہور اُس کا ہے بیحد | بانواعِ تجلّی جلوہ گر ہے
وہ ہیں چند آئینہ با چند الوان | ہر اک خورشید کی پیشِ نظر ہے
جمالِ مہر ہر اک آئینہ میں | برنگِ آبگینہ جلوہ گر ہے
ہے اپنی ذات میں خورشید واحد | ہر آئینہ میں عکس اُس کا دگر ہے
حقیقت سب کی ہی بیشک وہ ہستی | اُسی ہستی سے عالم جلوہ گر ہے
ہے مظہر اُس کی ہر شے اور وہ باطن | تمامی خلق کا جو خشک و تر ہے

دل و دیدہ میں ہے ایسا بسا وہ — کہ جیسے آنکھ میں نورِ نظر ہے
سوا اُس کے میں دیکھوں کیا کسیکو — وہی اس آنکھ کا نورِ نظر ہے

غزل

جمالِ یار ہر سو جلوہ گر ہے — وہی دل میں وہی نورِ نظر ہے
محبت نے مجھے مجنوں بنایا — مرا دل غیرتِ لیلیٰ کا گھر ہے
بسا دل میں وہ آکر صورتِ عشق — سمایا آنکھ میں مثلِ نظر ہے
مری ہستی حباب اور وہ ہی دریا — مرا دل ہے صدف اور وہ گہر ہے
ہماری بیکلی کو کون جانے — کسی کے درد کی کسکو خبر ہے
مری ہستی میں ایسا ہی وہ پنہاں — کہ جیسے رات میں نورِ سحر ہے
ہے اُس کا حسن عینِ ہستیٔ عشق — کہ جیسے مہر ہستیٔ قمر ہے
نہالِ عشق کو بے حق نہ سمجھو — وہ ایک وادیٔ ایمن کا شجر ہے

خبر دیتا ہے خورشیدِ احد کی
جمالِ احمدی نورِ سحر ہے

مطلع

دلِ پُر درد جو رہتا ہے بے چین
محبت کا کسی کی یہ اثر ہے

دیا مجنوں نے بوسہ پائے سگ کو
کہ اس کا کوئے لیلےٰ میں گذر ہے

وہ ہی محبوب جس میں بو ہو تیری
مشامِ جاں میں الفت مستتر ہے

تو ہی وہ جان جسکی جاں ہی جا
تو ہی وہ نور جس کا آنکھ گھر ہے

دل و دیدہ ہیں تجھ سے دونوں آباد
سرورِ دل ہی اور نورِ نظر ہے

نشاں ہی عشق حسنِ بے نشاں کا
نشاں میں بے نشانی مستتر ہے

نشیمن لامکاں ہی مرغِ دل کا
یہ قالب اُس کا گویا عکسِ پر ہے

ہوا ہے وہ مجاز عین حقیقت
حقیقت کی طرف جو راہبر ہے

خیالِ غیرِ حق ہی نیشِ کژدم
رگِ جاں کو وہ مثلِ نیشتر ہے

عجب دار الاماں ہے یہ محبت
تمامی آفتوں کی ایک سپر ہے

خیالِ ماہرو ہی دل میں مہماں
منور جان کا آج اُس سے گھر ہے

خیالِ یار میں عاشق ہے فانی
بقا اُس کی اسی میں مستتر ہے

کسی کو کوئی جاناں میں ہو کیا دخل
وہاں پر سرفروشوں کا گذر ہے

گذرِ بازارِ جاں ہے اُن کا کوچہ
جدھر دیکھو متاعِ جان و سر ہے

نہو کیوں جانِ عاشق محوِ دلبر
کہ ہر دم دل کی وہ پیشِ نظر ہے

ان آئینوں میں جھلکا حسن اُس کا
یہ شوق خود نمائی کا اثر ہے

میں آئینہ کہوں یا نورِ خورشید
کہ اُس کی شان با صد کرّ و فر ہے

یہ غوغا ہے جہاں میں سب اُسی کا
جسے دیکھو وہ ایک شوریدہ سر ہے

قیامت خیز ہے وہ حسن اُس کا
کہ جس سے سب جہاں زیر و زبر ہے

غزل

جمال اُس کا مرا نورِ نظر ہے
اُسی کے نور سے روشن یہ گھر ہے

مرا یہ خرمنِ ہستی جلا دے
ارے او برقِ حسن اب تو کدھر ہے

مرے دل میں مری آنکھوں میں آ بیٹھ
کہ تو جانِ جہاں نورِ نظر ہے

محبت ہو تیری یا تو ہو دل میں
یہاں اب دوسرے کا کب گذر ہے

تو اس خلوت سرائے دل میں آ بیٹھ
ترا ہی جانِ جاں یہ خاص گھر ہے

دماغ اپنا بسا ہے اُس کی بُو سے
کسی گلرو کی ہم کو کب خبر ہے

اگر دل نے نہیں دیکھا کسی کو
تو مضطر بے سبب کیوں اسقدر ہے

پری پنہاں ہے پردہ میں حیا سے
جنوں میری حیا کا پردہ در ہے

ہوا شوقِ لقا احمدؔ کو جب سے
تڑپتا مرغِ دل بے بال و پر ہے

ایضاً

اُسی کے نور سے روشن نظر ہے
مرے آئینہ میں عکسِ قمر ہے

ایضاً

وہاں وہ حسن پنہاں جلوہ گر ہے
یہاں شوقِ محبت پردہ در ہے

ہوا ہی حسن لیلیٰ جانِ مجنوں
پری شکلِ جنوں میں مستتر ہے

محرّک حسن ہے میری جنوں کا
ہوا سے جیسے جنبش میں شجر ہے

ہمارا عشق ہے بادِ بہاری
اُسی سے گلشنِ دل سبز و تر ہے

ہے اُس کے حسن کا آئینہ عاشق
اسی میں عکس اُس کا جلوہ گر ہے

جنوں سے مجکو ہو کیونکر رہائی
کہ ایک حسنِ پری پیشِ نظر ہے

کسی سے کب چھپا رازِ محبّت
مزاجِ عشق خود ہی پردہ در ہے

جو اُن کا حسن بے پردہ نہ دیکھا
مچایا عشق نے کیوں شور و شر ہے

ہمارا عشق ہے سایہ پری کا
یہ ساری ہائے و ہو اُس کا اثر ہے

گمانی ہے پری ہستی آدم
کب اُس سے کم یہ عشقِ فتنہ گر ہے

وہ موجود اور وجود اپنا ہے موہوم
وہی عشق اب یہاں شکلِ بشر ہے

لباسِ عشق میں مستور ہے حسن
بدن میں جان جیسے مستتر ہے

قصیدہ

مراۃ الحقیقت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مطلع

ازل سے حسن اُسکا پردہ در ہے
کرے کیا عشق جو شوریدہ سر ہے

ایضاً

جمالِ مہر سے خیرہ نظر ہے
وہ اپنے نور میں خود مستتر ہے

ایضاً

غرورِ حسن گو بیداد پر ہے
محبت اُس کی لیکن دادگر ہے

ایضاً

پری پیکر کوئی پیشِ نظر ہے
جنوں سے جسکے دل زیر وزبر ہے

ایضاً

محبت میں وہ اپنی مستتر ہے
دلِ پُر درد اُس دلبر کا گھر ہے

نامه بر نامِ محمد شد تمام ‌‌ | بر جمالِ روح افزایش سلام
کم کسے شد محرم اسرارِ او ‌‌ | جمله عالم پرتو انوارِ او
یا رسول الله مهمانِ تو ایم ‌‌ | ریزه چینِ سفرهٔ خوانِ تو ایم
از تو ایم ارچه غلامِ ناکسیم ‌‌ | عاجز و بے مایۂ و بس مفلسیم
لقمۂ هم سوئے ما پرتاب کن ‌‌ | این سگانرا سیر و هم سیراب کن
ناکسان و بے کسان را کس توئی ‌‌ | سوئے تو آئیم ما را بس توئی
عفو کن بر ما جرائم اے جواد ‌‌ | نه آفرینش ذات تو آمد مراد
چوں تو هستی رحمة للعالمیں ‌‌ | سوئے ما تیره درونان نیز بیں
کن ز رحمت سوئے ما هم یک نظر ‌‌ | تا بدادِ خود رسم اے دادگر
ما زیاں کاریم ما را دادرس ‌‌ | از تو فریاد است ای فریادرس

ز احمد مسکیں بتو باده سلام
بر تو و بر آل و اصحابت تمام

فقط

لاجرم چاره نبود از مدح و ذم	چونکه لطف و قهر هر دو شد بهم
من به عشقت گشته ام مجنون لقب	زین لقب من نیستم اندر لقب
عشق تو حق در دلم بنهاده است	از هوای خویش این دل ساده است
قوت من نیست این فعل حق است	قهر فعل او بدلها مطلق است
عشق را حق بر سرم بگماشته	سر نهادم حکم او پنداشته
فعل او را بوده ام من منفعل	گشته ام از هستی خویشم خجل
هستی من چیست یارب چیستم	دم نزنم با خود که گویم کیستم
خواستم هر چند تا یابم نجات	لیکه جهد من همه شد ترهات
پس کرا یارا که سر تابد ازو	جان دوان چو گوی پیش حکم او
عشق آمد از ازل سلطان جان	گوی وش جان زیر حکم صولجان
جان من بودست در دستش اسیر	چاکرم او را و او ما را امیر
پس مرا بگذار اندر حال من	بر مشیت کار آمد نے به فن
میروم بر وی هر آنچه حق نوشت	گشته ما را آنچنان طبع و سرشت
پیش قدرت لب به بند و دم مزن	خود حکیم است آن خدای ذو المنن
عین حکمت دان هر آنچه آرد حکیم	تو ندانی او بدان باشد علیم

تا بجانِ انبیا هم کرد اثر | پس چه باشد قوّتِ دیگر بشر

سرورِ عالم محمد مصطفیٰ | با همه عرفان آن نور و صفا

اندر عشقِ عائشه مجبور بود | از چنیں علم او مگر مستور بود

با تمامی عدل با ازواج خویش | بود عشقِ عائشه از جمله بیش

تا چه آمد پیش داوُدِ نبی | هادیٔ برنا و هر پیر و صبی

با چنیں فهم و فراست هم کیا | دل ربودش زن که بود از اوریا

همچنیں تو در دلم بنشسته | پای من در زلف خود بربستهٔ

چونکه عینِ حسن من دانم ترا | پس بگو بندم تصور من چرا

در حقیقت هر مقیّد مطلق است | گفت نتوانم که اسرارِ حق است

حق خبر داد است خود اندر نبی | که منم نورِ همه ارض و سما

دانه هر ژاله عین آب بود | هست سنگی لیکه در چشم وجود

چون خیالی که ز جان پیدا شود | اندرونِ جان بهر سوی دود

باز جان ادراک آرد کان درست | در حقیقت ناظر و منظور اوست

این تجلی ها بود از عینِ ذات | ذات ظاهر آمده اندر صفات

وان صفت بر شکل افعال آمده | تا موالیدِ ثلثه سر زده

عمرها شد کز غمت خون میخورم — از هجومِ عشق جامه میدرم
دردمی یابد کشائش کار من — دفع گردد جملگی آزار من
خوش چه زین باشد اگر زینسان کنی — جمله مشکلهای من آسان کنی
وصل من خواهی و مشتاقم شوی — همچو من اندر پی من تو دوی
در دلِ خود آرزوی من کنی — عاشقانه جستجوی من کنی
بر بساطِ قرب مهمانم کنی — بر سریرِ نازِ سلطانم کنی
زاری و الحاح و لابه جان کنی — آنچه عاشق میکند با من کنی
گفت لیلی نیست ممکن ای فضول — تا که عشقِ تو کند در من حلول
من که معشوقم چسان عاشق شوم — فارغم زین درد چون هر سو دوم
حق مرا دادا ست این حسن و جمال — از ورای قوتم هست این کمال
چون ترا از عشق پیشه بوده است — سالها جانت درین فرسوده است
از برای حسن خود جان میدهی — شهرهٔ خلقان شدی در ابلهی
گفت مجنون این سخن از بهرِ چیست — این چنین گفتن نه خود از زیرکی است
تو نمیدانی که عشقِ فتنه گر — می برد از آدمی عقل و هنر
خود بشر مجبور میگردد ازو — رهزن گردد عقل و جان در دست او

تا در افتادی درین رنج و ملال / که حیات تو شده بر تو وبال

بسته از حسن من چندان خیال / کز هجوم غم شدی همچون هلال

زین تصور مشکلت آسان شود / چندگه فکر تو گر زینسان شود

وارهی از درد و باشی شادکام / فارغ و آزاد زین رنج مدام

داد مجنون بس ظریفانه جواب / ای دل آرامم ترا رائے ثواب

از کلامت مشکلم حل میشود / کز تصور عشق مبدل میشود

گفت قربانت شوم ای جان جان / آشکارا کرده سرّ نهان

من چو شاگردم مرا تو اوستا / خود بکن تا همچنان آرم بجا

تا بیاموزم هر آنچه تو کنی / تا روا دارد جان من این کودنی

اوستاد آرد نخستین بر زبان / بعد ازان شاگرد را گوید بخوان

این سبق را خود تو اول یاد کن / بعد ازان از بهر من ارشاد کن

بر من عاشق باش و معشوقم بدان / تا بکام دل شوم من کامران

چون تو این اندیشه خود قایم کنی / بیخ درد من ز جانم بر کنی

زین تصور جان من بکشای راه / تا روا دارم بفرق مهر و ماه

جا کنم از فخر بر چرخ سنی / وا ردم زین تیرگی و روشنی

صوفیانه فکر تعلیمت کنم — زنگ غم ها را ز جانت بر کنم
یاد کن از ما که نادر حکمت است — تا رود از تو هر آنچه زحمت است
اندرین مسلک اگر پا را نهی — از تعیّن وز تقیّد وارهی
زین کسان تو هر کرا بینی حسین — در خیالِ خویش دان لیلی است این
خود مراد از حسن باشد نی که جسم — دان که این جسم را لیلی است اسم
حسن اندر ذات نفسِ واحد است — روشن از وی این همه خال و خد است
منبسط شد حسن بر اجسادِ ها — نور واحد بود بر افرادِ ها
پیش خور بنهی گر آئینه دو صد — خود نماید هم بقدرِ آن عدد
ذاتِ حق واحد صفت ها بیشمار — بیند عارف آن یکی را در هزار
پس تو هم این راه رو بنمود ست — عقدهٔ مشکل ترا بکشود ست
از فراقِ من اگر باشی زحیر — هر حسینی را بجائے من بگیر
پس محبت کن به او بر جائے من — تا رهد جانت ازین درد و محن
همچو من او را شمر محبوب خویش — در تمامی کار دان مطلوب خویش
فکر گرد آری اگر چندین چنین — زین تو هم داروی سوئے یقین
پیش مردم حسن من چندان نبود — لیکه عقلت گم شد و همت ربود

کای تو اندر عاشقی پیرِ کہن — ہستی اندر عشق مردِ ممتحن

تو چہ مستسقی ز خوباں ہمچو آب — کم نگردد ہیچ گاہت اضطراب

نیست سیری مر ترا خود زیں جنوں — ہر زماں عشقِ تو می گردد فزوں

سیر نبود از حسیناں جانِ تو — حسن آمد کعبۂ و ایمانِ تو

ہمچو مومن کز عبادت سیر نیست — طاعتِ صد سالہ نزدش اندکیست

روز افزوں می شود سودائے عشق — کم نگردد ہیچ گہ دریائے عشق

آفتابِ عشق نپذیرد زوال — فارغ آمد از ہبوط و از وبال

عشق نبودِ کہنہ ہرگز تا ابد — کرد پیدا عشق را تازہ صمد

خود درختِ عشق را نبود خزاں — دائما ایں پیرِ عشق آمد جواں

بل جواں بخت است چوں دُرِّ خوش آب — پیرِ صد سالہ ز عشق اندر شباب

طینتش با عشقِ حق کردہ خمیر — در ہزاراں سال نبود عشق پیر

بس تو اندر عشق بس غم می کشی — تلخیٔ درد و بلا را می چشی

ہر زماں خوار و پریشان و خراب — سینہ سوزاں داری و دیدہ پُر آب

نے ترا باشد ز حالِ خود خبر — بے خور و بے خواب گرداں دربدر

در ہوائے من ز تو آرام رفت — ور ز دلِ تو فکرِ ننگ و نام رفت

چون مغنی من نوائے میزنم
نالها بهر لقائے میزنم

کاندرین الحان نهان روزن است
راه زان روزن بجانانِ من است

تا از آن روزن به بینم روی دوست
که مرادِ جانِ مشتاقِ من اوست

ذکر خوبان راحتِ جان است ازین
روح با مذکور میگردد قرین

پیش عاشق یادِ یار آمد مراد
زین سماعِ صوفیان دارد گشاد

جان صوفی رقصد از بانگِ سرود
سوئے جانان زان نوا روزن کشود

ذکر خوبان روح را مے پرورد
لحن خوش زین پردهٔ دل می درد

پس درین پرده حکایت میکنم
وز جفاهایش شکایت می کنم

روزی از بهرِ تفرّج در بهار
بود لیلیٰ بر سرِ ناقه سوار

شد به صحرا ناقهٔ لیلے رواں
در پیش مجنوں برهنه پادواں

رفت در باغی که بد رشک ارم
شد خراماں در چمن آں محترم

گفت ای مجنوں تو نیز اینجا بیا
چشم را بر حسن گلها بر کشا

بنگر اندر نازنینانِ چمن
در گل و در لالهٔ و سرو و سمن

تا به بینی صنعت الله را
تا ازیں شکر شناسی شاه را

چوں بهم رفتند شاں در بوستاں
گفت با مجنوں بناز آں دلستاں

در هلاکِ ما چه اندیشیده است / صید لاغرام چه در من دیده است
چشم من میریزد از اندیشه خوں / دستگیرم باش ای جوشِ جنوں
از من ایں اندیشهٔ جاں دور کن / از شرابِ عشق او مخمور کن
تا رہم از عقلِ دور اندیش من / تا شوم فارغ ز نوش و نیش من
جاں برافشانم به پائے آں نگار / خرم و رقصاں روم تا پائے دار
سوئے مسلخ تا روم از پائے خویش / در بغل تیغ و کفن آیم به پیش
زانکه اندر عشق هر دم مردن است / نیست مردن بلکه بازی بردن است
بوده ام من چونکه اندر عشق خام / ناله آمد بر لبِ من از سقام
از تنگ ظرفی مرا چاره نبود / تا بریں گفتن دهانم بر کشود
میزند از لطمه میگوید خموش / گم کن ای خام از کمیں جورم خروش
سینه تنگم زاں زبانم بر کشود / گشت ظاهر از من ایں گفت و شنود
لیکه میگویم برمزِ دیگراں / با حریفاں راز از دردِ نہاں
ستلے برد خود مردِ عاقل هوشیار / راه سرد و رنگ و رویم حالِ زار
کیں فغان و نالهٔ من بہرِ چیست / رازِ من در سینهٔ من مختفی است
ظاهر است از ناله بیماریِ من / رازِ من پیدا است از زاریِ من

احمدؔ چو گدائے کوئے یارم — فخراست مرا که شهریارم
از گرد رہت مرا کفن باد — داغِ تو چراغ گورِ من باد

تمت بالخیر

مثنوی مکالمۂ لیلیٰ و مجنون

بسم الله الرحمٰن الرحیم

بشنو از من ای حریف رازداں — اندکے از ماجرائے دردِ جاں
با تو گویم شرحِ جورِ آں نگار — با دلِ پُردرد و چشمِ اشکبار
چشم می پوشد ز حالِ زارِ من — عزم دارد از پئے آزارِ من
دیدہ گریاں سینہ بریانم ازاں — روز و شب چوں شمع سوزانم ازاں
کرد اندر پنجۂ عشقم اسیر — شحنۂ بے درد و خونی سخت گیر
بیکسیٔ ما و ایں جانِ حزیں — تیغ در دست است عشق اندر کمیں
آہ با من عشق بازی می کند — بهرِ قتلم ترک تازی می کند
بهرِ خونریزیٔ ما بستہ کمر — در چہ جرمیم اے خدائے دادگر
نیست جرمِ ما بجز مہر و وفا — ہست در جلدوی آں جور و جفا

جفتیم ہنوز ننگ و غم فرد   با دیدہ چو جوی و رنگ رخ زر
خود دست زنان و پای کوباں   با نعرۂ و ہای و ہوی مستا
از عشق تو غلغل و فغانہا   آریم ز دل سوی زبا نہ
حاشا للہ نہ شرم دارم   زیں رقص چو یار گشت یار م
مطرب بنواز نغمہ امروز   کز دلبر ماست بخت پیروز
ساقی قدحی دگر مدد کن   زاں مست و خراب تا ابد کن
چوں عکس بمی ز رخ نمودی   جان و دل ما ازاں ربودی
چوں من نشوم فدایت ای دوست   دارد دلِ من ہوایت ای دوس
شوق است مرا بپای ساقی   سازیم نثار عمر با
ایں ملک وجودِ ملک تو باد   از عشق تو روح باد آبا
جای تو درونِ جانِ من باد   تو جانی و جانِ من چو تن
از عشق تو سینہ ام چمن باد   مہرِ تو دوای درد من با
جز عشق تو ہیچ غم مبادا   مہرِ تو ز سینہ کم مبا
از سرِ تو سینہ ام چو باغ است   عشقِ تو چمن بود نہ داغ ا
شادان بکمند یار اسیریم   میریم ز غم و لی امی

جان ودل ما شکار تو باد ‏ ‏ ‏ میمون و مبارک است صیاد
چون مرغ دلم شکار کردی ‏ ‏ ‏ یک درد مرا هزار کردی
ای از تو فغان بجانم افتاد ‏ ‏ ‏ شد ملک وجود از تو برباد
غوغاست بملکت وجودم ‏ ‏ ‏ تا آمدهٔ تو در شهودم
هستیم چو تو به پیش مائی ‏ ‏ ‏ پستیم زما چو در خفائی
فرخنده دمی که ما تو باشی ‏ ‏ ‏ از مائی ما نه دل خراشی
آئی سوئے من شوم مسلمان ‏ ‏ ‏ گیرم چو ز من شوی تو پنهان
آئینم هر آنچه تو بخواهی ‏ ‏ ‏ الٰهیٔ و بازگاه لاهے
در دست تو جان چو گوی چوگان ‏ ‏ ‏ هر سو که تو خواهیش همی ران
چون پیش منی بخویش شادیم ‏ ‏ ‏ پنهان چو شوی همه کسادیم
بے روی خوشش تو ناصبورم ‏ ‏ ‏ ای مایهٔ هستی و سرورم
ز طالب خود حجاب کم کن ‏ ‏ ‏ پیش آ و وجود من عدم کن
ین سوختهٔ حجاب تا چند ‏ ‏ ‏ عمریست که هستم آرزومند
بار زرخ نقاب بردار ‏ ‏ ‏ مستانه ببر مرا ببازار
ل من ز شراب عشق مستم ‏ ‏ ‏ خود شیشهٔ ننگ را شکستم

مبهوتم و غیر حیرتم نه
در عشق ز ننگ و غیرتم نه

عشق از همه ها فراغ بخشد
دردی و غمی و داغ بخشد

چون حضرتِ عشق رخ نماید
زنگار خیالها زداید

جز خویش نه غیر را گذارد
فرصت ندهد که سر بخارد

ای از تو مرا فراغ کم باد
بے یادِ تو هستیم عدم باد

چون سوئے تو یکدمی شتابم
از عمر نصیب خویش یابم

ای طائرِ قدس از کجائی
حکمت چه بود به تنگنائی

تو جانی و از دگر جهانی
سیمرغ فزائے لامکانی

از غیب بدین جهان رسیدی
در ملک ز لامکان رسیدی

ای غیب درین جهان تو چونی
آمیخته همچو باد و خونی

با وسعتِ خود تو چون بتنگی
بیرنگی و در میان رنگی

در سینهٔ تنگ چون بگنجی
خورشیدی و در میان کنجی

این کنج خراب از تو آباد
ای طائرِ قدس دائما باد

شهباز شکار دستِ شاهی
ای از چه درین شکارگاهی

دلهائے شهان شکار سازی
قربان به بازئیت چه بازی

از قوت باد گرد رقصان — بالله که درین کسے است پنهان
پس اینهمه شورش و جنونم — از تست که من ازان زبونم
صد فتنهٔ و صد جنون بجااست — در دست توام پس این ازانست
از عشق تو پرجنو است جانم — شوریده سر و خراب ازانم
پرسی از من بگو تو چونی — چون مست و خراب و پرجنونی
از عشق بپرس حال ایدوست — نے شرح زبان چو شرح خود اوست
نورِ تو چو آفتاب رخشان — ذاتِ تو برائے تست برهان
تو مهری و عقلها چو انجم — شد تابشِ نجم پیش خور گم
برقی چو ز عشق برفروزد — زان خرمنِ عقل جمله سوزد
ای پرده درِ وقار جانم — وی راهزن قرار جانم
ای شعلهٔ زن دل فسرده — وی آبِ حیات جان مرده
ای عیسئ روح عشق نامت — مست است جهان جان ز جامت
مست است روان ز بوی مستت — جامِ مستی است خود بدستت
از مستئ تو چنانم امروز — کز غیر و ز خود ندانم امروز
گر فکر کنم بفکر نائی — کین خود تو توئی و یا که مائی

ای سرّ و سرور دلنوازی — وی مهر سپهر عشق بازی

تو جانی و یا حیات جانی — یا عمر بقا و جاودانی

تو خوبی حسن و جسم جانها — تو فرّ و شرف پئے روانها

تو علمی و ما ظلال اویم — تو روحی و ما خیال اویم

تو حسن و جمال و ما چو جسمیم — تو اصل وجود و ما چو اسمیم

تو مایهٔ بلبلی و مشفق — معشوق و عاشقی و عشقی

ای خوبی و حسن هر جمالے — وی جاه و جلال هر کمالے

ای دولت جان ما غریبان — وی بخت بلند بے نصیبان

ای رحمت عام و جود وافر — بر مومن و فاسق و بکافر

از سرّ تو جان کشاد دارد — در عشق تو صد مراد دارد

با عشق تو نسبت است جان را — چندانکه بود تن و روان را

با نام چو تن است و عشق جانست — عشق تو درون جان نهانست

جان آمده از برائ عشق است — فرخنده هوا هوار عشق است

شد خانهٔ تو هوار جانم — مخمور مشاهده از آنم

این گوهر بے بها درین گرد — افلاک ز خاک سر برآورد

روزی زتحـرّیم بر آئی — چوں کعبه جمالِ خود نمائی
گاہے بکمال از یقینی — گاہے ز جمال نازنینی
خوش آب لباس ہر که خواہی — دانم به یقیں که بادشاہی
خواہی چو ز قرب خود کنی جود — در عینِ یقیں شوی تو مشهود
بوئے تو بجز یقیں نبوید — گر فکر ہزار سال پوید
در شکل یقیں به پیشم آئی — زاں انس بروح و دل فزائی
دیوانه کنی و مست سازی — با جان شکسته عشق بازی
جانم بفدائے غمزہ ات باد — شادم به ہوائے عشق تو شاد
ہر غمزۂ تو حیات جانست — ہر عشوہ نشاط ایں روانست
ای راحتِ روح و نور جانم — حسن تو تجلّیِ عیانم
آئی چو بدل سرور بخشی — آئی چو بدیدہ نور بخشی
آئی بخیال شکل ہستی — بخشی بعدم ہزار ہستی
آئی چو بروح مست سازی — بازی بدلم ہزار بازی
آئی چو ز راہ ایں دو گوشم — چوں نغمه بری ہزار ہوشم
از دیده چو حسن چوں در آئی — صد باب طرب بدل کشائی

ز اندیشهٔ من تو سر برآری　　طرفه صنمی عجب نگاری
آئینه ز حسن برگزینی　　در روی ز جمالِ خویش بینی
بینی رخ خود کنی فغانها　　سرّ عجب است کار جانها
بر هر که ز حسنِ خودنمائی　　یکبار ز هستیش ربائی
پنهان تو بصورتِ خیالی　　دانم که تو عینِ هر جمالی
لیلی است نهان بشکلِ مجنون　　یا صورتِ چون گرفت بیچون
آمر شده زیرِ امرِ پنهان　　تنها همه ظاهر و نهان جان
تو بحری و فکر موجت آمد　　تو شاه و خیالِ فوجت آمد
عکسِ رخِ تو هر آنچه زائد　　در آئینه خیالم آید
پس این حرکت میان جانم　　پنهان تو کنی و من عیانم
ذاتِ تو مرید و ما مرادیم　　تو چون قلمی و ما سوادیم
تو نائی و ما چو نالهٔ نئے　　ای مبدء روی معاد هر شئے
در من بدمی ز عشق خود دم　　می نائی توام و باکه آدم
پیشم بهزار غمزه آئی　　با شوکت و شان دلربائی
چون وادیِ ایمن از درختی　　یا طور نمط که سوخت رختی

مثنوی مرآة الجمال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ای سرِّ ازل بگو تو چونی ... وصفیکه کنم ازاں برونی

از دیدۂ عقلها نهانی ... لیکن تو ز مهر تر عیانی

جز نام تو در جهاں نشاں نه ... چوں نتو بجهاں کسے عیاں نه

چوں جاں که ز دیدها نهانست ... وز ذات چو مهر در عیانست

با اینهمه قرب لیکه دوری ... پنهاں تو ز شدّتِ ظهوری

ز ادراک وز فهم ما برونی ... در خویش ندانمت که چونی

دل شیفته از تو جاں شده دنگ ... معلوم نشد که چونی ای شنگ

در روح زدی تو شعله چوں طور ... پیش تو چراغ عقل بے نور

آئی بسریر دل نشینی ... خوش خوش بنشیں که نازنینی

جان و دل ما فدائے رویت ... عمریست که دارم آرزویت

خنداں گلِ باغ لایزالی ... آرایشِ حسن و بجمالی

جان و دل ماست مست از تو ... بل هستیٔ ماست هست از تو

گرد از حد گرچه واویلا جنون ‌ ‌ از ہزاران لیکه یک نامد برون
گو که چندین شرح کرد و قصه خواند ‌ ‌ لیک بے معنی چو بانگ طیر ماند
نالهائے ہمچو گنگی بے زبان ‌ ‌ کرد و لیکن شد نه ز و حرفی بیان
بانگ کردم گنگ وش چندانکه من ‌ ‌ گفتم و ناگفته ماند آخر سخن
سرّ جان کے آید آخر بر زبان ‌ ‌ خود شود آگاه مردِ زنده جان
انچه اندر سینه بُد در سینه ماند ‌ ‌ ناطقه ہر چند اسپِ خود جهاند
نالها کردم بسے لیکن چه سود ‌ ‌ سرِّ جان کے پرده از رخ برکشود
کرد ظاهر بیقراری هائے خود ‌ ‌ نالها رو آه و زاری هائے خود
لیکه در آخر بحیرت گشت جفت ‌ ‌ کس چه گوید زانچه می ناید بگفت
شرح آن چیزے که از گفتن برونست ‌ ‌ دم زدن دردی ز آثار جنونست
عقل حیران است در اسرار او ‌ ‌ جان شده مبهوت اندر کارِ او
نیست کس را بار در ایوانِ او ‌ ‌ غیر حیرت جمله سرگردانِ او
عقل و علم و قیل و قال اندر سکوت ‌ ‌ مالبقی سبحان حیّ لا یموت
بس کنم دیگر نگویم زین کلام ‌ ‌ زانکه نطق اینجاست عاجز والسّلام

تاریخ اتمام مثنوی ہذا روز جمعه تاریخ نهم ماه ربیع الاول سنه ۱۳۱ھ

پس مرا معذور داری آں زماں | چوں فتنہ جانِ تو ہم در امتحاں
ہاں سزاوارِ ملامت ہا ہنم | زانکہ پا بند و اسیر ایں فنم
عاجزم از درد و غوغا میکنم | نالہائے سوز خود را میزنم
گر گرانی آیدت رو عفو کن | گوش خود کم نہ بسوئ ایں سخن
چوں ز دردِ عشق دوری دور باش | کار خود کن مغز خود را کم خراش
ما دریں دیوانگی شادیم شاد | بہرِ تو قبض است و بہرِ ما گشاد
پیش تو حزن است و پیشِ ما سرور | ہمچو سایہ بہرِ ما پیشت حرور
دور از حالِ تو ایں رنج و الم | رو مرا بگذار اندر درد و غم
تو سلامت باش و کارِ خویش کن | بہر مجنوناں رہا کن ایں سخن
گویم اکنوں من سخن با جانِ خویش | میزبانِ خویشم و مہمانِ خویش
من ز دردِ خویشتن دیوانہ ام | روز و شب زیں اندریں افسانہ ام
شد ز سوزش عشق چوں دارد غلو | کلّ عقلی کلّ فہمی زائلہ
از جنوں ایں ناطقہ شد بے ادب | آہ چوں سودائیاں بکشاد لب

در خاتمہ

راه راحت کے گذارد خود کسے ‌‌ ‌ پا نہد مجبور بر خار و خسے

آه از راحت بزحمت میردم ‌ ‌ در پریشانی و وحشت میردم

من نہ از خود میروم او می کشد ‌ ‌ با ہزاراں زور ایں سو می کشد

کس برغبت سوئے مردن کے رود ‌ ‌ ہاں مگر طوعاً و کرہاً مے رود

ذلت خود کے کسے بر خود گزید ‌ ‌ جان مجنوں از جنوں چاره ندید

میدرد جانرا گریباں دست غیب ‌ ‌ میدوم من در پیش بیشک و ریب

می کشندم با چنیں زنجیر ہا ‌ ‌ بہر کشتن آه چوں نخچیر ہا

در گلوئے جان من طوق قویست ‌ ‌ از کسے بیں نے زمن ایں خود رویست

تو نہ بینی آه آں زنجیر غیب ‌ ‌ کہ کشد مارا سوئے خسران و خیب

می نہ بگذارند تا یابم نجات ‌ ‌ کی برغبت کس رود سوئی ممات

بہر قربانی ہلا بز کی خوش است ‌ ‌ عاجز از قہر کشنده سرکش است

ناصحا از پند میگوئی سخن ‌ ‌ غافلی از درد و ہم از حال من

تو ہمی گوئی کہ عقل ایں برفت ‌ ‌ ایں نمیدانی کہ تقدیرم گرفت

تو ہمی گوئی کہ دیوانہ شدی ‌ ‌ از طریق عقل بیگانہ شدی

بر تو آید آنچہ بر من مے رود ‌ ‌ آں زماں جان تو زیں آگہ شود

ناله کے آرد مریض از خویشتن ‌‌ درد آید گویدش هے بانگ زن

اینکه گفتم آه و دردِ من بدان ‌‌ شرم از ناله ندارد نیم جان

هذل من میدان تو هذیان مریض ‌‌ هیزند مجبور کوتاه و عریض

بے مراوش اینکه گویندش زہے ‌‌ بل بدفع درد می جوید رہی

کس پسندد یا به انکاری رود ‌‌ ضبط از بیمار آهش کے شود

من زدردِ خویش می دارم چنین ‌‌ نے مرادم زآه آمد آفرین

منکه مجبورم زدستِ این جنون ‌‌ عقل وهوشم شد زافسونش زبون

چونکه او دارد غلو در جانِ من ‌‌ گفتنم افتاد این قبح وحسن

سیزده ١٣٠٠ صد سال هجرت بود چون ‌‌ ریخته از چشم من این سیل خون

در معنی آیت واللّٰه غالب علیٰ امره

بل قضا بر گردنم بنهاد تیغ ‌‌ میکشد ما را بدین سو بیدریغ

چون قضا گیرد گریز از وی چه سود ‌‌ جز رضا پیشِ قضا چاره نبود

کے گریزد او که در بندِ قضاست ‌‌ هرچه خواهد خواجه بنده را رضاست

گر گریزم او گریبانم درد ‌‌ در خمش باشم به ناله آورد

چون پریشان گشتم و بی انتظام — پس درین شورش بدو کردم کلام

رو بمن آورد چون این اضطرار — اختیارم کرد گوشه اختیار

عقل پنهان گشت و پیدا شد جنون — هوش رفت و آمده وحشت برون

چون گرو شد عقل در دست جنون — لاجرم آمد برون رازِ درون

بودم از عمری چو خاموش و صموت — وحشتم بشکست این مهرِ سکوت

شورشش بگذشت چون از حد فزون — گشت طبعم همچو گردون بی سکون

پس خموشی عاجز آمد پیشِ او — عقل ترسان شد ز خوفِ نیشِ او

شد ز سودا اسپ طبعم بی لجام — غافل از زیر و زبر بنهاد گام

چونکه وحشت گشت غالب این زمان — جاهلانه شد برون چندین بیان

شعرگوئی کی مرادِ ماست این — بلکه رفعِ غلبهٔ سوداست این

پس مرا معذور دار ای با ادب — کس ز مجنون عقل جوید با ادب

انچه این هذل و هذیان و جنون — از سرِ بیهودگی آمد برون

عفو کن ای خواجه زین هذل و هذر — چون کریمان بر سرِ من کن گذر

بلکه چون اهلِ وقار و چون کرام — کن گذر بر لغو هایم ای همام

منتشر گشتم چو از دردِ نهان — راز دل بی قصد آمد بر زبان

چوں جلال الدین پیرِ معنوی / طالباں را شد دلیل از مثنوی
رحمتِ حق بر روانِ پاکِ او / هم تحیّت ها ز ما بر خاکِ او
بهر فیضِ دیگراں گفت او کلام / تا نماند طالبے نے بهره خام
صد هزاراں کس ادب آموختند / روئے خود را همچو شمع افروختند
هر کسے بر حسبِ استعداد خود / یافته از قول پاکِ او رشد
بسط کردم بعض رمز از قولِ او / اندریں اوراق گر بینی نکو
هر یکے آموخت از اوستا فتی / اندراں علم و هنر شد موقنی
پس تو گوئی علم دزدی کردهٔ / ایں چنیں فن از کجا آوردهٔ
هر مرید از پیر خود ترتیب یافت / جامهٔ علم و ادب بر خویش یافت
جانِ من آموخت هم ز اسرار او / هستم از عمری چو اندر کارِ او

سبب تالیف ابیات و عذر آں

چونکه از عمرے رهینِ ایں فنم / شد بدو مانوس زیں جان و تنم
گر کسے را دل بچیزے شد گرو / هر زماں باشد مگر همراه او
خفته گردد بیند او را هم بخواب / هم به بیداری کند با وی خطاب

جان من بادا فدائے پائے او
این ہمہ سوداست از سودائے او

قطرۂ از بحرِ فیضانِ ویم
ذرۂ از مہر تابانِ ویم

چونکہ او انداخت در جانم شرر
من ز سوزِ او شدم بے پا و سر

سوز من از سرِّ سوزش رشحی است
جان مفلس را ازو صد شوکتی است

رشحی از سرّ و سوزِ جانِ او
بر من آمد آمدم در ہائے و ہو

عمر من بگذشت و سودا ناتمام
از ویم ہر اینچہ ہستم پختہ خام

تو مبیں از من چنیں غوغا و شور
میکند او در دلم صد گونہ زور

من کجا و ایں چنیں دیوانگی
یک نگاہش بہ ز صد فرزانگی

جوشش اندر سینہ ام او میزند
زاں سبب جانم بہ غوغا می تند

ایں ز من نے بل ز سودائے ویست
شور و غوغایم ز غوغائے ویست

در تعریف حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ و ذکر بعضے شرح از کلام او

شد دلیلم نیز مولانائے روم
ہادیٔ کشتیٔ ما ہمچوں نجوم

دستگیری کن غلام خسته را — ده خلاصی از وحل پابسته را
آخر از تست این غلام بیکسی — عاجز و بیمایه و بس مفلسی
عیب ها دیده خریدی این غلام — شرم نام خویش کن پس ای همام
سالها در خدمتت چون بوده ام — در غلامی هات جان فرسوده ام
شرم کن که من بنامت زنده ام — از غلامانت کمینه بنده ام
پرتو آید مرا اهانت این غلام — از کرم مگذار کارم ناتمام
رحم کن کاخر غلامان تو ایم — گر بد و ور نیک از آن توایم
رحمتی تو بهر ما از سوئے حق — باش اکسیر این مس تیره ورق
ما مس تاریک و تو چون کیمیا — سوی مس ای کیمیائے حق بیا
از مسی باکی ندارد کیمیا — مس را مس کے گذارد کیمیا
زر بکن این مس تیره را تمام — کیمیائے کار ما مگذار خام

در مدح پیر خود رحمة الله تعالی علیه

خوشه چین خرمن پیریم ما — او کما ند است و چون تیریم ما
از غلامان کمینه او منم — در غلامی هائے او دم میزنم

در مدح اولیاء الله رضی الله عنهم اجمعین

یا مدد جو تو ز خاصانِ خدا | زود اندر سایهٔ پاکاں درآ
تا مدد یابی بمشکل ہائے خویش | مرہمند ایشاں پئے بر سینه ریش
اندریں عالم وجودِ پاکِ شاں | رحمتِ حق ہست بہر بیکساں
دادرس ہستند ہر مظلوم را | شاد گرداننده ہر مغموم را
مضطرب را باعثِ تسکینِ دل | موجبِ فرحت بہر غمگینِ دل
چه عجب بر ما برحمت بنگرند | از رحیمی چونکه مسکیں پرورند
فیضِ خاصانِ خدا دایم بود | بلکه ہمچوں فیضِ حق قایم بود
ذاتِ ایشاں را تو فیضِ حق بہ بیں | دیده ام بسیار زاں دارم یقیں

التجا بجناب پیر و مرشد رحمة الله علیه

ای ولیِ حق امامِ دینِ ما | پیرویّت حق کند آئینِ ما
رحمت و رضوانِ یزداں صد ہزار | بر تو بادا تا قیامت بار بار
حبِّ تو حبِّ خدا آمد یقیں | گمرہاں را میکنی با حق قریں

تا رہد جانِ تو زیں رنج و الم
تا خلاصی آیدت از درد و غم

با تو گویم از رہِ دیگر نشاں
تا کنی حاصل از و مقصودِ جاں

فکر کن گیرد خیالِ تو قرار
ترک سازد عادت و رسمِ فرار

در وجودِ تو چو گم گردد خیال
پس روی انگاہ برتر از مثال

حسِ رابی خوب اندر خواب کن
سوئے بیرنگی تو فتحِ باب کن

ہمچو حیراں کو نشد خفتہ مگر
مثل خوابیدہ ز ہر شے بے خبر

تا ز علمِ خویش کلّی گم شوی
سوئے غیب الغیب پس انگہ روی

ہم ز ظاہر ہم ز باطن بے خبر
جانت از ہر دو جہاں شد کور و کر

پس ز تو باقی نماند اکنوں نشاں
ہستیٔ تو گشت گم در لامکاں

ایں زمانِ جانِ تو رست از چند و چوں
روز و شب از وقت و ساعت شد بروں

یافتی آرام از درد و الم
رفت جاں سوئے سکوں از کرب و غم

بنگری رویائے صادق ایں زماں
بر تو ہم الہام آید بیگماں

روحِ پاک انبیاؑ و ہم ملک
منکشف گردد ہم اسرارِ فلک

ہست موقوفِ عنایت ایں تمام
کے بجہدت کار تو گیرد نظام

رو بدرگاہِ خدا فریاد کن
صد غم و صد گریہ چوں فرہاد کن

صدهزاران عاشقان جان داده اند ‌ ‌ بیدلان مجبور سر بنهاده اند

سر بکف در کوئے تو استاده ایم ‌ ‌ هرچه بادا باد ما آماده ایم

سیر هستم از حیاتِ خویشتن ‌ ‌ پیش تو آورده ام تیغ وکفن

با مرادِ ما بده یا جان بگیر ‌ ‌ تا بکے در نزع مانم من اسیر

دادنِ جان پیش ما دشوار نیست ‌ ‌ بل ز سر بازی مرا هم عار نیست

چیست یک جان من کنم صد جان نثار ‌ ‌ گر بدست آید بدینم وصل یار

کے پذیرد آنکه مستغنی است او ‌ ‌ صد جهان را قیمتِ یک تار مُو

سخت مشکل آمد این یا ربِّ من ‌ ‌ سخت دشوار است این یا ذوالمنن

پس بگوا ے عقل تا من چون کنم ‌ ‌ یا بمیرم یا جگر را خون کنم

هین بیا و سر بنه تسلیم شو ‌ ‌ بر رضائ دوست جانرا کن گرو

غیر تسلیم و رضا بس چاره نیست ‌ ‌ نیست یک دل کاندرین ره پاره نیست

در بیان فنا و استغراق که چون سالک برین مقام رسد انکشاف عالم غیب میگردد

یا مگر تو سوئے استغراق رو ‌ ‌ یا بکن در کوئے حیرت تک و دو

سوئے کوئے بسملاں سیری بکن — وز زکوٰۃ حسن خود خیری بکن
حالِ ما بنگر و پرس از ما کہ چونست — نے تو جانِ خستہ پامالِ جنونست
ہیزنی صد زخم دل انگہ بری — سخت طراری تو اندر دلبری
میکشی خود باز می پرسی کہ کشت — جانِ من تا چند ایں خوئ درشت
شد مشبک سینۂ ما زیں الم — زار زارم روز و شب از درد و غم
پس علاجِ ایں دلِ مشتاق چیست — بہرِ من تدبیر اے عشّاق چیست
زانکہ خوباں پنبہ در گوشند سخت — رحم کلّی از دلِ شاں بر درخت

در بیان آنکہ درد عشق پایانے ندارد و غیر از تسلیم و رضا چارہ نیست

نیست پیدا بہرِ دردِ من دوا — واہ یاربّاہ واغوثاہ وا
نے بدل صبری کہ تا گیرد قرار — نے توانائی کہ آرد وصل یار
ایں عجب سوداست کز وی چارہ نیست — کار جانبازیست ایں استعارہ نیست
ماند النتیم اول ایں چنیں — سنگ آمد سخت آمد یارب ایں
نیست آساں غیر از فضلِ خدا — جاں بری زیں وادئ کرب و بلا

می نه پرسی از کرم احوالِ من
وای بر جانِ من و بر حالِ من

زان تغافل که بحالِ ما تراست
جانِ بیچاره اسیرِ صد بلاست

تو رهینِ ناز و ما رهنِ قضا
نیست چاره جانِ ما را جز رضا

جانمن ایں بے نیازی تا بکے
ما خمار آلودهٔ و تو مست مے

روئے خوبت دیدم افتادم بغم
ای عجب شد بهرِ من تریاق سم

گر نفرمائے بحالم مکرمت
بالیقیں میداں که میرم در غمت

هستم از عمری اسیرِ دامِ تو
میرم و جان را دهم بر نامِ تو

چونکه از عمرے منم بیمارِ تو
حسرتے دارم پئے دیدارِ تو

گر نه از رحمت به بینی سوئے من
کم نه گردد هیچ هائ و هوئے من

یک نظر سوئے مریضِ خویش کن
بهرِ حق رحمی برایں دلریش کن

باز آو باز بامن یار باش
راحتِ جانِ منِ بیمار باش

باز آمنّت بجانِ من بنه
داد حسرتهایٔ ایں خسته بده

خویش را با من دمی دمساز کن
خوئ رحمت گیر و ترکِ ناز کن

از سرِ لطف و کرم اے نازنیں
یکدمی سوئے غریباں باز بیں

که شهیدِ خنجرِ نازند ایں
وز جفا با مرگ دمسازند ایں

این دلِ سرگشته را فریادرس / چون توئی بیچارگان را دادرس
نیست یک لحظه شکیبائی مرا / سوزِ دل کرده است سودائے مرا

در عجزِ طلب خود

این چنین نادر ندیده هیچ کس / بهرِ عنقا جستجو دارد مگس
در تمنائے سلیماں مور لنگ / پشّه در شوقِ هما حیران و دنگ
ذرّه مشتاق است مر خورشید را / خس خریداری کند ناهید را
قطره اندر شوقِ بحرِ قلزم است / از فراقِ بحرِ شوریده غم است
صبر نکند این دلِ مجنونِ من / هر زماں از دیده ریزد خونِ من
از پئے تو بیقرارم هر زماں / برد شوقِ تو زمن تاب و تواں
هم تو فرما بهرِ من تدبیرِ من / باکه گویم چوں توئی تقدیرِ من
درد دادی هم دوائے من توئی / دیدۂ کورم ضیائے من توئی
اِنَّنِی اُشْغِفْتُ مِنْ حُبِّ لَدَیْک / اللّٰہ اللّٰہ مولعٌ قلبی الیک
من بدردِ تو بسی ام مبتلا / هست روئی نیکِ تو مارا دوا
آه دآهی می کنم من روز و شب / روز و شب را میگذارم در تعب

او نہ مطلق نے مقیّد بودہ است
ہر کسے بر وہم رہ پیمودہ است

پس چگونہ راہ یابی تو دریں
ہرچہ بینی آں خیالِ خویش بیں

واصلِ خویشی نہ واصل باحقی
در خیالِ خود مقیّد مطلقی

ہم طلب ہم وصل را امیداں خیال
گم شدن راہ است و باقی قیل وقال

چوں طلب سازم کہ پاکی از وصول
ایں خیال و طمع من آمد فضول

غیر گم گشتن رہِ وصل تو نیست
ای دلم درکوئے ہوشیاری مایست

از طلب گم گشتن و از جستجو
کس ندیدہ غیر زیں راہ نکو

در آداب عبودیت

ایں ہمہ دانم ولیکن صبر نی
بے تو دارم ہر زماں جانکندنی

در دلم چوں آفریدستی طلب
از کرم مگذار ما را خشک لب

پس عطائے تست ایں سودائے من
جودِ تو شوقِ من و ہیہائے من

چوں طلب دادی بمطلب ہم رساں
زانکہ ہستی چارہ ساز بیکساں

کے بجہد ما شود وصلت وصول
بلکہ آں کس راکہ تو کردی قبول

پس ترا کس بے تو نتواں یافتن
نیست جز حرز خیالی بافتن

وسوسه چوں طفل این کن داں مکن ‏ ‏ زیرکی مبهوت چوں پیرِ کهن

جمله عالم در هوائے تست گم ‏ ‏ ای مسیحا مرده گانرا گوکه قم

من نیم تنها فدائے حسن تو ‏ ‏ یک جهاں آمد گدائے حسن تو

من که باشم یک جهاں زیر و زبر ‏ ‏ از بلائی عشق تو در شور و شر

من نه تنها ام دریں شور و فغاں ‏ ‏ هست غوغا از زمین تا آسماں

ملک ملکوت است سرگردانِ تو ‏ ‏ لامکاں نیز آمده حیرانِ تو

شرح مقام حیرت و مرتبهٔ ورارالورا

تو که مطلوبی ورائے قاصداں ‏ ‏ دعوی وصلِ تو عینِ جهد داں

تو که موجودی و حق با صد مبیں ‏ ‏ ما همه معدوم اصلی بالیقیں

باطنِ هر غیب ذاتِ تست بیں ‏ ‏ ظاهرِ هر عینِ هستی زیں چنیں

از خصائص آں صفاتِ ذاتِ تو ‏ ‏ نو بنو اظهار موجوداتِ تو

از صفات و هم ز اسما در ظهور ‏ ‏ شد هویدا صورتِ ظلمات و نور

سوئے تو هرگز کسے را راه نیست ‏ ‏ هیچ کس از کنه تو آگاه نیست

دم نزد از آگهی هرگز کسے ‏ ‏ گشت در تیه تحیّر گم بسے

روز و شب این چرخ سرگردانِ تو ‌ ‌ ‌ مهر و مه گوی خمِ چوگانِ تو

ابر از عشقِ تو گریان زار زار ‌ ‌ ‌ رعد در شوقِ تو نالان بیقرار

باد جویان مر ترا شد کو بکو ‌ ‌ ‌ همچو مجنونست پویان سو بسو

گل گریبان چاک از غمهای تو ‌ ‌ ‌ شد پریشان سنبل از سودای تو

نرگس اندر باغ شد حیرانِ تو ‌ ‌ ‌ سبزه در صحراست سرگردانِ تو

ایستاده سرو اندر انتظار ‌ ‌ ‌ لاله را صد داغ دل در کوهسار

بسکه سوسن جامه نیلی از غم است ‌ ‌ ‌ وز فراقت روز و شب در ماتم است

بوی از زلفِ تو وز دیده نسیم ‌ ‌ ‌ بهر تسکینِ دل و حالِ سقیم

بلبلان را ناله از عشقِ تو خاست ‌ ‌ ‌ قمریان را شور کوکو مر تراست

گشت پروانه ز عشقت جان فگن ‌ ‌ ‌ شمع گریان زار زار اندر لگن

دیده ها مشتاق بهرِ نازِ تو ‌ ‌ ‌ گوشها محتاج بر آوازِ تو

روز و شب جانها طلبگارِ تو اند ‌ ‌ ‌ هر زمان دلها خریدارِ تو اند

از تحیّر روح را گم گشته هوش ‌ ‌ ‌ نفسها از شوق در جوش و خروش

عقل سرگردان ز تدبیرِ وصال ‌ ‌ ‌ شد ز بی صبری پراگنده خیال

فهم را از عاجزی ببریده پا ‌ ‌ ‌ وهم در تدبیر پویان جابجا

بازگرد ای دل ازین افسردگان	سرد جان و سرد دل چون مردگان
بازگرد و باز سوئے یار رو	باز سوئ ذکر آں دلدار رو
میخورم صد زخم و سویش میروم	می برانندم بکویش میروم
باز می آیم بسویت اے پری	زانکه چون تو نیست کس در دلبری
میکشی مارا دمے آئیم باز	تو برائے ناز و ما بهر نیاز
هر زماں باد اتر احسنت فزوں	ما و ایں دیوانگی ها و جنوں
جان من ما در جنوں خود خوشیم	پیش مردم گو میانِ آتشیم
لیکه باید ایں قدر از دلبری	گاه گاهے سوئ ما هم بنگری
کز بلائے زلف مجنونِ تو ایم	کشتهٔ از زخم شب خونِ تو ایم
پس چه کم گردد ز حسنت جانِ من	یک دم آخر گر نمائی رخ بمن

دربیان غلبهٔ حال عاشق

اضطرارِ عاشقانِ روئے تو	شور و غل دارد میانِ کوئے تو
من نه تنهام دریں غم مبتلا	یک جهاں از عشق تو اندر بلا
شورش اندر عالمی افگندهٔ	بیخ صبر از جانِ ما بر کندهٔ

باز آ یکبار ای جان باز آ ‌‌ ‌ باز سوی عاشق جان باز آ

باز آ بنگر بحال زار من ‌ ‌ ‌ رحم کن بر دیدهٔ خونبار من

باز آ بر آتش من آب زن ‌ ‌ ‌ باز ای مرهم زخم کهن

باز آ و باز دلداری بکن ‌ ‌ ‌ باز آ با خستگان یاری بکن

باز آ ای تو توان ناتوان ‌ ‌ ‌ باز آ ای قوّت این نیم جان

باز آ ای تو مراد جان من ‌ ‌ ‌ ده ز روی خویش داد جان من

باز آ ای درد و ای درمان من ‌ ‌ ‌ باز آ ای کفر و ای ایمان من

چند گویمت که شد از حد فزون ‌ ‌ ‌ عاقلان دانند هذیان جنون

ناله های درد من بگرفت طول ‌ ‌ ‌ لاجرم انسان ظلوم است و جهول

ختم کن این باز آ را دیر شد ‌ ‌ ‌ مستمع افسرده گشت و سیر شد

لیکه جانم ز انتظارش سیر نی ‌ ‌ ‌ صبر بهر این دل او سیر نی

گو هزاران سال باشم در طلب ‌ ‌ ‌ من نگردم سیر و مانم خشک لب

گر تو گشتی سیر خانه خود برو ‌ ‌ ‌ چون کنم من زانکه جان دارم گرو

هست جانم همچو مستسقی خراب ‌ ‌ ‌ تشنه کی نو و کهن بیند ز آب

با جنون خویش می گویم سخن ‌ ‌ ‌ پیش من نو است و پیش تو کهن

بازآ ہوش و خرد از من ببر   عقل را از عشق کن زیر و زبر
باز آ ما را ز ما آزاد کن   باز از دیدار خویشم شاد کن
باز آ ای مونس جانِ حزیں   باز آ مگذار ما را این چنیں
باز آ ای تو سرورِ جان و دل   باز آ ای قوّتِ این مضمحل
باز آ ای صحّتِ بیماریم   باز آ مگذار اندر زاریم
باز آ رویت دوائے ہر مرض   ہم توئی عقدہ کشائے ہر غرض
باز آ و باب رحمت باز کن   خویش را با جان من دمساز کن
باز آ ای نورِ چشم ہر ضریر   باز آ ای تو سرورِ ہر زحیر
باز آ ای خوبی و حسن و جمال   باز آ ای روی تو بدر و ہلال
باز آ ای جان و ای جانانِ من   باز آ ای شاہ و ای سلطان من
باز آ ای حسن خوبانِ جہاں   باز آ ای سرّ و اسرارِ نہاں
باز آ از روی خود راحت رساں   باز آ ای چارہ سازِ بیکساں
باز آ ای دیدنت آبِ حیات   باز آ از تست آرام و ثبات
باز آ دین مہرورزاں را نگر   بے رخِ خوبت ہمہ زیر و زبر
باز آ بنگر جہاں مشتاق تست   بے تو ابتر حالتِ عشّاق تست

بر امیدِ دیدنت بر لب مقیم
مرگ وہ یا با حیاتش کن ندیم

مالکے خواہیش خوان و یا بران
نیست جز تو حکم کس بر ملک جان

آب بروی زیر یا آتش بزن
کیست آن تا پیش تو گوید سخن

خواہ ویران خواہ آبادانش دار
بہرِ من دار ار پسندی بہ زدار

بادشاہی حکم و فرمان مر ترا
نیست کس را زہرۂ چون و چرا

لیکہ رحمت باید اے جانِ جہان
بر سرِ بیچارگانِ نیم جان

زانکہ از عمری اسیرانِ تو ایم
تو عصائی ما ضریرانِ تو ایم

زلف تو دام است و ما در وی اسیر
اوفتادہ در بلا چندین زحیر

ای مسیحا جان بلب بیمار تست
باز آ و زندہ کن کین کار تست

باز آ یکدم مسیحائی بکن
پس علاجِ دردِ شیدائی بکن

باز آ و بر لبِ من لب بنہ
وان حیاتِ رفتہ ام را باز دہ

باز آ ای جان حیاتِ من تو باش
از سنانِ ہجر جانم کم خراش

باز آ در دیدہ جائے خود بکن
باز آ دل را سرائے خود بکن

باز آ یکدم میانِ جان نشین
باز آ و باش با دل ہمقرین

باز آ ای راحتِ جان و دلم
باز آ و حل بکن این مشکلم

تا که آسایم دمی زنده چند و چون — تا بگیرد جانم آرام و سکون
با که گویم چونکه جانانِ من توئی — چون زییم زنده تو روانِ من توئی
زندگی زنده تو و بالِ جانِ من — بلکه جانِ من توئی ای سیم تن
ایکه دایم قبلهٔ من روئی تو — کعبهٔ جانست جان در کوی تو
یکدمی آرام جانِ من تو باشش — قوّتِ روح و روانِ من تو باشش
عرض دارم تا نفرمائی کرم — کی رهد جان زین بلائی درد و غم
دل چو بردستی بکن دلداریم — اندکی رحمی بکن بر زاریم
بُردنِ دل پیش تو آسان شده — برده دل پس چون پری پنهان شده
دلبری پیش تو سهل آمد بسی — رحم دشوارست گویند هر کسی
راست گفت آن عاشقِ شوریده حال — دلبری سهل است و دلداری محال
جان با جهان آن دیّار هست — کش ز تیمارِ غریبان عار هست
جان من وقت است تا رحم آوری — بنده پرور شو رها کن خودسری
وقت آن آمد که غمخواری کنی — دل بدست آری و دلداری کنی
جانِ من وقتِ مسیحائی رسید — نوبتِ آخر به شیدائی رسید
زانکه جانِ خسته مهمانِ لب است — لقمه جوئی مرگ بر خوانِ لب است

شو پناهم ای سرور هر زحیر — از سر لطف و کرم دستم بگیر
نیست کس جز تو پناهِ جانِ من — امن ده ما را خدارا ازین فتن
زانکه تو هستی همیشه حامیم — پخته کن هر انچه هست از خامیم
بی پناهست من نمی بینم امان — این غلامِ تست بنگر نیمجان
چون ندارم تاب این رنج و الم — حل بکن از همّتِ خود مشکلم
کز تجدّد های امثالم خراب — از چنین وانچنان در پیچ و تاب
گشت عمرم در پریشانی بسر — خوار و خسته چند گردم در بدر
موج این بحر است چون بی منتها — از تجدد ها و تلوین کن رها
کن عطا ما را ازین هستی نجات — آیم از هوش و خرد سوی سبات
سخت مشکل آمد از هستی عروج — ده ازین دار الحرب یارب خروج
جلوه کن تا شوم بیخویش من — زخمها تا کی خورم زین نیش من
آنچنان کن تا که در تو گم شوم — بیخودم کن آنقدر کز خود روم
تا رهائی یابم از هستیِ خویش — هوشیاری هست جانرا همچو نیش
از خودیِ خویش کُلّی بگذرم — این قبای هستیِ خود بر درم
در مقامِ بیخودی جا دِه مرا — تا رهد جان از غم چون و چرا

خون ما خوردند ایشان بیدریغ
چون نگریم زار زار از غم چو میغ
صد بلا صد فتنه را انگیختند
قتل ما کردند و خونم ریختند

آه بیرحمیِ این خوش منظران
چون فرشته شکل و دل چون کافران
طبع شان چون خار و صورت همچو گل
زین خلش عاشق بود در شور و غل

سخت تر از سنگ و لهایش به بین
گو نمایندت بشکلِ نازنین
در دلِ این قوم هرگز رحم نے
دوست خود را کشته همچون دشمنی

مبتلا را امن نے از جور شان
غیر جان دادن ز جا نها را امان
مبتلای این بتانِ سنگ دل
همچو زندانی است دایم تنگ دل

می نترسند از خدا این قوم هیچ
چون نباشد جان ما در هیچ هیچ
شعله های قهر و ظلم افروختند
بے خطا بے جرم ما را سوختند

زین الم زین درد من مجنون شدم
از هجومِ غم ز خود بیرون شدم
من نه ماندم عقل نے مانده نه دل
هان مگر باقی خیالی هست ظل

پس بدین نوبت رسیدم چون کنم
دیده را تا چند من جیحون کنم

مناجات

جانِ من جور است کارِ کافران سوی کوی ظلم اسپِ خود مران
زانکه از قتلِ من بسمل چه سود ناله‌ام جز سایهٔ عشقت نبود
چونکه تو همواره دل برده بوده راه حزن و درد کے پیموده
همچو من از عشق گر گردی خراب آن زمان آگه شوی زین پیچ و تاب
از غمِ من آگهی گر داشتی طرزِ جور و ظلم را بگذاشتی
دلبران از درد چون آگه نیند فارغ از غمهائے ما خوش می زیند
میروند از سوئے ما بس بے خبر ناله‌ام دانسته اندازند در سر
چونکه ایناں طالبِ جاں بوده اند غافل از افغانِ من زاں بوده اند
از غم و از دردِ عشق آزاد و خوش ما همیں میریم و ایشاں شاد و خوش
رحم کے آرند گر گریم هزار مفت اندر دامِ شاں آمد شکار
گوش کے آرند بر افغانِ من گر بلب از ناله آید جانِ من
پنبه اندر گوشش خود زاں می نهند تا نه افغانِ مرا دادی دهند
سخت نے مهرند و بس سنگیں دل اند تا نه جاں گیرند جاں کی می هلند
نیست مر ایں قوم را خوفِ خدا نے بجاں رحمی نه در دیده حیا
کارِ من افتاد با سنگیں دلاں پس چه تدبیرِ من است ای عاقلاں

دوست کشتن از کجا آمد روا   جان من شرمی نداری از خدا
دشمنان را کشته اند از ناخوشی   ای عجب تو دوستان را میکشی
کشتنِ بیچارگان ای پر غرور   از حمیّت وز جوانمردیست دور
جور مسکین کے کند کافر پسند   دور دار جان خود را زین گزند
نیست رحمی مر ترا اے سنگدل   بر سرِ بیچارگانِ تنگ دل
شفقتی باید ترا بر حالِ شان   چون نمی پرسی تو از احوالِ شان
بیدلان را بر مرادِ خود رسان   خود مریضِ دائمند این بیکسان
عمرها شد کز غمت زارم هنوز   درد عشقت داشتم دارم هنوز
نے رخت ای ماهِ جان افروزِ من   از شبِ تار است بد تر روزِ من
سوختم ای جان زبے مهریِ تو   چند سوزی جانِ من ای تند خو
کم نگردد هیچ از تو اے پری   از تفقّد گر بسویم بنگری
که ز عمری کشتهٔ نازِ توام   شیفته اے شوخ و طنّازِ توام
جان بلب آمد ز استغنائیت   کشت ما را آه بے پروائیت
آتشی از عشق خود افروختی   جان ما را اے ستمگر سوختی
خود زدی در من ز عشق خود شرر   دیده و دانسته گشتی بے خبر

شکایت عاشق بحضرت معشوق کہ شیوۂ عشق است

تو روا داری کہ باشم این چنین | بیقرار زار و غمگین و حزین
اندرین غم عمر من آخر رسید | لیکہ غم را نیست پایانے دلیل
کن نظر بر من ز رحمت جانِ من | بیقرارم بہرِ آں روئ حسن
جانِ من انصاف کن تا چند صبر | بے تو اندر روز و خم مانند گبر
پس مکن دیدار خود از من دریغ | بے تو چشم اشک می بارد چو ابرِ میغ
اللہ اللہ روئ نیک انگاہ بخل | خوش نباشد با رخِ چوں ماہ بخل
اللہ اللہ با چنیں حسن و جمال | قہر و خونِ عاشقاں چوں شد حلال
اللہ اللہ با چنیں روئے نکو | چہ عجب سنگیں دلی و تند خو
اللہ اللہ دلبری انگاہ ناز | ترک کن این شیوہ یا ای ماہ ناز
چوں فرشتہ چوں پری روئے تو نیک | کاشکے بودی مگر خوئے تو نیک
بخل ورزی نیک کے باشد بجا | رو بیاموز از قمر طرزِ سخا
روئ نیکو را بباید خوئ نیک | ترش روئ زشت داں ای روئ نیک
شیوۂ عاشق کشی آموختی | جانِ عالم ای ستمگر سوختی

ای گلِ خنداں برِ بلبل بیا　　سوئ جزو خویشتن ای کل بیا
ای رواجِ روح افزایم بیا　　از پئ توجیہ مے سایم بیا
ای سمن بو زلف چوں عنبر بیا　　وی برخِ گلگون و سیمیں بر بیا
ای جمالِ ماہ کنعانی بیا　　وی علاجِ دردِ پنہانی بیا
منکہ بیمارم مسیحایم توئ　　ماہئ بے آبم و بس یم توئ
عمرِ من آں جنبشِ لبہائے تو　　مرگ نادیدنِ رخِ زیبائے تو
دیدہ مشتاقِ لقائے پاکِ تو　　جاں چو صیدی بستۂ فتراکِ تو
دل بصد جاں آرزومندِ تو است　　عقل با صد ہوش پابندِ تو است
ہجرِ تو کرد کارِ من تمام　　اے مسیحایم بہ بالینم خرام
دہ سزائے ہجرِ خوں آشام را　　جلوہ فرما آں رُخِ گلفام را
کن اشارت نرگسِ شہلای را　　تا کشد ایں ہجرِ غم پیمائے را
کے بود کز دستِ ہجراں وا رہم　　روئ تو بینم در آں دم جاں دہم
جاں بر افشانم بخاکِ پائے تو　　تار ہائے یابم از غم ہائے تو
از وصالِ خویش جانم شاد کن　　وانگہم از قیدِ غم آزاد کن
تا کنم من جاں بہ پائے تو نثار　　پس مرادِ جانِ مشتاقاں برآر

باز دیگر آ و در جانم نشین | آرزوئی هست جانا این چنین
اندرون دیدهٔ من جا بکن | خانهٔ خود جان و هم دل را بکن
نار هجرت سوخت جانم ای جلیل | آتشم گلزار کن ہمچون خلیلؑ
گریه ها دارم بعشقت چون شعیبؑ | از غمت بر نایم آمد به شیب
باز شو بر طور جانم جلوه گر | چون کلیم اللهؑ هوشِ من ببر
ای مرادِ جان مهجوران بیا | وی حیاتِ روح رنجوران بیا
ای سرورِ قلب محزونان بیا | وی علاجِ دردِ مجنونان بیا
ای غمت غمازِ رازِ من بیا | وی زتو سوز و گدازِ من بیا
ای عدوی عقل و هوشِ من بیا | وی لبانت می فروشِ من بیا
ای مهِ نورِ نگاهِ من بیا | وی بتِ پر فتنه و پر فن بیا
ای مسیح جانِ بیماران بیا | سوی خاکِ مرده چون باران بیا
ای شهِ سر دسریرِ جان بیا | یکدمی از غیرِ خود پنهان بیا
ای تجلی سوئے طورِ من بیا | وی شعلهٔ وادیِ ایمن بیا
ای بری از چند و چونِ من بیا | وی مقدس از فسونِ من بیا
ای منزه از میا و دز بیا | وی غنی از دور در مرکز بیا

ز انکه ما از عشق مجنون گشته ایم / از حصارِ عقل بیرون گشته ایم
کاله های حسن را ما واله ایم / گرد مه رویان مثالِ هاله ایم
این جنون امروز اندر جوش هست / شد ز عشقِ دوست بس شیدا و مست
همچو دریا موج زن آمد جنون / اشک از دیده روان چون سیلِ خون
این دلِ مجنون و یادِ روئے یار / خونش گذر ما راست زولیل و نهار
عقل و صبرم را ربود آخر نگار / بیقراری داد و برد از من قرار
یک زمان فرصت ندارم چون کنم / از خیالِ دوست وز یادِ صنم
با خیالِ دوست میگویم سخن / کرد خالی یاد او ما را از من

اظهار درد و حسرت عاشق بحضرت معشوق

گر روی در کوئ جاناں ای صبا / عرض کن حالِ مرا آگاهی جانفزا
سوخت جانم شعله هائے حسن تو / کے بود تا بینم آں روئے نکو
کیں تجلّی سوخت جانم همچو طور / ای عجب ناری نهاں بوده بنور
بی تو هر دم میخورم خونِ جگر / باز آ بهرِ خدا حالم نگر
که چو بسمل می طپد جاں در بدن / از فراقت سوختم ای جانِ من

رو بکن از کوئے بدنامی حذر ‌ ‌ از سرِ ننگ و ناموسان گذر

دور از حال تو تا گے دار و گیر ‌ ‌ در مذلت کن رہا چندیں زحیر

پس سلامت کن گذر از کوئے ما ‌ ‌ تا نلغزد پائے تو در جوئے ما

زود تر از کوئے رسوائی گریز ‌ ‌ در خرابات آبروئے خود مریز

ہوشدار این سو نگر آں سو نگر ‌ ‌ تو زکوی ما چو صرصر کن گذر

ما و ایں دیوانگی انگاہ پند ‌ ‌ خویش را اندیشہ کن اے ہوشمند

ما ملامت خوار عشقیم و بلا ‌ ‌ نے سلامت جوی ناموس و حیا

چوں تو از روزِ بدِ من در غمی ‌ ‌ من در افزونی تو دانی اش کمی

گر ترا روزِ بدم آید نظر ‌ ‌ روجمالش را بچشمِ من نگر

تا ز روزِ تیرہ ام آگہ شوی ‌ ‌ گرد می در کوئے مجنوناں روی

کشف گردد بر تو ایں روزِ سیہ ‌ ‌ کز جمالش شرم دارد مہر و مہ

تا چہ لذت ہاست در نزاریِ من ‌ ‌ تا چہ راحت ہاست در خواریِ من

لم یذق لم یدر بین قولِ کرام ‌ ‌ ای جمادی سوئے سوزِ ما خرام

تا چو کہ طور رقص آری بدست ‌ ‌ تا چو حنانہ شوی از عشق مست

تا چہ عوال (؟) ... نماسی ‌ ‌ تا بہ فرما و از نفس پیشہ زنی

[illegible] ۱۲

باد بر هر کس مبارک حال او — آنچه از خیر است و شر احوال او
نیست ما را با چنین افسانه کار — خسته جان هستیم ما از درد یار

در عذر ناصحان و عاذلان ملامت گر و نکته چینان عیب بینان از سر عشق بتحیّر

می کنم من شرح دردِ خویش را — سر مده آزار این دل ریش را
دردِ عشقِ دوست ما را راحت است — پیش تو گر عشق صد گون آفت است
تو سلامت باش و ما را در گذار — چون کنم دارد چنینم کردگار
روز مجنونان ادب دانی مجو — صبر کن ای خواجه وز ما دست شو
از سخن چینی بکن ما را معاف — زیرکی نبود ز مجنونان مصاف
رحم کن بر ما و بنگر حالِ من — از ملامت بر سرم سنگی مزن
مبتلا هستم بدردِ خویشتن — کی خبر دارم من از قبح و حسن
عقل نبود از جنون جستن ادب — ای ادب دان عفو کن از بهرِ رب
جامه چاک انند اینان از جنون — جامهٔ خود را سلامت بر کنون

فکر هر دم حزن افزاید بدل ... عشق بنم فرحت آراید بدل

فکرت و اندیشه دل خوں می کند ... عشق جانرا راحت افزوں می کند

چونکه فکرت روح را مجروح کرد ... عشق باب فرح را مفتوح کرد

این خیال و فکرت آمد زنگ دل ... عشق مشاطه است ابهر رنگ دل

در معنی حدیث شریف اَلَا لَا اِیمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهٗ

هر دلی کز عشق در وی نیست رنگ ... پیش حق او نیست غیر از خشت و سنگ

گفت پیغمبر که لا ایمان له ... ای لمن لا از محبت ولوله

هر که عشقش نیست او کی آدم است ... هست حیوان بلکه از حیوان کم است

او نداند غیر جفتی یا علف ... کرد عمر خویش آن احمق تلف

مرده دل پس کی بداند قدر عشق ... ور بداند کی داند ز فسق

مرده دل هستی از آن نی مرده جو ... طالب مرده چو پور مرده شو

عشق خود حی است و هم حی می کند ... این سخن با در جمادی کی کند

هر یکی بر حسب حال خویشتن ... میرود خوش در خیال خویشتن

کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ در فرح ... آن یکی زان شاد و دیگر در طرح

تمام گروه از آنچه نزد او شان است شاد اند

من نه گفتم شعر در درد خویش / دارم از غمها بسی من سینه ریش

شاعرم نے تا بگویم قصه ها / میخورم خوں آں غم وزیں غصه ها

نیست شعر ایں ماتم و نوحه گریست / چوں نداری درد پشت سر سریست

من حدیثِ درد با جاں می کنم / من بیانِ سوز پنهاں می کنم

من سخن گویم بجانِ مستمند / نے مرادم هست از تقریر و پند

مبتلائے درد جاں داریم ما / روز و شب از سوز خود غداریم ما

لیکه جانِ من دریں سودا خوش است / گوهرِ افسرده گاں چوں آتش است

در مدح درد دل و سوز عشق

ای خوش آں سر کاندرو سودائے اوست / وی خوش آں دل کو شده شیدائے اوست

ای خوش آں جانے که شد محزونِ او / وی خوش آں عقلے که شد مفتونِ او

ای خوش آں چشمے که گریانِ ویست / وی خوش آں سینه که بریانِ ویست

عشق تو سرمایهٔ ایمانِ من / عشق تو خلدیست بهرِ جانِ من

عشق سازد از خیال و فکر پاک / عشق داند بهرِ قلبِ دردناک

در مذمت فکر و خیال که روح را مجروح می کند

پس رسیدن بر مرادِ خویشتن | غیرِ استحقاق ہست اے ذوالمنن
این ز لطف تست استحقاق نیست | غیرِ انعام تو اے خلّاق نیست
کردهٔ انعام بر ما جان و تن | قرب خود انعام دیگر کن بمن
دور دارم زان که دور از تو کند | در فراق اندازد و جان را خورد
ده امان زین نفس پر از مکر و کید | ما بدامِ او فتاده ہمچو صید
تو بفضل خویش جانم کن رہا | وز کرم ما را امان ده زین بلا
زین کشاکش ہاست جانم سخت تنگ | زین بلا ہا عقل عاجز گشت و دنگ
تو برحمت ده رہائی را نوید | از کریمان عاجزان را صد امید
دارم امید از وفادارانِ غیب | که برآرندم ازین خسران و عیب
احمدا در سایۂ پاکان گریز | از ہوا ہا آبروئے خود مریز
رو بسجده از خدا میجو امان | نفس کافر بس قوی تو ناتوان

در عذر آنکه دردمندی را که از درد خود بیقرار است باردّ و قبول خلق چه کار

مبتلا ام روز و شب در درد و غم | کے رہم زین درد یارب کی رہم

ما درونِ شهد پابسته مگس — درد ما را ای خدا فریادرس
پس ز نشترّ نفس مار ادوردار — عفو کن بر ما تو اے آمرزگار
میزند بر جان بهردم نشتری — همچو مومن کو بدستِ کافری
بل رسیده کارد شش بر استخواں — او چو دیوی من چو موری ناتواں
عاجزم من یا کریم الاکرمیں — سوئ این بیکس برحمت نیز بیں
رحمتی فرما و فریادم برس — بیکس و بس عاجزم دادم برس
زخم هائے کهنه را مرهم توئ — پر غمم من دافعِ این غم توئ
جرائت و هم قوّتم شد آشکار — پس امید از فضل تست ای کردگار
تو رها دادی غلامت را که غیر — از حرم گرداند و آرد بدیر
کیست جز تو تا به پیش اوردیم — داد خود خواهیم و مهمانش شویم
از سرِ لطف و کرم اے ربّ دیں — باز خر ما را ز دستِ این لعیں
دستگیرم شو برحمت اے کریم — ما ز دستِ نفس زاریم و سقیم
یوسفم در چاه طبعم من اسیر — تو برآر از نورِ رحمت اے امیر
خلق ما انعام تو اے کبریاست — غیر کوشش ها و استعداد ماست
جراتِ طمعی که دارم من بتو — از کرم هایت که هست آں تو بتو

بمعنی ته بته

چون دلت مصروف شد در یک خیال — خویش میدان کین سخن در کلّ حال
آنچه در دل جا بگیرد ای جوان — بالیقین تو خویش را میدان همان
گر خیالِ شر بود خود شر توئی — در هوائی نیک نیک اختر توئی
جام ده در دل تو غیر الله را — عاقبت محمود مردِ راه را
هر که جانت را ز حق غافل کند — گو بظاهر نیک بینی هست بد
او برائے خود ترا داده وجود — جمله عالم بهرِ تو پیدا نمود
چون شوی غافل از وای وای تو — جمله عالم چاکر و لالائے تو
از هوا بگریز در ذکرِ خدا — امن بدهد تا ترا حق زین بلا

مناجات بدرگاه خداوند کریم در طلب نجات از هوا و نفس لئیم

آه زین دردی که دارم من درون — جان و دل گردید زو زار و زبون
زین بلاها عاجز آمد جانِ من — در پناهِ خویش گیر اے ذوالمنن
کوری طبعم نرفت از امتحان — مبتلا شد در بلا صد بار جان
گرچه دانم زین هواها تنگ ماند — نفس کافر اسپ همت باز ماند

ای خرِ احمق بترس از وقت مرگ
جان پر حسرت بری بی ساز و برگ

صرفِ حق کن عمر و هم انفاس را
متبع کم باش مر خنّاس را

صرف انفاس ار کنی جز در خدا
سخت حسرت ها بری بر ما مضیٰ

حسرتِ تو آن زمان، کی سود مند
هوش اول بایدت ای هوشمند

تا نباشی وقت مردن دردناک
هم شود جانِ تو از اسراف پاک

صرف شی را بی محل اسراف دان
تو ز قرآن معنیٔ آیت بخوان

شغل غیر الله را اسراف بین
گفت الله لا یُحِبُّ المسرِفین

یک زمان یک لحظه زو غافل مشو
این سخن با گوش دل از من شنو

ورنه دزدان هر خیالِ غیر حق
هوشیاری کن بگیر از من سبق

تا نه این سرمایهٔ عمرت برند
هر زمان اندر کمین دزدان درند

ای دلِ کم فهم رو هوشیار باش
حال دزدان کرده ام من بر تو فاش

طفل جان را گرگ فکرت میخورد
هر زمان روحِ ترا بر می درد

بلکه گرگ و دزد خود آن خود توئی
غافل از اسرارِ هر سو میدوی

با تو گویم اندکی از سرّ نهان
از هوای غیر خود را وارهان

تا نه اندر رنگ او فانی شوی
غافل از ساطور قربانی شوی

آنکه او ظاهر کند خود را بری ‌ ‌ ‌ عصمت بی بی است از بی چادری
جانِ عاقل دید در دوری نجات ‌ ‌ ‌ خواجه را الحق مرشد شتاب
زین سخن اے خواجه رنجیده مباش ‌ ‌ ‌ از سنان غصه جان را کم خراش
زانکه این من خویشتن را گفته ام ‌ ‌ ‌ چو پریشان و لبی آشفته ام
یارب از من شرِ شیطان دور دار ‌ ‌ ‌ بے پناهست در هلاکیم و بوار
این هوا سر تا به پا آمد ضرر ‌ ‌ ‌ می کند برپا هزاران شور و شر
صد هزاران جان ز تن شد ناپدید ‌ ‌ ‌ لیکه این شورِ هوا کس کم ندید
عمرِ آخر آرزوها همچنان ‌ ‌ ‌ الاماں اے وارثِ ما بیکساں
عمرِ آخر میل طبعم طفل وار ‌ ‌ ‌ ده ادب اے رب ز بهرِ این حمار
چون نه نالم چون نباشم زار زو ‌ ‌ ‌ گشته ام چندین تباه و خوار زو
از هوا و نفس جانم خسته شد ‌ ‌ ‌ چون مگس در شهد پایم بسته شد
باز این خر پند کس می نشنود ‌ ‌ ‌ در وحل نے خوف و بیغم میرود

در معنی حدیث شریف لیس للمؤمنین حسرت الموت انما لهم حسرت الفوت

از پئے اجرائے نسل آمد نکاح ۔ ورنہ اسراف منی کے شد مباح
حق پرستی رفت و گشتی بت پرست ۔ جان تو از آتشِ دوزخ ترست
عشق خود را آتشِ دوزخ مکن ۔ جان خود را مایۂ اَخ اَخ مکن
عطر بہر بوی کردن آمدہ ۔ نے برائے شرب و خوردن آمدہ
تلخ کام تو کند گر زاں خوری ۔ از فساد فہم اے جاں مدبری
ہر فساد آخر ز عقلِ کودن است ۔ شرِّ طبع تو ترا خود رہزن است
ہر بنی آدم بذلت از ہوا است ۔ کسرِ شہوت کارِ مردانِ خدا است
ایں ہوا باللہ تخمِ دوزخ است ۔ مرغ جاں زیں دانہ دائم در فخ است
از ہوا خود بہ زحمت ہر کسی است ۔ ورنہ راحت ہا و رحمت ہا بسی است
ذلت و آفت ہوا و شہوت است ۔ جاں رہیدہ زیں بلا در راحت است
زیں سبب شد عشقِ صورت ناپسند ۔ پیش دانشمند و مردِ ہوشمند
کہ دریں پردہ بود شہوت مراد ۔ ہست اندر عشق صورت صد فساد
مبتلائے صورت آنکہ پاکباز ۔ در جہاں بس نادر آمد ایں مجاز
عاشقی و عصمت و مردی بجاں ۔ ایں چنیں مردیست نادر در جہاں
صحبت و ہم خلوت و دلبر بہ بر ۔ نفس پاک از میل نے کارِ بشر

فخ دام

چون حقیقت گرد رو اندر مجاز — لازم آمد شرح سرّ عشق باز
پس مجازه آمد حقیقت را چو دلق — همچو حق گه شد نهان پیداست خلق
نی مجاز آن که بشکلی جان دهی — بلکه آن کز هستی خود وارهی
هستی تو کفر و غازی عشق دان — جان مشرک را رها اندرین جهان
تا که تو زین کفر خود فانی شوی — مرد حق گردی و ربّانی شوی
پا نهی بر سلّم و بالای روی — تا ز اسفل جانب اعلیٰ روی
نی که از اعلیٰ در آئی در مغاک — گر نه فهمی بر سر جان تو خاک
عشق علوی هست و تن سفلی بدان — حسن چون جان اندرون وی نهان
جان شناسان عاشق جانانه اند — تن شناس این شمع را پروانه اند
اهل جان مسرور از عشق خدا — اهل تن دایم ز شهوت در بلا
علم تو چون شد مقیّد با صور — آمده جان تو در راه خطر
بعد از آن افتی بشهوت بالیقین — با چنین عشقی است شیطان هم قرین
ای مشوش چونکه شهوت ریختی — از سر راه صفا بگریختی
آن زمان عشق تو افسرده شود — چونکه شهوت از تنت بیرون رود
بالیقین در دل مگر نادم شوی — سرّ خود را یاب آخر ای غوی

چوں نباشد یک جہاں زو خوار و زار — در غمِ ما شد رضائے آں نگار
زیں سبب دارد مرا در شور و شر — از جنونم من میانِ مدّ و جزر
این مصیبت ہائی من جود و بیست — شاید اندر خواہم سود و بیست
بر سرم چندیں بلا بگماشتہ — تا کدامی مصلحت انگاشتہ
گر نبودی شورِ عشاقاں عیاں — حسن اندر پردہ خود ماندی نہاں
بہرِ اظہارِ جمالِ خویشتن — عاشقاں را دادہ صد رنج و محن
عاشق است او و نما بر حسنِ خویش — ہم ز عشقِ خویش دارد سینہ ریش
آں یکے را در مجاز انداختہ — واں دگر سوئے حقیقت تاختہ
آں یکے در بیخودی شد ناپدید — واں دگر از عشق نالاں شد شدید
آں یکے در عشقِ ربِّ ذوالمنن — واں دگر در بت پرستی چوں شمن
آں یکے رفتہ سوئے راہِ صفا — واں دگر اندر ہوا شد مبتلا
آں یکے را راہ دادہ سوئے جاں — واں دگر از تن پرستی در زیاں
ہر زماں دل را دہد رنگِ دگر — ہر زماں شکلِ دگر آید نظر
این ہمہ تلوینِ وصفِ عالم است — صاحبِ تمکیں دریں عالم کم است

در مذمتِ عقل کودن کہ از غلبۂ ہوا در فساد می افتد

گرچه او در دیده جائے خود گزید | لیک کس مر خواب را ہرگز ندید
خواب آید علم دیدن گم شود | علم آید خواب از دیده رود
ہر دو ضدّ اند با ہم اے پسر | چوں یکے آمد بروں شد واں دگر
ہمچنیں ہستیٔ تو ضدّ خدا | از خودی بگذر دمی سوئی خود آ — پرده

در معذوری و مجبوری بنده

باز می آیم بشرح ایں جنوں | زانکہ دل دارم از و مانند خوں
چونکہ دارد جانِ من با سوز ساز | می کنم من شرحِ دردِ خویش باز
کو مجالی عقل و ہم تدبیر را | تا کہ تقلیب آورد تقدیر را
نے دمی آرام و نے پائے گریز | خلقِ ما و دشنہ ہائے تیز تیز
میخورد چوں شیر ہر دم مغزِ جاں | بہر خوں ریزیٔ ما بستہ میاں
می طپم چوں بسملاں بر سنگ لاخ | شد ز تیغِ جورِ او دل شاخ شاخ
از خلافِ خویش ترساند مرا | بار اندر پرده شور اند مرا
میدوم از زخمِ چوگاں ہر طرف | گوئی دش گہ در ہبوط و گہ شرف
خواریٔ ما دستِ دارو نازنیں | شور افگنده بدلها او ازیں

هر که را نبود ادب کی آدم است　　نیست آدم بل ز خر بچه کم است

ظاهر حق صورت عالم ببین　　باطن عالم بدان حق را الیقین

ره روان را شد صراط مستقیم　　یک طرف گشتند از امید و بیم

بنگری این را بچشم معنوی　　ای برادر گر ره معنی روی

مذهب عارف بتو کردم عیان　　رهروی هست این نه تقریر و بیان

معرفت از بند هستی رستن است　　آرزوها و هوا اشکستن است

گم شوی از خود روی اندر سکون　　جان رهد از بند و دام چند و چون

غیر پای عشق این ره طی نشد　　تا که رحمت ها ز حق بر وی نشد

عشق آید چون بر آفت بر کشد　　تا مقام و منزل قرب ور شد

نظیر در قرب حق

قرب حق با تست هر جا هر زمان　　لیک تو دوری چو تن از قرب جان

یا چو قرب خواب کان با دیده است　　اندرون دیده جا بگزیده است

از عدم ادراک دارم اضطراب　　از تو پرسم ای جهان بین حال خواب

گرد جای خود درون چشم تو　　خواب را ای دیده دیدستی بگو

جذب و رغبت حسن و عشق آمد سبب | از پئے اجرائے کار از سوئے رب
جذب و رغبت روح و ربّ فعل داں | از جنابِ ربّ ارباب ای جواں
هست جاری از ازل این تا ابد | زاں خدا که مالهٗ کُفُواً اَحَد

در معنی حسن و عشق و شرح کُنتُ کنزاً مخفیاً

پس بهر جا جاذب و مجذوب هست | پس بهر جا راغب و مرغوب هست
اینچه از تو دل برد حسن است آں | اینچه رغبت هست عشق آنرا بخواں
این جهاں زین دو صفت دارد ظهور | خواه باشد حزن یا باشد سرور
کُنتُ کنزاً مخفیاً آمد گواه | چوں نداری آگهی کارت تباه
شد ز حبِّ حق ظهورِ این جهاں | حبّ را گویند قولِ کن فکاں
حبِّ پیدائی چو غالب شد بذات | گشت ظاهر اول اسماؑ و صفات
شد تجلّی چوں ازاں جبروت را | داد خلعت صورتِ ملکوت را
گشت ظاهر بعد ازاں ظلمات و نور | شد موالیدِ ثلاثه را ظهور
در تنزل این چنیں درجات بیں | این همه را از صفاتِ ذات بیں
پس برائے انتظام و هم ادب | انبیاؑ و شرع کرده بعث رب

در نظیر

همچنانکه اصل فعل آمد خیال
فهم کن معنیٔ او را از مثال

خالقِ فعل است حق در جانِ ما
پس بدین مستحکم است ایمانِ ما

از سوئ حق فعل پیدا میشود
زان مثالش دل بهر سومی رود

هم ز راهِ وسوسه یا از خیال
میکند در امر حق دل امتثال

در جوارح میرود آنکه ز دل
فعل حق را فعل ما مانند ظل

می ندانی اینقدر کین از کجاست
در دلم این قصد از بهرِ چه خاست

فکر گر آری پئے ادراک آن
کز کجا مے آید این در قلب و جان

غیر گم گشتن نه فهمی هیچ زین
جمله خلق از غیب آمد این چنین

با مثالِ نطفه از پشتِ پدر
اندرونِ بطن شد شکلِ بشر

آب بود آخر چرا گشت استخوان
همچنین ایجاد عالم را بدان

یا چو باران شد بخارِ این زمین
بر علا از حکم رب العالمین

باز آن باران شده شکلِ حجر
صنعتِ خلّاق عالم را نگر

عادت الله هست جاری این چنین
از پئے تکوینِ عالم اے امین

گردمی در کوئے تمکین پا نهی — از تجدّدها و تلوین وا رهی
حسن صورت گر ترا بخشد سرور — از کشاکش هائے تلوین باش دور
جهد کن کز علم خود بیروں روی — هست در تنزیه تمکین اے غوی
چوں مقید علم در تشبیه شد — جان تو محروم از تنزیه شد
ایں دو لفظ آمد بگفتن اے عزیز — فهم کن معنی اگر داری تمیز
تو ز لفظ آخر سوئے معنی برو — در تلفظ چند داری جانِ گرو
اندرونِ معنیش رو باش گُم — حَیثُ مَا کُنتُم فَوَلُّوا وُجُوهَکُم
زیں همه تعریف حق آمد مراد — حسبنا الله للهدایت والرشاد

در بیان مبدا و معاد

بشنو اکنوں تو ز مبدا و معاد — جوش زد تنزیه شد نور و سواد
چونکه آں بیرنگ اندر رنگ شد — قطرهٔ باراں مثال سنگ شد
جوهر جاں را عرض چوں شد وجود — روز غیب آدر و عالم در شهود
حسن و عشق آمد تجلی ذات را — فهم کن اسرار ایں آیات را
شد ز حسن و عشق ایں پرده دری — آمده در قیدِ شیشه آں پری

هست دایم در صورها جلوه گر / تو بچشمِ غور ذاتِ او نگر

حادث آمد شکل و حسن آمد قدیم / گشت بالتشبیه تنزیهش ندیم

گه کند جلوه درین و گه در آن / مرد دانشمند آگاه هست زان

گاه از ملکوت دل را می برد / گه ز راهِ ملک فرحت آورد

گه ز ذکرِ خود فزاید صد سرور / گه بوجدِ روح سازد بی شعور

گه ز راهِ صورتِ زیبا و خوب / گه ز راه علم و حکمت بر قلوب

گه ز راه جاه و گه از مال و زر / گه ز راهِ نان و گه شهد و شکر

گاه از بیصورتی گه از صور / دل برد عشاق را آن سیم بر

هر زمان یک جلوهٔ دیگر کند / هر زمان از شکل دیگر سر زند

نیست کس مر غیر او جذّاب قلب / دیده واکن گر نشد عقلِ تو سلب

در معنیٔ آنکه محققان از تلوین عروج کرده به تمکین می آرامند

ای برادر گوش کن رمزی ز من / با تو از تحقیق گویم یک سخن

این سرورِ ذوقها گرچه خوش است / از تجدّد نعل اندر آتش است

چشم کوراں را توئی نورِ بصر — سوئ محروماں برحمت یک نظر
آنکه این فرمود خوش فرموده است — محرم از سوزِ درونم بوده است
مفلسانیم آمده در کوئے تو — شیئًا للہ از جمالِ روے تو
گر تو خواہی کہ بعشقِ وی رسی — پیش حق فریاد کن از مفلسی
عشق او میخواه واو را کن طلب — تا بکے در ہجر سوزی روز وشب
کن بہ پیشِ حق دعاہائے دراز — تا کند بابِ کرم بہر تو باز
ز احمد مسکیں بہ احمد صد سلام — بروی و بر آل واصحابش تمام

بقیہ شرح حسن کہ بالا در نظیر ذکر رفتہ

بشنو اکنوں ذکر باقی مانده را — ہست شرحِ حسن نادر ماجرا
ذکر دیگر در میاں آمد پدید — داں حدیثِ حسن پایانے ندید
حسن او در ہر صفت دارد ظہور — صنعتِ صانع بہ بیں ظلمات ونور
ہست ہر جائیکہ خاص اندر بشر — می دہد از دلبرئ او خبر
شکل ناسوتی است گو اندر زوال — حسن دایم در ترقّی و کمال
تو مقید دانی واو مطلق است — زانکہ او از سایۂ نورِ حق است

در تو صنعت ها بسے بنهاده اند — دیگرے را این چنیں کے داده اند

کرده پیدا بر صفاتِ خود ترا — هم سمیع و هم بصرائے خوش لقا

در معنی لولاک لما خلقت الافلاک

ذرّهٔ از علم جانِ پاک بیں — ای برادر معنئ لولاک بیں

نعت احمدؐ من چه گویم اے پسر — ذرّه هائے علم اورا بیں اثر

تا چه باشد ذات آں جانِ جهاں — سّرِ لولاک و مرادِ کن فکاں

گر دمی یابی ز سرّش آگهی — پا نهی شاهانه بر تختِ شهی

او چو جاں آمد جهاں همچوں بدن — بوده است از جاں حیاتِ جمله تن

صد جهاں باد افدائے سوئے او — جانِ ما خاکِ سگانِ کوئے او

بر درت از عجز سر بنهاده ایم — چوں سگانِ گرسنه افتاده ایم

بهرِ حق یا رحمةً للعالمیں — سوئ مشتاقاں خدا را باز بیں

چوں کمینه امتانت بوده ام — از هجومِ سوزِ جاں فرسوده ام

سر بروں آور خدا را از حجاب — خوش نباشد زیر پرده آفتاب

خویش را تا چند داری مستتر — یک جهاں بهرِ تو آمد منتظر

خواب آمد یا که بیهوشی رسید · صورت عالم ز تو شد ناپدید
علم خود را قوّت صانع ببین · میدهد تقلیب هر دم این چنین
جمله عالم را خیال خویش دان · آنچه بینی از نهان و از عیان
بهر ادراک تو ای آرم مثال · تا بفهمی معنی تخم و نهال

در معنی حدیث شریف اذا مات فانتبهو

بشنو اکنون اندکی از سرّ سخن · تا شوی آگاه و مرد ممتحن
چون بخواب خویش در آئی یک دمی · تو درون خویش بینی عالمی
شکلها پیدا کند بر تو خیال · گفته اند اهل سلوک این را مثال
بینی اندر خواب تو شهر و دیار · مثل این عالم کنی صد کسب و کار
کس نباشد غیر تو آن خود توئی · لیکه خود را می ندانی از دوئی
خود درون خویش در سیر آمدی · گه بکعبه گه سوی دیر آمدی
این همه شکل خیال خویش دان · آنچه اندر خواب شد بر تو عیان
وسعت معنی خود را کن نظر · در فراخی برتر است از بحر و بر
پس به بیداری تو نیز این خواب بین · عارفان دیدند عالم را چنین

هر چه بینی پرتوِ شوقِ تو است | از تو پیدا گشت و هم پاے تو بست
دیدهٔ در روی تو عکس هم خویش | پس ز فهمِ تو شده جانِ تو ریش
در تو هست این حسن نے اندر حسین | تو ز کم فهمیٔ خود گشتی حزین
گر کنی تو غور این اسرار را | اندکی با تو بگویم ماجرا

در نظیر

از مرض چوں اشتہایت کم شود | بر طعامِ خوش دلت کے میرود
نفس تو نفرت کند زاں خوش طعام | بوئ خوش کے خوش کند اندر زکام
عارضه چوں رفت رغبت شد پدید | خستہ خرما بود پیشت ثرید
تشنگی مر آب را افزود ذوق | بهرِ عنّین شد جماعش مثل طوق
دوست چوں دشمن شد اندر چشم تو | از خلاف طبع و هم از خشم تو
رغبتِ هر شے بود مقدار جوع | خطِّ آں از جوع مے یا بد وقوع
ذائقه بد هد یقیں حسبِ طلب | فرق بین تو در علیؓ و بو لهب
بنگر از خود آنچه پیدا میشود | حسبِ علم و فہم تو دل مے رود
آنچه بینی صورتِ علمِ تو است | خوب و زشت و نیک و بد بلا دیست

بی‌خبر گشتند آن هر دو عزیز / ز اتحاد معنوی گم شد تمیز

غیر عارف جمله را دان بی‌خبر / از حقیقت های عالم کور و کر

بی‌خبر از اصل و ز اسرار او / هر کسی جویان و پویان کو بکو

پس بدین نسبت بود میلان دل / گشته چون سیل العرم میلان دل
(آب بسیاری جاری)

زین سبب جائز است سرو ساز خوش / سوی حسن و بوی خوش آواز خوش

بایدت آگاهی از اصل خوشی / تا نه هجر آئی سوی وصل خوشی

جان من واقف شو از اصل سرور / تا برون آئی تو زین دار الغرور

می کشد بیرنگ سوی خویشتن / میکند مستت به بوی خویشتن

تا ز صورت سوی بیرنگی روی / تا نمانی در خرابی ای غوی

اصل خوبی می کشد سوی خودت / تا مبدل گردد از نیکی بدت

صانعت در سینه ات سری نهاد / تا از آن آئی تو در بسط و کشاد

ز آنچه گفتم مغزش ادراک کن / از کدر رو جان خود را پاک کن

بلکه آن چیزی که کردش پسند / خوبی معنی تست ای هوشمند

معنی این رمز را بشنو ز من / با تو از اسرار میگویم سخن

در تعریف انسان که مبدع هر کمال است

ز احمقی تو بر صور چسپیده — حسن را کی عاشقا فهمیده

جان برای آنکه میکردی نثار — چونکه رفت آن حسن شد پشت چو مار

جانش قایم جسم قائم لیک تو — سیر از و گشتی و زحمت شد رفو

برده دل آنچه از تو زو آگه نه — جان من واقف ز نور مه نه

نور مه از پرِ تو خور بوده است — غافلی زو کز تو دل بر بوده است

بهر این مجنونست سودائے دگر — غیر این لیلی است لیلائے دگر

ای دلم لیلیٔ معنے را نگر — کز پئے او جان چو مجنون دربدر

همچو مقناطیس دان حسن نگار — میکند بس جذب دل بے اختیار

حسن و جان چون گوهر یک معدن اند — هر دو با هم یار و مهمانِ تن اند

جان چو هست از عالمِ حسن و جمال — خوش گلِ رعنا ز باغِ لایزال

حسن هم از ثمرهٔ آن گلشن است — مثل مهمانِ عزیز اندر تن است

در پئے آن آشنا جانها ازین — میدوند از هر طرف بے اسپ و زین

یافته زان آشنا هر گه نشان — جان چو مجنون سوی لیلی شد روان

مخبر اند این ز اتحادِ معنوی — فهم کن این رمز و بگذر از دوی

نیستند آگاه زان نسبت که هست — غافل از وی هر دو گردیدند و هست

نے نگوید ہیچ از خود نیک و بد	تا نہ نائے اندراں دم را دہد
نالۂ من سرِ جانانرا گواہ	من زگفتِ او بگویم آہ و آہ

اجرائے کارِ عالم اگرچہ از غیب است لیکن بغیر صورت نہ بندد

گر نماید شعر من شکلِ مجاز	تو بچشمِ غور بیں ای اہلِ راز
خود مجاز آمد حقیقت را ظہور	غیر تن از جاں بنر داری سرور
جاں نیابی غیر تن گر بنگری	با تو گفتم ایں مثالِ سرسری
بود قادر حق ہدایت را بما	پس چرا مبعوث کردہ انبیا
نورِ حق بے انبیا ظاہر نشد	جان جاہل زیں سخن ماہر نشد
منکر اسرار ہست اہل غرور	حاجبِ او گشتہ او را چشم کور

فی سبیل التمثیل

ہمچنیں حسن است در صورت عیاں	غیر صورت در نظر کے آید آں
حسن صورت نیست گر تو بنگری	می کند اندر صور جلوہ گری

آب از سر رفت و لیکن جانِ من — نیست سیر از عشق یارِ پُر فتن

گو بظاهر سوختن در آتش است — لیکه جانم اندرین تنگی خوش است

ذلّت و خوار نیست گر پیشِ کساں — سوزشِ عشق است راحتهائی جاں

نیست جانم سیر زیں سوز و جنوں — گرچه شد صد بار خوار و هم زبوں

پس بلاها را خریداریم ما — گو بظاهر از غمش زاریم ما

گرچه پیرم عشق دارم من جواں — قوّتِ عشق است در این ناتواں

یفعل اللّٰہ ما یشاء و یحکم ما یرید

من کیم تا خویش را گویم منم — بر ارادتهائے او دم می زنم

هرچه هست این جمله از حق میرسد — آلهٔ قدرت منم در نیک و بد

ذکر جبار نیست نے جبر است ایں — تابع حق خلق و امر ندای امیں

جمله عالم هست بین الاصبعیں — جمله از جبار لیش در شور و شیں

می کشد گه در حقیقت گه مجاز — چشم دل بکشا و بیں ای اهلِ راز

چوں قلم در دست نقاشیم ما — از ثقیاتاں یا که او باشیم ما (مرد معتمد)

دست قدرت هرچه ما را آفرید — خیر و شر بر حسب آں آید پدید

هم ز جوشش انجره بار آن شده | سنگ شکل لعل اندر کان شده
جوشش عشق است در اشجار ها | گل دهد هر شاخ و هم اثمار ها
جوشش عشق است اندر بحر و بر | سر بر آورده گیاه و هم گهر
جوشش عشق است اندر کوه ها | چشم گریان دارد از اندوه ها
رو طلب کن عشق تا انسان شوی | از محبت صاحب عرفان شوی
شد ز فیض عشق عالم را قوام | هم ز فیض عشق جان دارد قیام
پس بغیر عشق کارت خام هست | بیگمان عشق است اسرار الست

حیرت در اسرار غیبیه صنعت الهی

این همه حق است لیک ای ذی شعور | از برای چیست این غوغا و شور
اندرین اسرار جانم خیره شد | ورنه دیده هوش و عقلم تیره شد
من چه گویم تا چه اسرار است این | سالکی گر زد طرار است این
سحر شد در چشم بینائی نماند | عقل از خود رفت و دانائی نماند
بهر جا دیده می آیم باز | گر شود مسحور را این کشف راز
سیر نبود جانم از غمهای تو | نیست خسته دل ز ناتم های تو

چشم بستهٔ عقل را از جادوئے | می ندانم کاین منم یا خود توئی
این همه نیرنگ از بیرنگی است | ترک پنهان در لباسِ زنگی است
صد هزاران فتنه ها انگیختند | صد هزاران جان زسحر آویختند

جوشش عشق که سبب ظهور عالم است و در هر شی نهاده اند

یک طرف صد حسن پیدا کرده اند | وان دگر سو عشق بر پا کرده اند
عاشقان صد آه و وا ویلا کنند | از غم و اندوه ها غوغا کنند
زخم خورده باز آنسو میروند | رنج دیده هم پئے شان میدوند
دلبری را دلبر آغاز آورند | چونکه دل بردند اغماز آورند
خویش را صد گونه آرایش دهند | پائی کس از لرزد انگشتش نهند
جلوه فرمایند و باز انگه حجاب | جان مشتاقان ازین غم در عذاب
آن نه باز آیند و ایشان نیز هم | درد هم جویند و درمان نیز هم
جوششِ عشق است این از هر طرف | عشق چون خورشید در برجِ شرف
جوششِ عشق است در سنگ و شجر | میدهد مقدار خود هر شئے ثمر
جوششِ عشق است نطفه را انگه | در مشیمه رفت و شد شکلِ بشر

آخر آمد صد بلا بر جان و دل — از غم و اندیشه باشد مضمحل

دیده روئے نیک و آں خوئے حسن — آمده در دام مرغِ جانِ من

چوں نہ آگہ بودم از سحرِ مبیں — سر نهادم من بہ پائے نازنیں

دام کرده صورتِ دلخواه را — بستہ با صد عاقلِ آگاه را

رفت از جانہا همہ صبر و سکوں — عقل مجنوں گشت و دلہا ہمچو خوں

عشق کرده خانۂ دانش خراب — آفتابِ بیدلی بگرفتہ تاب

بیہوشی آمد بجانِ ناتواں — بیدلی افزوده شد بر بیدلاں

وائے از حالی کہ وارد شد بمن — ہوش و عقلم رفت و طاقت از بدن

(۱) اندوه

در معنیٔ وَالَّذِی قَدَّرَ فَهَدیٰ

کس نگفتا ہیں بیاؤ دل بده — کس نگفتا پیش ما تو سر بنہ

پس قصورِ ایں دلِ شیدائے ماست — یا کسے را کار سحر و مکر ہاست

ساحرانِ غیب سحری کرده اند — عالمی در دامِ سحر آورده اند

شد ز سحرِ صنع برہم یک جہاں — شد ز شورِ غیب پُر غم یک جہاں

یار پنہاں شور او اندر جہاں — سحر پیدا ساحر اندر لا مکاں

زانکه این دردیست بی درمانِ من / میخورد هر لحظه مغزِ جانِ من
من چه گویم تا چه بر من میرود / کو حریفی تا ز درد آگه شود
روی من بین و مپرس احوال من / زردی رنگم گواهِ حالِ من
بهر دردم آهِ سردِ من گوا / طفل وش او در پئی بابا دوا
از ازل غم در نهادم چون نهاد / بی طلب دردش میانِ جان فتاد

بیان نیازِ عاشق و بے نیازی معشوق

چونکه مادر کرد مجنون روی خوب / بهر جان زنجیر شد گیسوی خوب
کو بکو غوغاست از سودای من / هر طرف شوریست از غوغای من
حال من اینست لیک آن جانِ جان / بی خبر از حالِ زارِ عاشقان
گفتمش از عشق تو زارم هنوز / گفت رو من از تو بیزارم هنوز
گفتمش ای جان من حالم ببین / از تبسم گفت مجنون است این
گفتمش شد بی تو حالم این چنین / گفت رو آخر سزای تست این
گفتم ای جان قصهٔ دردم شنو / گفت رو رو زود از اینجا دور شو
از سلیمی اولا نشناختیم / غافلانه نرد بازی باختیم

من ز درد و سوز خود دیوانه ام ‌‌ همچو مجنون با جنون هم خانه ام
من که مجبورم ادب از من مجو ‌‌ ناصحا هر آنچه خواهی رو بگو
زانکه بر دل من ندارم اختیار ‌‌ در کف دیگر همین دارم مهار
اندرین سودا ز خود بیرون شدم ‌‌ در هوای آن پری مجنون شدم
ناله ها فرهادوش دارم دراز ‌‌ با غم شیرین است جانرا سوز و ساز
صد فغان و هائے و هوئے میکنم ‌‌ شور و غوغا کو بکوئے می کنم
گوش نکند هیچ کس فریاد من ‌‌ تا ز دست غم ستاند داد من
غیر خون خوردن نه یارائے دگر ‌‌ هر زمان سوزی و سودائے دگر
نے بدل صبری نه بر وی اختیار ‌‌ جان ازین غم روز و شب در اضطرار
زخم ها در دل ز دیده خون روان ‌‌ بے سر و پا از جنون هر سو دوان

مناجات

آه و واغوثاه یارب چون کنم ‌‌ من چه سان تدبیر این مجنون کنم
نیست کس از بهر دردم داد رس ‌‌ یارب این دیوانه را فریاد رس
بستهٔ زنجیر سودا و جنون ‌‌ کس مبادا همچو من زار و زبون

با چنیں شطّاح چوں کارم فتاد / داد در یک غمزه ناموسم بباد

چه رهینِ رندِ عالم سوز ام / بر چنیں شه زور کی پیروز ام

شد ز سحرش آه کارِ من زبوں / عقل را ابر بود چوں سازیم چوں

شیر را روباه کے باشد دلیل / زور آرد پشّه با خرطوم پیل

پس جنوں شرم و حیا من بریخت / دزدِ عقل از شحنهٔ عشقش گریخت

عشق آمد عقل شد رسوا و خوار / رفت فرّائی و شیخی و وقار

خواجگی بر بود و قلاشی بداد / سروری بگرفت و اوباشی بداد

برد از من زیرکی و عقل و هوش / مرحمت فرمود غوغا و خروش

رندی و بے باکی و آزادگی / خواری و رسوائی و دلدادگی

بے دل و زار و ذلیل و کوچه گرد / جان پر غم آه سرد و رنگ زرد

بازیِ طفلان و مردِ ریشخند / سر بسر از سودا و پا اندر کمند

بر سرم رفت ایں ملامت ها به بیں / ایں همه انعام تست اے نازنیں

راضیم من گر رضائے تست ایں / از سرِ تسلیم مے سایم جبیں

پس رضائے تو مرا فخر است و جاه / گر پسندی بهرِ من تو قعرِ چاه

مونسِ من هست یادِ روئے تو / روحِ من ریحانِ من شد بوئے تو بوی خوش

او لهب حرص و هوا آمد حطب — او چو احمد نفس همچون بولهب
عشق همچون شیر نر خون می خورد — طبع زار و باده وش بر می درد
عشق آمد دشمن اندیشه ها — عشق غارتگر تمامی پیشه ها
عشق کند لاک حرف ناموس و حیا — عشق جمله دردها را شد دوا
عشق شمشیر برهنه بی نیام — جان عشاقان ازو ناشاد کام
عشق خونی بود و کس نشناخته — هر یکی از بیکسی جان باخته
می درد از غیر و میدوزد بیار — عشق خیاطیست نادر طرفه کار

در معنی آنکه ذلت عشق عین عزت است و موت عشق عین حیات

مرحبا ای عشق خوش آسوی من — ده خلاصی جان ما را زین محن
زانکه من از خویشتن تنگ آمدم — فارغ از اندیشهٔ ننگ آمدم
هست سوی جان دهی آهنگ جان — شد خیال حفظ جانم ننگ جان
سوی مسلخ زند جنون بی باک گام — ننگ عالم را چه بیم از ننگ و نام
ننگ غیر از باره دارد این جنون — از سلامت وز ملامت شد برون

سوزشِ عشاق بر نیکو دهد ‏ ‏ ‏ همچو عودی کو در آتش بو دهد

ظلم بر عاشق به از مهر و وفاست ‏ ‏ ‏ مثل آهن کو ز صیقل خوش نماست

عاشقان از سوز کے غم می خورند ‏ ‏ ‏ همچو زر در نارِ خنده آورند

می کُشد پس میکند صد جان عطا ‏ ‏ ‏ آتشِ عشق است چون آبِ بقا

زابِ حیوان عشق پُر دارد سبد ‏ ‏ ‏ مردهٔ عشق است زین حی ابد

چونکه عاشق شد فنا در حسنِ دوست ‏ ‏ ‏ گم شد از خود آنچه باقی هست اوست

مرده از خود زنده با دلدار هست ‏ ‏ ‏ فانی از خود گشت و باقی یار هست

شد چو عاشق از مرادِ خود فنا ‏ ‏ ‏ بر رضای دوست جان دارد بقا

در هوای دوست فانی گشته اند ‏ ‏ ‏ عاشقان زین جاودانی گشته اند

عشق چون باقیست باقی می کند ‏ ‏ ‏ تشنگان را کار ساقی می کند

در قوّت و غلبهٔ زورِ عشق

عشق آمد آرزوها را بسوخت ‏ ‏ ‏ از هوائے غیرِ دلبر دیده دوخت

عشق آمد جان رهید از هر هوا ‏ ‏ ‏ داد مر آئینهٔ دل را صفا

همچو آتش عشق اکّال آمده ‏ ‏ ‏ خورد آنرا کش به چنگال آمده

جوشش در معنی حقیقت می زند
جان کودن بر مجازی می تند

رو حقیقت بین در الفاظِ مجاز
لفظ را با معنیٔ خود هست ساز

عارف از بهرِ حقیقت مست ناز
احمق از کوریٔ خود غافل ز راز

والۂ و دیوانۂ معنی اله
زار زار و صد بهر پامال زیر آه

عاشقان چون واله و دیوانه اند
یار یار اند و ز خود بیگانه اند

بر رضای دوست جان امید نهند
هستیٔ خود را به یکسو می نهند

بهرِ بیگانه بلا راحت بدوست
فرحتِ ما بین هر آنچه خواست اوست

آنچه از درد و بلا و آفت است
بر مرادِ دوست باشد راحت است

قیل ان العشق من شق الجنون
خیر عندی عندکم ریب المنون

صحّ عند الناس العشق آفت
للجهاد الّا لمفتون راحت

همچنانکه پیش ابراهیم نار
گشت گلشن بود بر نمرود خار

گر رضای تست اندر مرگ من
آن حیات ماست و هم صد برگِ من

از رضای دوست سر برتافتن
جامه کفر است بر خود بافتن

رنج عشقت راحتِ جانِ من است
بر رضایت کفر ایمان من است

سوز عشقت نیست از فردوس کم
من دو صد شادی کنم قربانِ غم

کیست آں تا در غمش جاں میدہی — کار دشوار است و آساں میدہی
سو پرس از طور چوں رقصاں شدی — از جمادی رفتی و انساں شدی
از کہ ای طور عشق را آموختی — رقص کردی بازہ خود را سوختی
گو بہ حنانہ چرا گریاں شدی — نوحہ ہا کردی و ہم نالاں شدی
پس ترا این نوحہ کہ آموختہ — آتش عشق کہ جانت سوختہ
آہ ازاں یاری کہ عشق در جہاں — فتنہ پیدا کرد و خود اندر نہاں
حسن او صد شعلہ را افروختہ — یک جہاں از ناز عشقش سوختہ
جان عشاقاں ہمہ برباد داد — تا قیامت خانہ اش آباد باد
جان عاشق چوں بدست یار ہست — لاجرم افتادہ بودن خوار و مست
ہست جانم گوئی وش در دست یار — میدوم آنسو کہ میخواہد نگار
سوی نالہ مے برد جان مرا — میدہد حرکت بہ ہیجان مرا
من ازیں نالم کہ آں دلدار من — آیدش خوش نالہ ہائے زار من
چوں نہ نالم کہ رضائی اوست این — گریہ ہا و نالہ ہا دارم ازیں
شرح دیدی تو ز حال ماسلف — پس رقم کرد و قلم گردید جف
در حقیقت جوشش معنی بود این — کہ بمستی گشت باجانہا قرین

خوش بریز این خون ما وز پا یمال | بر تو قربانی ما باد احلال
هیچ اندیشه ز قتل ما مباد | بر رضایت جان ما شاد است و شاد
عاشقان از مرگ کے ترسیده اند | هر یکی شادی کنان برسیده اند
سیر کے شد جان حریص از هلاک | جان فروشانند از جان دادن چه باک
پس از جرجیسؑ چون جان میدهی | بهر که از هستی خود مے رهی
چون ز خود سیر آمدی آخر بگو | مرگ آسان شد چرا از بهر تو
گو به یعقوبؑ این چنین گریه ز چیست | ناله ها و آه تو از بهر کیست
گریه کردی تا که چشمت شد سپید | لرزه داری در هوائے که چو بید
گو به ذوالنونؑ چون تو دیوانه شدی | بهر که از خویش بیگانه شدی
از برائی که ترا این حال شد | تا که جانت از عشق پامال شد
چون تو ای منصورؒ بر دار آمدی | مست و رسوا سوئے بازار آمدی
سیر گشتی از حیات خویشتن | بر تو آسان شد ممات خویشتن
قیس را گو چون تو مجنون گشتهٔ | واله و بیخویش و مفتون گشتهٔ
آن کدام است آنکه عقل تو ربود | باب درد و عشق بر رویت کشود
هم از فرهاد چون جان میکنی | بر سر خود تیشه را چون میزنی

تلخیِ جورِ تو شیریں از نبات — مرگ از دستِ تو به از صد حیات

زجر و توبیخِ تو به ز انعام و اجر — اجر بهرِ ماست کش گویند زجر

آں شکر رنجیت چوں شهد و شکر — زخمِ تیغت مر مرا هم زخمِ جگر

خوشتر از مدح است دشنام از لبت — باد مر بیگانه ناکام از لبت

دردِ عشقت دارویِ دردِ من است — وی غمت چوں جاں عزیز اندر تن است

نے شکایت از تو بل شکرِ عظیم — خاص بهرِ ماست ایں لطفِ عمیم

کیں تظلّم نسبتی با ماست خاص — جانِ بیگانه ازیں اندر مناص

همچنانکه حبِّ حق بر کافراں — سخت دشوار آمد و بارِ گراں

بهرِ مومن راحتِ جاں آمده — قوّتِ تقوی و ایماں آمده

چوں دوائے تلخ و پرهیزِ مریض — هم شفا بخشیده و هم کردش غریض

هر خزاں اندر نهاں دارد بهار — عسر ما را یسر میداں ای نگار

گریهٔ ما خنده را بار آورد — سورها در مهد ایں غم پرورد

در شکستِ ما نهاں صد فتح داں — قصهٔ جنگِ حدیبیه بخواں

تنگیِ ما را فراخی در بغل — کالمقیم داں تو به از صد شغل

هر غم و درد و الم در راه دوست — راحتِ جان است چوں دلخواهِ اوست

روز و شب از دیده می‌ریزم سیل آب
هر زمان دارد دل من اضطراب

از تغافل بگذر از بهر خدا
بنگر اندر کوی خود چندین گدا

منتظر افتاده اندر کوی تو
بر امید یک نظر بر روی تو

یکدم از رحمت بسوی من بتاب
بی نیازی تا بکی ای ناز بین

بهر مسکین نیست رحمی مر ترا
چند بی مهری کنی ترس از خدا

چون تو بیزاری ز ما ما چون کنیم
تا چه تدبیر این دل مجنون کنیم

گر خوشی از سوز ما ما هم خوشیم
در بهشتیم ارچه اندر آتشیم

زانکه مجاهده سبب ترقی معرفت است همچنانکه جفای صیقل بهر آئینه موجب رفع جفا

پس رضای تو شده ایمان من
من چه گویم چون تو هستی جان من

از پی تو شورش و دیوانگی
بهتر از صد هوش و صد فرزانگی

ای جفاها و وفاهای تو خوش
هم ز راحت ها بلاهای تو خوش

میکشی ما را و ما شادیم نالان
میکنی برباد و آبادیم زان

زخم از دستِ تو خوردن آرزوست — در تمنای تو مُردن آرزوست

ای سخن‌های تو چون قند و نبات — جنبش لب‌های تو آبِ حیات

صد هزاران جان فدای روی تو — قبلهٔ جان شد خمِ ابروی تو

اندرونِ جانِ من جا کردهٔ — گو بظاهر از من اندر پردهٔ

پرده بردار از رخ ای جانِ جهان — بی تو بر لب آمده جانِ جهان

ای بقربانت حجاب از من مکن — قتل من از تیغ پیراهن مکن

گر حجاب آری بمیرم زین خلاف — قتل خلق از تیغ و قتلم از غلاف

یکدمی آرام جانِ من تو باش — شرم تو اندر دلم دارد خراش

نیست کس اندر حریمِ جانِ من — غیر تو باکی مدار از خویشتن

در دلِ من بی حجابانه بیا — شرم را بگذار و مستانه بیا

که ز عمری سخت مشتاقِ تو ام — از سگانِ کوی عشّاقِ تو ام

پس چه سحر است این که بر من کردهٔ — از کجا این فن بدست آوردهٔ

صبر و آرام مرا بربودهٔ — بر دلم از سوز دَر بکشودهٔ

یارب این سحر است یا دیوانه ام — شمع رویا ترا چرا پروانه ام

مبتلا هستم بسودا و جنون — رفت از من صبر و آرام و سکون

می ندانم کز برائے چیست این — فتنه ها بر پا و خود اندر کمین
من چه گویم تا چه مقصود است زین — شور و غوغا چون پسند آمد چنین
می برد دلها و غایت از نظر — چون غزا افتد یک جهان در شور و شر
فتنه پیدا فتنه گر اندر نهان — بوی پیدا مشک اندر لامکان
صبر از دلها برد از جان قرار — هر یکے از درد نالان زار زار
عقل مجنون وار سرگردان شده — در تردد جان و دل حیران شده
از تغافل جان عالم سوخته — دیده از سوے غریبان دوخته

تمنای عاشق بحضرت معشوق

چشم ما با صد تمنا سوے در — او بخواب ناز و از ما بے خبر
جلوهٔ جانانه جانرا آرزوست — غمزهٔ مستانه جانرا آرزوست
بوسه بر پائے تو جانرا آرزوست — عشق و سودای تو جانرا آرزوست
دیدن روی تو جانرا آرزوست — بوی گیسوی تو جانرا آرزوست
رقص مستانه جانرا آرزوست — گریهٔ حنانه جانرا آرزوست
از جنون چاک گریبان آرزوست — خاک بیز صد بیابان آرزوست

محو رویت گشته چوں آئینه ام ‏ ‏ عکس روئے تست اندر سینه ام
هر زمان رنگِ خیالِ تست دل ‏ ‏ در غم وحشت دہی منم مانند ظل
عکس تو در سینه من تافته ‏ ‏ زاں تجلّی دل جنونی یافته
پس جنوں ہر انچه گوید گویم آں ‏ ‏ تو دریں سودا مرا معذور داں
گویم انچه او بمن در می دمد ‏ ‏ لاجرم آمد بروں ایں جزر و مد
یکنی از غیب صد جلوه گری ‏ ‏ پس بیک جلوه دو صد دل می بری

ظهور جلوهٔ غیب در حسن تجلیات و شور کردن عشق

جلوه گر گشتند مستوران غیب ‏ ‏ عشق نالاں گشت مانندِ شعیب
چوں تجلّی دید حسنِ یار را ‏ ‏ داد جا در سینهٔ خود خار را
اشک خونی ریختن آغاز کرد ‏ ‏ آه و واویلا بسوز و ساز کرد
دیده او را در لباسِ حسن چوں ‏ ‏ عشق را افزود سودائے جنوں
عقل و دانش را بیک غمزه ربود ‏ ‏ باب سوز و درد پر دلها کشود
در جهاں صد فتنه را انگیخته ‏ ‏ صد ہزاراں جاں ز قالب ریخته
تا ازیں افسوں چه اندیشیده بود ‏ ‏ یک جهاں را چوں ته و بالا نمود

در تمنائ تو چوں دیوانہ ام — سوخت شمعِ روئے تو کاشانہ ام
نیست ہرگز سیرم از روئے تو — دیدہ ام باز است ہردم سوئے تو
من چو مستسقی و رویت ہمچو آب — تشنہ ام وز تشنگی در پیچ و تاب
عاشقی و صبر و سیری شد محال — صبر و یا آرام جانا کو مجال
دیدنِ روئے تو آرامِ من است — یک نظر سوئ تو صد کام من است
روز و شب اندر خیالِ من توئ — ہم جواب و ہم سوالِ من توئ
ہر زمانم روی جانم سوئے تست — قبلۂ جان و دلم ہم روئے تست
عقل و ہوشم بستۂ موئ تو شد — جان و دل پابند گیسوئے تو شد
پیش من در خواب و بیداری توئ — موجبِ این خواری و زاری توئ
یکزمان از تو رہائ نیستم — گر نشینم یا روم با بیستم
ہم دل و ہم نورِ چشمِ من توئ — دین و ایمانِ مرا رہزن توئ
نیست کس مانند من مشتاقِ تو — گرچہ صد ہستند از عشاق تو
ہر کجا باشم تو ہمراہِ منی — بلکہ چشم را توئ این روشنی
پس چگونہ بے تو باشم من دمی — چوں توئ مارا بہر دم ہمدمی
ہر زماں آئ تو در شکلِ خیال — گہ برنگِ ہجر و گہ رنگِ وصال

آنکه پاک است از نظیر و از مثال | گویم از وی هرچه باشد قیل و قال
ای مقدس وی بری از مدح ما | کی توان کردن بتو مدح و ثنا
حاکمی دایم تو بر قهر قلوب | ما لکی در ذات خود بر زشت و خوب
دائما در حکم خود تو سابقی | بازگشت هر سعید و هر شقی
ما و این دیوانگی ها حبذا | بادشاهی یفعل الله ما یشا

در سبب تالیف ابیات

من کجا و از کجا ذوق سخن | در سکوت آیم تو جنبانی رسن
میکشی ما را سوی گفتارها | میکنی اسرار را اظهارها
من همین خواهم که بر بندم نفس | تو گر بازه به جنبانی جرس
من که باشم مهره در دست تو | من چه هستم هستیم از هست تو
خواه عزیز و خواه رسوا کن مرا | زهره کو تا کنم چون و چرا
میکش این راز آنکه داری اختیار | همچو اشتر در کفت دارم مهار
باعث این مثنوی تو بوده | درد خود دادی و دل بر بوده
شاه من سلطان جان من توی | بلکه جان و هم جهان من توی

خود حقیقت را بود این جلوه ها	از ہوا پران شده پر بر علا
جمله عالم شاہد آمد ذات را	گر شناسی سرّ موجود ذات را

فی سبیل التمثیل

قوتِ معنی به بیں اندر ظهور	ہمچو زورِ نوح در جوشِ تنور
یا چو زورِ دست آں خیر البشر	کرد یک انگشت او شقّ القمر
یا مثالِ خاک پرّاں بر ہوا	یا چو نی از بانگ نائی زد صدا
یا که اندر حرکت آمد یک شجر	جنبش او از ہوا پیداں مگر
یا یکے در خنده آمد از سرور	انبساطش کرده بر رویش ظهور
خنده بر رخ اندرونِ جاں خوشی	خنده پیدا لیکه شد پنہاں خوشی
یا یکے از درد آہے میزند	دردِ کے آید نظر جز حال بد
جمله عالم شاہدِ غیب آمده	ایں شهود از غیب لاریب آمد
ہمچنیں تو جمله عالم را بداں	شد معاد و مبدءِ او لامکاں
ہرچه بجز الله و بیشت ہست اوست	پس وجود و ہم عدم در شست او
ذرّه نتواں گفت مدحِ آفتاب	خود مرا او را در جہاں صد ہست ب

در عذر منکر عشق

جامد الطبعی اگر انکار کرد — گرمیٔ عشق از جہاں کے گشت سرد

ہست محجوب او مثال کور و کو — کش ز حظِّ حاسّہ نبود خبر

لذّتی کے یافت از سمع و بصر — او ندیدہ غیر از سوراخ خر

یا چو عنّین منکر از ذوق جماع — ہمچو حیوان شد علف او را متاع

منکرِ خورشید گر خفّاش ہست — لیکہ نور خور بعالم فاش ہست

پس چہ غم خورشید را زین چشم کور — نور خور تابانست با صد زور و شور

عشق فارغ ہست از رد و قبول — پس ببر انکار خود ای بو الفضول

وندارد فکر و سودائے دگر — غیر حسنِ یار پروائے دگر

در معنیٔ ظہور ذات در پردۂ صفات

در لباسِ حسن اسمار و صفات — جلوہ گر گشتہ است بنگر نور ذات

م تو چوں شد مقیّد در مجاز — بر دلت بابِ حقیقت شد فراز (بند)

سبب عقل جزوی بے خبر — بر سبب از کو تہی دارد نظر

عقل کل در مکتبش چون کودکان
نفس کل را شد ازو ویران دکان

عشق طرفه قاتلِ خونخوار هست
دستِ خونِ عاشقان زان داهست

همچو مجنونش گریبان چاک شد
هر که در دستِ چنین سفّاک شد

صد هزاران دل ازو مانند خون
صد هزاران عقل زو شکلِ جنون

نارسیده هیچ دل بر کام خویش
برده با خود بر لحد صد ریخ و ریش

کے توانم گفت شرح عشق را
از سلف رو رو بجو این ماجرا

خود حقیقت بود یا بود از مجاز
هر یکے جان باخته اند از امتیاز

پس چه گویم آنچه از گفتن بریست
شرح او بیرون ز نزدیکی و دوریست

شرح دردِ عشق کے آید بگفت
با تحیر ناطقه اینجاست جفت

ای برادر شرحِ اسرارِ نهان
کے توان گفتن بتقریر و بیان

وصف آن چیزے که عقل آگاه نیست
زیرکے را نیز در وی راه نیست

گر بگویم تو ازو منکر شوی
باز ماند پای تو از ره روی

زانکه محسوسات را تو دیدهٔ
وصف حسن غیب را نشنیدهٔ

چشم ظاهر بین نه بیند غیر جسم
عقل جزوی می نداند غیر اسم

سرِ معنی را نه بیند چشم سر
بلکه تو از عین معنی کن نظر

هر زماں هر لحظه میسوزد دلم
آتشے انداخت در آب و گلم

صبر نے بہر دلِ ناکام من
سوزِ دل از من ببرد آرامِ من

آه سوزِ عشق جاں آواره کرد
واه دردِ عشق دل صد پاره کرد

می کند شورش جنوں در جانِ من
در ترقی هست زیں هیجانِ من

همچو مجنوں گفته ام زیر و زبر
از هجومِ سوزِ دل نالے ہاؤسے

بشنو اکنوں اندک از سوزِ دروں
زانکه برمن غالب آمد ایں جنوں

میکند در سینهٔ من انبعاث
عشق با صد سوز و سودا الغیاث

عشق را شور و جنوں چوں در سر است
عقل پیشش پا بگل همچو خر است

بلکه همچوں صعوه در چنگال باز
از کجا یارا که آرد ترک و تاز

چوں مزاجِ عشق تند است و حرون
از نهیبش عقل و خوار و سرنگوں

اندریں ره جبرئیل ار پر زند
عشق آید آتشش بر سر زند

هر جوان و پیر گشته زار زو
هر عزیز و منعم آمد خوار زو

هر توانا و قوی رنجور او
گشته هر شهباز چوں طیفور او

عقل هر دانا بدرسش کودن است
جان هر رستم از و در شیون است

هر سلیماں جاه زو چوں مور لنگ
هر فلاطوں عقل حیراں و دنگ

من که باشم پیش او تا دم زنم — زهره کو تا دم ز بیش و کم زنم

شاه بر جاں حکم نافذ میکند — تن چو بنده بر مراد وش می تند

بنگر این درد یکه در جانم نهاد — مشت خاکی بودم و بر باد داد

با زور دا فزود جانم را جنوں — دیده و دل زیں الم خوں گشت و خوں

ایں بلاها من بجود خریده ام — بر رضائی اوست خوں نه بیده ام

گر مراد اوست در خواری من — بهتر از صد خنده داں زاری من

ایں همه سهل است مشکل نیست ایں — بر امید وصل یار نازنیں

لیکه چوں سانم که عشق فتنه گر — میبرد رسوا و خوارم در بدر

عشق آمد قوّتِ روحانیاں | عشق را امیداں نشانِ بے نشاں

صبغت اللہ رنگ عشق آمد یقیں | ہیں بیا بیرنگ را در رنگ بیں

ایں ہمہ شور و فغانِ عشق ہست | ہر یکے در حال خود شیدا وست

عشق زو یک شعلہ و جانہا بسوخت | عقل را در دست رسوائی فروخت

یک جہاں در حکم آں سلطانِ جاں | گوئی وش از زخم چوگانے دواں

جملہ عالم را تو در دستِ امیر | چوں پرِ کاہی بصرصر داں اسیر

حکم سلطاں راست و فرماں شاہ را | تا چہ خواہد بندۂ گمراہ را

سوئ کوی او مرا بیخویش بر	دور تر از عقل دور اندیش بر
زانکه هوشیار یست خار راه من	راهزن زاں دلبرِ دلخواہ من
عقل پرّاں جانبِ نام و نشاں	عشق آرندہ بدلبر مو کشاں
عقل معراجیست بهرِ خاص و عام	کعبۂ جاں راست او سبل السلام
عشق آمد باز گشتِ خار و گل	عشق آمد مبدءِ هر جزو و کل

در معنی کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق

سر برون آورد چوں عشق از نهاں	گشته از سر جوشِ وی اعیاں عیاں
از عدم آمد جهاں سوئے وجود	آمده زو غیب مطلق در شهود
عشق داده اهتزاز ارواح را	برده اندر فند جسم اشباح را
شورشی پیداست در جانها ازو	مضطرب گشتند ابدانها ازو
فیض بخش آمد بهر سرّ و علن (پوشیده، ظاهر)	رشحت فیضش تمامی جان و تن
فاتحِ اسرار جانِ طالباں	عشق شد انّا فتحنا لے گماں
عشق آمد در جهاں معراج روح	عشق آمد بهر جاں فتح و فتوح
عشق آمد نردبانِ لامکاں	عشق سُلّم سوئے بام جانِ جاں (بهرمی)

دوریٔ دلدار دل را کرد خون — سوز عشق افزود جانم را جنون
شعلهای درد و غم افروختند — جان مشتاقان ز هجران سوختند
چون پسند آمد بدو دوریٔ من — سختیٔ هجران و رنجوریٔ من
با چنین مشتاق دوری از چه بود — من اگر سوزم ترا ای جان چه سود
کرد استغنا ز حالِ زارِ من — چون نه روز افزون شود آزارِ من
باز رسم آورد از بیگانگی — داد ما را شورش دیوانگی
چون نباشم من ازین غم سینه چاک — چون نباشم زار زار و غلطان بخاک
نیست پایان حزن و حرمانِ مرا — آتشِ غم سوخته جانِ مرا
سوختم من سالها از سوز و درد — لیکه سوزِ من برو کاری نه کرد
چون نشد سوز و گدازت سودمند — ای دلم بے صبریت تا چند چند
زخمها خوردم ولیکن جانِ من — نیست سیر از عشق آن روئ حسن
باز ناید این دلِ مجنونِ من — کم نگردد عشق روز افزونِ من
گر هزاران سال باشم این چنین — کے گذارم دامن آن نازنین
همچو مستسقی است مشتاقیٔ من — باش ای عشق از کرم ساقیٔ من
دستگیرم شو برحمت از جنون — من ز هوشِ خویش بیزارم کنون

مثنوی نالۂ جنوں

فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے جنوں با نالہ خود ساز کن
شرحِ دردِ عشق را آغاز کن

از حدیثِ عشق و از سوزِ دروں
اندکے بر گو کہ مشتاقم کنوں

قصہ ہائے دردِ جانانہ بازگو
ماجرائے رفتہ را از آغاز گو

من چہ گویم حالِ جانِ دردناک
کہ ز عشقش سینہ دارم چاک چاک

سخت آمد شرح از دردِ نہاں
میزند ایں قصہ ہا آتش بجاں

یادِ عہدِ وصل دل خوں می کند
دیدہ را مانند جیحوں می کند

بشنو اکنوں شرح سوزِ جانِ من
باعثِ آشوب وایں ہیجانِ من

یاد آں وقتیکہ بادی داشتم
وز لبانش ساز چوں نے داشتم

چوں مرا از خویش دور انداختہ
بازیٔ بیگانگی را باختہ

از فراقش سخت بد حال آمدم
دل مشبک ہمچو غربال آمدم

بس سیہ روزیکہ زود دور آمدم
از فراقِ دوست رنجور آمدم

غمزۂ چشم بتاں نشتر رگِ جانِ من است — ہندوئی زلفِ حسینان دزدِ ایمان من است
عشق را گفتم چہ فتنہ است این بجا نہاد از تو گفت — حسن مضطر دارد م زین درد افغاں من است

ایضاً

ساقیا ما چوں گدایاں پیش تو استادہ ایم — آرزو مند عطائے یکدو جامِ بادہ ایم
بر امیدِ آنکہ روزی از کرم شادم کنی — بر درِ میخانہ از عمری خراب افتادہ ایم

ایضاً

چوں سپید ست و سیہ این دہر از لیل و نہار — ہمچنیں عمر از غم و شادیست ابلق ہوشدار
بر فروغ و بر فراغ خویشتن نازاں مشو — کز پس پشت خزاں اندر کمین است ای بہار

قطعہ

چو غیب اندر شہادت کرد آرام — ہمائی قدس آمد اندریں دام
چنانکہ روح در تن جائے بگرفت — حدیث نفس میداں ظرف ابہام

نه شکیب هست یارب دلِ بیقرار مارا	نه برحمست است چشمی سوی مانگارِ مارا
بکمالِ مستمندی شده ایم خاکِ راهی	به برای صبا بکویش نفسی غبار مارا

ایضاً

چونکه خورشید حقیقت تافته	صد چو لیلی احسن و خوبی یافته
زان تجلّی جمالِ بیمثال	عاشقان را سینه ها بشگافته

ایضاً

جانیکه به عشق روی جانان زار است	جز یار نه با کسی دلش را کار است
از حبِّ حبیب سینه اش پر گشته	وز خود بر هیده محوِ حسنِ یار است

ایضاً

اگر بختم کند یاری نگارم یار من گردد	جهان برہم شود غم نے چو او غمخوار من گردد
به بدمستی و مدهوشی نه بینم دوزخ و جنت	چو چشمِ یار ساقی عشق او خمّار من گردد

ایضاً

میلِ مومن سوی حق و میل ابله بر هوا	میل کافر هست دایم جانبِ غیرِ خدا
عبرت است از بهرِ عاقل تا شود صرّاف قلب	جان او در میان نار با نور است جا

ایضاً

جان چو گوی هست اندر حکمِ چوگانِ قضا || گه با سفل می برد گاهی بسوئی سما
کیمیا سازیست اندر غیب در تبدیلِ علم || تا ز حزن آرد طرب بیرون راحت بجها

ایضاً

عالم همه علمِ تست احمد میدان || چوں خواب که اندر و به بیند جهاں
عکسِ دلِ تست جمله زشت و زیبا || شد صورتِ معنیِ تو پیشِ تو عیاں

ایضاً

کُنتُ کنزاً در ازل این عشق بود || آمدند ارواح از وے در وجود
مهرِ معنی پرتو افگن چوں شده || چوں مرا با کفر و ایماں رخ نمود

ایضاً

در مذهبِ عشق کفر و ایماں نبود || جز حبِ حبیب و مهرِ جاناں نبود
دینِ عشاق دیدنِ دلدار است || ایمانش هوائی یار جز آں نبود

ایضاً

صبغة الله رنگِ عشق است ایجواں || تا به بیرنگی بجاں داده نشاں
گشت سُلّم از برائے عاشقاں || بهرِ قصرِ قرب آں جانِ جهاں

ایضاً

خانهٔ چشم من شده جلوه گهِ جمالِ تو — خیمه زده بملکِ جان همچو شهان خیالِ تو
باش دلیلِ راهِ من پای و سر و جناحِ من — کز پر و بالِ تو پرم تا حرمِ وصالِ تو

ایضاً

شمس در ذاتِ خویش واحد بود — پیش مرآت چند چند نمود
این تعدّد که تو همی نگری — نیست در ذاتِ وی ترا به نمود

ایضاً

چشم ما روشن ز خورشید جمالِ روی تست — جان طربناک از شمیم زلفِ عنبر بوی تست
قبلهٔ شوریدگانی کعبهٔ دلدادگان — عاشقان و بیدلان را سجدهٔ جان سوی تست

ایضاً

ذات چون نقطه است عینِ وجود — گشت پنهان میانِ خطِ شهود
مهر پوشیده گشت و سایه عیان — طرفه نابودیین چه رخ به نمود

ایضاً

هست جانم به حق در بینِ امکان — همچو اعیان میانِ ذاتِ نهان
او محیط ست از درون و برون — چون خیالیم ما و او چون جان

ایضاً

هست جانها عکسِ آن جانِ جهان	شد فزای دل مکانِ لامکان
چونکه بیرنگی است اصلِ رنگها	پس نشانها شد نشانِ بے نشان
ایضاً	
جان نثارِ حضرتِ جانانه باد	دل فدائے غمزۂ مستانه باد
باد دایم جائے مهرت سینه ام	دیدۂ من جلوه اش را خانه باد
ایضاً	
هست دائرِ حق چو واحد در عدد	در همه افراد گو مانے اسے ون
گر کنی تکرار واحد را بفکر	زو بیابی نسبت وصل شفقت تو
ایضاً	
گشته خیره چشمِ من از نظرِ جمالِ تو	هست درون جانِ من پر نقشِ خیالِ تو
هجرِ تو خورده خونِ من کرده فزون جنونِ من	بخت کجا که تا شود قسمتِ من وصالِ تو
ایضاً	
در ظلمتِ هستی رخِ تو صاف ندیدیم	تا مهرِ تو رخشان شده چون صبح پدیدیم
جز هستیٔ حق بود همه باطل و موهوم	حق جلوه گری کرد و نه باطل بپسندیم
ایضاً	

احمدؔ بہ امانتے کہ حامل گشتی	از کوہ و فلک بلند منزل گشتی
چوں دولتِ قدرِ عشق دادند ترا	پس از چہ بگو اسیر سافل گشتی

ایضاً

احمدؔ نظر است گو بدیدہ	لیکن رخ دیدہ را ندیدہ
حق ہمین وجود و نور محض است	در ہستی کون آرمیدہ

ایضاً

ای جمالِ دلفروزت راحتِ روحِ من است	حسن رویت بلبلِ جانِ مرا چوں گلشن است
آمدی چوں عشق اندر سینہ ام بنشستۂ	تو چہ دانی ای پری رو جان من ہمچوں تن است

ایضاً

جان با خلاص عمل مائل نہ شد	دور پندار از دل احول نہ شد
علم و تحقیق و تصوف جمع کرد	علّت طبع کجش زائل نہ شد

ایضاً

گر دل وجانِ تو شد ساکن بحق	در سلوک از ہمرہان بردی سبق
معرفت خود علم و قیل و قال نیست	جز سکونِ قلب بارب الفلق

ایضاً

احمدؔ بہ غم حبیب زاری داری	وز درد فراق بیقراری داری
روزی کرمش بیک نگاہی ببرد	اندر رہِ عشق آنچہ خواری داری

ایضاً

ہستِ جامِ عشق و شرابِ مجتیم	دیوانہ جمال یکے ماہ طلعتیم
شاہد پرست و رند و خرابات و بادہ نوش	بامہوشانِ توبہ شکن خوش نجلوتیم

ایضاً

احمدؔ بہ یقین نشین و بگذر ز گماں	زیرا کہ یقین ز پے نشان نیست نشاں
چوں بعد و حجاب از گماں ست ز شک	در عین یقین حق ست مشہود و عیاں

ایضاً

حسن چوں از پردہائے غیب بیروں کرد رُو	عشق با طبل و علم آمد بہ شور و ہائے و ہو
لیلی و مجنوں بود یک سایۂ از شاخ غیب	سایہ کے جنبد ز خود جنبش ہمہ زاں شاخ جو

ایضاً

شد نہاں ذات چوں بہ کنتم صفات	بین در آفاق و الفسش آیات
حق مصباح نور جان آمد	دل زجاج ست تن بود مشکوٰۃ

ایضاً

احمد زنهار لاف عرفان نزنی — چون بستهٔ دامهائی مائی و منی
جائیکه رهین خشم و شهوت باشد — از روح چه گوید آں اسیر بدنی

ایضاً

جائیکه به عشق مست و حیراں باشد — آئینه حسن روئے جاناں باشد
مانند قمر چو رست از تابش خویش — پر نور و ضیائی مهر تاباں باشد

ایضاً

ہائی ہوئی عشقم از حسن ویست — اوست نائی نالهٔ من چوں نے است
عشق چوں باده رباید عقل و ہوش — مستی دیوانگانش زیں مے است

ایضاً

احمد ز ہجوم عشق مجنوں گشتی — زاں فتنهٔ خلق و دہر مفتوں گشتی
از چون و چرا چناں رہیده جانت — تا بیخود و غرق بحر بیچوں گشتی

ایضاً

احمد غم نیستی و ہستی تا کے — گم باش زخویش خود پرستی تا کے
در [illegible] عشق این دو آں [illegible] نیست — از ننگ غرور و شرک مستی تا کے

ایضاً

ای جمالت عاشقان را راحتِ جان آمده — روح از مهر رخ تو شاد و فرحان آمده
همچو روح الله خیالت سوی بیمارانِ دل — از رہ لطف و عنایت بهر درمان آمده

ایضاً

آں حیاتِ روح و سلطانِ جمال — با ہزاراں حشمت و جاه و جلال
آمده در جانِ عاشق خیمه زده — از سر لطف و عطا جود و نوال

ایضاً

شاہد بیرنگ چوں در رنگ پنہاں کرده رو — شور و غوغا او فتاده از جمالش کو بکو
بهر او ہر لحظه یک شانی و آنی دیگر است — عارفی دانا بباید تا شناسد بوئے او

ایضاً

احمد سخن عشق بر میاور بزباں — کے راست بود اندیشهٔ جاں
گر در صف کارزار نتواں بودن — بنشیں بدروں خانه مانندِ زناں

ایضاً

اے تمناؤ مراد بیدلاں — ہست دیدار تو اے جانِ جہاں
روح را راحت ز مهر تو بود — وز جمال و حسنِ تو آرام جاں

ایضاً

احمدؐ در عشق خوار و رسوا گشتی
سر پر ز جنون و سوز و سودا گشتی
در آرزوی جمالِ آں راحتِ جاں
از سر تا پا همه تمنا گشتی

ایضاً

احمدؐ بنگر جمالِ آں جانِ جہاں
در ظاہر و باطن آشکارا و نہاں
از غایت قرب بعد پیدا گشته
چوں روح به جسم کاں نہانست و عیاں

ایضاً

آں شاہد دلربا و جانِ عشاق
ز شعلهٔ حسن در روانِ عشاق
برگرد سرائے آں پرید و از شوق
برخاسته ہر طرف فغان عشاق

ایضاً

ساقی قدح شراب گلرنگ
در ده که رہیم ز نام و از ننگ
تا جان برہد ز حزن و از غم
مطرب بنواز بربط و چنگ

ایضاً

چوں خواب جہان و شکل عالم باشد
برحسب خیال و علم آدم باشد
بیدار چو شد ز خواب زو ہیچ نماند
زین نوع تمام فرحت و غم باشد

ایضاً

راه و رسم مذهب و دین از من شیدا مپرس — شکل مجنونم به بین از شور و از غوغا مپرس

هر طرف از جوشِ عشقش واله و دیوانهٔ — صد هزاران قیس بین از حسن آن لیلی مپرس

ایضاً

منزلِ عاشق ز کفر و هم ز ایمان برتر است — سالکانِ عشق را روح الامین کی رهبر است

نیست آنجا صبح و شام و نیست آنجا روز و شب — عشق را جا از زمین و آسمان بالاتر است

ایضاً

آتشِ عشقِ بتان افروختند — مصحفِ ایمان ما ز آن سوختند

ای دریغا این بتانِ ماهرو — از که این فتنه گری آموختند

ایضاً

چون نئی آگاه ای دل تو ز اصل و سرِّ کار — چیست ابلیس و ملک کز وی تبرسی هوشدار

تو ز نادانی همیشه دست در ایشان زنی — نیست ابلیس و ملک را هیچ در خود اختیار

ایضاً

عشقِ تو آمد بهشتِ جاودان — راحت از وی این جهان و آن جهان

بی تو علیینّ چه کار آید مرا — چون نه تو باشی مرا آرام جان

ایضاً

او هست چو جان و ما خیالِ اوئیم
او گرمیٔ عشق و ما چو ہائی و ہوئیم
از هستی و نیستی چه پرسی اے دل
ما خویش نئیم انچه گوید گوئیم

ایضاً

یارب برسالتِ رسولِ عربیؐ
یارب بطفیلِ آل واصحابِ نبیؐ
کن خاتمهٔ مرا بایمان و یقین
سائل به درِ توام برحمت طلبی

ایضاً

از بادهٔ عشق و جامِ وحدت مستم
وز قید تعینات و کثرت رستم
از مذهب و دین و کفر و ایمان بیرون
گردید دلم هر انچه هستم هستم

ایضاً

این آتشِ عشق سوخته جانِ مرا
وان مهر بتاں بردہ ایمان مرا
جانم رفته و نیز ایمال رفته
پرحسرت و یاس گشت دامانِ مرا

ایضاً

احمدؐ غمِ عشق خون جانم خورده
هوش و خرد و تاب و توانم برده
مائی و منی بسوخت از آتشِ عشق
چیزے دگری سوائے من آورده

ایضاً

من بندهٔ آں جاں کہ دلش آزاد است | در تنگی و نیز در فراخی شاد است
چوں آب رواں ست راحت و رنج جہاں | ہر خانہ کہ در بحر بود برباد است

ایضاً

عمریست کز عشق بیقرارم ای دوست | درد و المے بہ سینہ دارم اے دوست
گفتن نتواں ہر آنچہ دارم در دل | از عشق مپرس حالِ زارم ای دوست

ایضاً

احمد چو اسیرِ دامِ نفسی و ہوا | از حق بطلب نجات زیں کرب و بلا
شاید کرمش ترا نجاتے بخشد | از رحمتِ عامِ خویش زیں رنج و عنا

ایضاً

عشق آمد و مغز استخوانم خوردہ | ہوش و خرد م تمام از من بردہ
ہستی مرا بسوخت از آتشِ غم | جاں رفت و بماند ایں تنِ افسردہ

ایضاً

جسم ست عیاں و روح جاں ست نہاں | اجساد ہمہ ز بے نشاں ست نشاں
دیدن نتواں جمالِ روح و جان را | اِلّا بہ صفات کاندرو ہست عیاں

ایضاً

احمد ہوسِ جمالِ خوباں تا کے — گشتهٔ زد والهٔ و پریشاں تا کے
دل دادی و زخمہائے ایشاں خوردی — برکردهٔ خویشتن پشیماں تا کے

ایضاً

در پردهٔ مہر و ماه روئے پنہانست — چوں جان که بزیر جسمہائے مایانست
عاشق محوست در خیالِ معشوق — بے یسمع بی یبصر ایں نشانِ جانانست

ایضاً

ای دل زجفا و جور خوباں مخروش — غمہائے محبتش بہ شادی مفروش
تلخی ست در اوّلِ محبّت ای دل — آخر زلباں آں پری و می نوشش

ایضاً

عالم ہمه ظلِّ علمِ یزداں باشد — در ہستئ خویش نقش بے جاں باشد
در اصل چو سایه را وجودے نبود — از جنبش شاخ داں که جنباں باشد

ایضاً

احمدؐ ز وفائی ایں جہاں کم اندیش — یک راحت و در پیش نہفته صد ریش
کس نیست که اندر و ثباتے دارد — حسرت زده از مہر غنی و درویش

ایضاً

آتشِ حسنِ رخِ خود آنچنان افروخته
کز تجلیٔ جمالش نورِ چشم سوخته
از هجومِ عشق او در دولتِ مهرِ رخش
جانِ من صد پایہ از بیخودی اندوخته

ایضاً

احمد دل خویش را بهرزه مفروش
جز ساقیٔ مے فروش و مست و می نوش
کز بادۂ او ز خود پرستی برہی
بیخویش شوی و نیز مست و مدہوش

ایضاً

عجب کاری فتاد این ناتوان را
که از وی بس کشاکش هست جان را
نه صبری بهر جانِ ناشکیبم
نه رحمی بر من آن جانِ جهان را

ایضاً

آه زان روز که این قرعه بنامم اُفتاده
که دل و دینِ من از عشق همه شد برباد
چونکه قسّامِ ازل داد بهر یک چیزی
کرد عشق و المش قسمتِ جانِ ناشاد

ایضاً

آنچه دیدم برخِ خوب تو گفتن نتوان
وانچه دارم ز تو در سینه نهفتن نتوان
بوالعجب کار محبت که درو جان اُفتاد
هیچ گفتن نتوان نیز نهفتن نتوان

ایضاً

شرح کردہ معنی توحید را — دفع غیریت نمودہ زین نسق

ایضاً

رفت از خود دید چوں حسنِ پری — باجمال و باکمالِ دلبری
حسن او آئینہ معنی نست — میکند عکس است در و جلوہ گری

ایضاً

عشق ست چو بحر جملہ عالم چو حباب — سِرّیست نہاں درین محبت دریاب
گر میل بہ سینہ ہا نہ ریزد صد جوش — پس کار تمام خلق می گشت خراب

ایضاً

عشق آزاد است وار د خود سری — کے ور اپروائے ننگ و بہتری
مدعی چوں دید اورا از حسد — عاشقی را نام کردہ کافری

ایضاً

عشق است ہمای قدس میداں بہ یقیں — در سایۂ او در آو فارغ بہ نشیں
سلطاں سریر نے نیازی باشی — کوس تو زنند بر سماؤ بہ زمیں

ایضاً

ایضاً

دیوانهٔ حسن آں پری وہستم — وز بادهٔ مهر یار مهر و مستم
سودائے محبتش جنونم آورد — از چنبر عقل و هوش بیروں جستم

ایضاً

دی عقل مرا بود جادو نظرے — شیریں سخنی به شکل صورت قمرے
تنها نه من از جمال حیراں گشتم — هوش و خردے نماند در هیچ سرے

ایضاً

جانی که حقیقتش از و پرده کشود — داند که جهان و هستیش هیچ نمود
عالم چه طلسم یا که بود ست سراب — نابوده به چشم او جمالش بنمود

ایضاً

حسنی که بچشم ماه طلعت باشد — دلکش به حقیقت آں حقیقت باشد
در پردهٔ خلق سے رباید دل خلق — خود شاهد معنوی محبت باشد

ایضاً

ما رمیتَ اِذ رمیتَ گفت حق — جان احمدؐ تا از و گیرد سبق

ہر ماہ ہر روز عکسِ جمالِ محمدی ست — ہر عشق تابِ مہرِ جلالِ محمدی ست
کونین چوں اسیر بہ لولاک آمدہ — پس امر و خلق شاخِ نہالِ محمدی ست

ایضاً

یارسولِ عربی باعثِ ایجادِ جہاں — بہرِ عشاقِ جمالِ تو بود راحتِ جاں
از کرم سوئے اسیرانِ محبت نظری — تا شود فارغ و آزاد زغم روح و رواں

ایضاً

یارسولِ عربی مظہرِ اسرارِ نہاں — جلوۂ ذاتِ خدا از رخِ خوبِ تو عیاں
تا حقیقت شدہ عشاق ترا عشقِ مجاز — رقص دارد بہوائے تو زشادی دل و جاں

رباعیات

عاشقِ خواجہ ہوں اور محوِ لقائے غوثِ پاک — جان ہی قربانِ خواجہ دل فدائے غوثِ پاک
عاشق و معشوق مشتق ہیں ہم اس عشق سے — ایک ہی ہے نورِ خواجہ اور ضیائے غوثِ پاک

ایضاً

دستگیری کن مرا یا غوث الاعظم الغیاث — بخش جانم را صفا یا غوث الاعظم الغیاث
باز حرزِ جانِ ما از مکرِ شیطانِ لعیں — از برائے مصطفےٰ یا غوث الاعظم الغیاث

اُس پریرو نے ہدایت مجھکو کی — گر یقین دانم کہ من عاشق
از جمالِ خویشتن حیرانت کنم

تجھکو ہے دعوائے عرفانی بعلم — حق شناسی اور خدادانی بعلم
زہد و تقویٰ قربِ احسانی بعلم — گرچہ تو افلاطون و لقمانی بعلم
من بیک دیدار نادانت کنم

مقطع

احمدؐا کب تک پھریگا کو بکو — جا پناہِ سایۂ خاصاں میں تو
ہیں خداوندانِ دل اسرار ہو — شمس تبریزی بمولانا بگو
دفتر اسرار دیوانت کنم

قطعاتِ نعتیہ

یارسول اللہ جمالت راحتِ روح ست و جاں — حب تو نور ست و برہاں اینجہان و آنجہاں
گوشۂ چشمی برحمت سوئے مشتاقاں بکن — جان ما را از غم و از حزن و حرماں وارہاں

ایضاً

خمسہ بر غزل مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

دل ہدف پیکان مژگانت کنم　　جاں نثارِ ترکِ چشمانت کنم
گر بیائی شکر احسانت کنم　　آرزو دارم کہ مہمانت کنم
جان و دل ایدوست قربانت کنم

سِرِ حق کی ہے اگر تجھکو تلاش　　رہروانِ عشق کا ہو خواجہ تاش
خود حقیقت کر رہی ہے راز فاش　　ہیں قرارت کم کن و خاموش باش
تا بجو انم عین قرآنت کنم

ای دلِ پُر درد جانِ بیقرار　　گرچہ ہے تو عشق میں زار و نزار
اپنی ہستی اُس صنم پر کر نثار　　گر تو ترکِ سر کنی مردانہ وار
ہمچو اسمعیلؑ قربانت کنم

بڑھ گئی جب حد سے میری بیکلی　　اُس مصیبت کو پھر اُن سے عرض کی
ہنس کے فرمایا کہ ہے خامی ابھی　　گر یقیں دانم کہ بر من عاشقی
از جمالِ خویش حیرانت کنم

جب جنونِ عشق کی شورش ہوئی　　اور دل میں بیقراری بڑھ گئی

عکس لیلیٰ تافت بر من جانِ من مجنوں شدہ — سایہ اش ظلِّ پری شد تا جنوں افزوں شدہ
من بہ او دیوانہ گشتم او بمن مفتوں شدہ — تا چہ عشق است آں صنم را با دلِ پرخوں شدہ
ہر زماں گوید کہ چونی ای دلِ بیچوں شدہ

جانِ عاشق تھی جو آئینہ جمالِ یار کی — دیکھکر اُس کو پری محوِ تماشا ہوگئی
حسنِ محوِ آئینہ تھا آئینہ محوِ پری — نام عاشق بر من و اور از من خود صبری
عشق معشوقم ز عدارِ عشق من افزوں شدہ

ہی اُسی کے حسن کا جلوہ ازل سے تا ابد — ہی اُسی واحد کی یکتائی سے زیبا ہر عدد
اُسکی ہر شانِ تجلی لے گئی ہوش و خرد — ہر زماں او کف خود را از دلم بیروں کند
تا ز دستِ او خونِ دلم جیحوں شدہ

پرتوا ہی سارے آئینوں میں اُس خورشید کا — ہم نے جس چہرہ میں دیکھا اُسمیں اُس کا عکس تھا
سب کی آنکھوں میں سمایا اور ہر دل میں بسا — ذرہ ہا اندر ہوا و قطرہ ہا در بحر ہا
در دماغِ عاشقانش بادۂ وافیوں شدہ

پرتوِ حق حضرت یوسف لقا خورشید وش — دیکھکر اُسکو گروں مانند موسیٰ کھاکے غش
جان و دل کو اپنے احمدؐ کر تو اُس کے پیشکش — پیش شمس الدین تبریزی بر و کز رحمتش
مردگاں کہنہ بینی عاشق و مجنوں شدہ

کون جانے جان کسکی کیوں چلی　　ایکہ از دیدار یوسف غافلی
داغ یعقوبؑ و زلیخارا بہ بین

ناصحوں نے جب ملامت مجھکو کی　　عاشقوں کی روح مضطر ہو گئی
خاک بولی شبلیؒ و منصورؒ کی　　ایکہ از روز بدم در حیرتی
یکدمے آں روئے زیبارا بہ بیں

تو نے کب دیکھی جھلک اُس ماہ کی　　تجھکو کب لذّت محبّت کی ملی
وہ ہی جلے آگ یہ جس پر لگی　　ایکہ از روز بدم در حیرتی
یکدمے آں روئی زیبارا بہ بیں

عشق میں جان اپنی ہستی سے گئی　　جا کے محو روئی زیبا ہو گئی
یاں اگر باقی رہی تو بیخودی　　زندہ کش جاں نباشد دیدہ
گر ندیدہ مستی بیا مارا بہ بیں

فکر کب ہو اُس کو ننگ و نام کی　　جس نے جاں اپنی محبت میں ہو دی
بات احمد خوب سرمدؒ نے کہی　　شاہ و درویش و قلندر دیدہ
سرمدؒ سرمست و رسوارا بہ بیں

خمسہ اُردو بر غزل مولانائی روم رحمۃ اللہ علیہ

مثلِ موسیٰ کوئی ہے مستِ لقا   طورِ وش ہے رقص کوئی کر رہا
کوئی فانی ہے کسی کو ہے بقا   عاشقانِ خواجگانِ چشت را

از قدم تا سر نشانِ دیگر است

مجھکو بیخود کر گیا حسنِ نگار   ہو گیا ظلّ پری سودائے یار
سر میں ہے شورِ جنوں زنگولہ دار   احمدا تا گم نگردی ہوش دار

کین جرس را کارواں دیگر است

خمسہ اُردو بر غزل سرمد رحمۃ اللہ علیہ

ہر طرف شوریست عوغا را بہ بیں   رقص طور و حالِ موسیٰ را بہ بیں
آں تجلّی ہائے زیبا را بہ بیں   سوختن بیو جہم تماشا را بہ بیں

کشتہ بیجرم مسیحا را بہ بیں

سحر ہے اُن کی نگاہِ شرمگیں   جو ہوئی غارتگرِ ایمان و دیں
شعلۂ حسنِ نگارِ نازنیں   سوختن بیو جہم تماشا را بہ بیں

کشتہ بیجرم مسیحا را بہ بیں

نوکِ غمزہ کی ہو جس دل میں چبھی   اُس سے پوچھو چاشنی اُس درد کی

جو بلائے عشق میں ہو مبتلا دلمیں ہو تیر نگہ جس کے لگا
اُس سے پوچھو درد الفت کا مزا عقل کے داند کہ ایں رمز از کجا
ایں حکایت را بیانِ دیگر است

دل ہی اک ظلّ پری میں آگیا یا محبت کا جنوں پیدا ہوا
کوئی ہے جو دل کو بیکل کر رہا عقل کے داند کہ ایں رمز از کجا
ایں حکایت را بیانِ دیگر است

یا تو دل پہلی نگہ میں کھو گیا جس کا اندیشہ تھا وہ اب کب رہا
جاں نثاری عشق میں ہے چیز کیا کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

ہے اُسی کا نور ازل سے تا ابد ہی اُسی سے زینت ہر خال و خد
ناوکِ غمزہ کو ہے اُس سے مدد دل خورد زخمے نہ دیدہ چوں چکد
ایں چنیں تیر از کمانِ دیگر است

عشق ہے مستِ شراب من لدن عقل دور اندیش ناصح کن مکن
مست کب سنتا ہی واعظ کا سخن ساقیا خون دلم در کاسہ کن
کیں شراب از خم و خوانِ دیگر است

نورِ حق در جانِ ما بُرہانِ ماست

عشق کا ہر جان میں ہے ولولہ　　جاں نثاری ہے اُسی کا حوصلہ
اک فقط میں ہی نہیں ہوں شیفتہ　　دیدۂ یعقوبؑ نابینا شدہ
درفراقِ یوسفِؑ کنعانِ ماست

ای دلِ بیمار و جانِ رنج کش　　عشق میں آخر کہاں تک غش پہ غش
ہو نثارِ شمع رو پروانہ وش　　احمدؔا سر را فدا کن در رہش
سر فدا کردن رہِ یارانِ ماست

ایضاً خمسہ اُردو بر غزل احمد جام رحمۃ اللہ علیہ

سوختہ جان و روانِ دیگر است　　درد بیدل را فغانِ دیگر است
جاں کہ جای اوست جانِ دیگر است　　منزلِ عشقت مکانِ دیگر است
مرد این رہ را نشانِ دیگر است

بوی جانا تھی کہ وہ بانگِ الست　　جس نے دلکو کر دیا شیدا و مست
جان میں ٹھہری محبت کی نشست　　منزلِ عشقت مکانِ دیگر است
مرد این راہ نشانِ دیگر است

سر بنہ بر کف زکویش پا بکش　　احمدا اسرار افشا کن درو ہش

سر فدا کردن رہِ یارانِ ماست

خمسہ اُردو بر غزل احمد جام رحمۃ اللہ علیہ

آں بتِ شیریں لقا جہانِ ماست　　کر جمالش تازہ تر ایمانِ ماست
جَلّ فیناگو دلِ شادانِ ماست　　مُہر مہرِ دلبراں بر جانِ ماست
جانِ ما در حضرتِ جانانِ ماست

در تجلّی آں مہ تابانِ ماست　　طور وش بیخودتن رقصانِ ماست
وادیٔ ایمن دلِ ویرانِ ماست　　مہر مُہرِ دلبراں بر جانِ ماست
جانِ ما در حضرتِ جانانِ ماست

دامنِ خاصاں پکڑ اے دردمند　　تا نہ کوئی تجھکو پہنچائے گزند
سرِّ حق ہے مردِ حق اے ہوشمند　　ایں زمین پست و آں چرخِ بلند
برقرار از ہمّتِ پیرانِ ماست

عشق اک سایہ ہی حسنِ یار کا　　جس پہ وہ مثلِ پری آکر پڑا
اپنی ہستی سے اُسے خالی کیا　　گر کسے برہاں طلب دارد زما

مامنِ تر سندہ مردانِ حق اند   ایں زمینِ پست و آں چرخِ بلند

برقرار از ہمتِ پیرانِ ماست

جانِ عاشق ہست چوں محو لقا   باشد آئینہ جمالِ دوست را

پیش خور آئینہ شد پُر از ضیا   گر کسے بُرہاں طلب دارد زما

نورِ حق در جانِ ما برہانِ ماست

سینۂ آئینہ ہائے پُر صفا   شد محل ہر تجلیٔ و ضیا

چوں نباشد آیتی خورشید را   گر کسے بُرہاں طلب دارد زما

نورِ حق در جانِ ما بُرہانِ ماست

آدم از ظلِّ پری محو ست و لا   چوں نباشد فانی از نورِ خدا

رونقِ انجم ز خور گردد فنا   گر کسے برہاں طلب دارد زما

نورِ حق در جانِ ما برہانِ ماست

عشق او از ہر دلے سر بر زدہ   روئے خویشِ راحتِ جاں آمدہ

صد چو مجنوں بر جمالش شیفتہ   دیدۂ یعقوب نابینا شدہ

در فراقِ یوسفِ کنعانِ ماست

آہ زاں حسن و جمالِ دل کشش   گشتہ جاں پروانۂ شمع رخش

سحر در چشم من و بر دل پری افسوں کند | بینمش گہ شکل چوں گہ شکل را بیچوں کند
پیکر لیلی بگیرد تا مرا مجنوں کند | ہر زمان او کیفِ خود را از دلم بیروں کند

تا ز دستِ دست او خونِ دلم جیحوں شدہ

چوں تجلی کرد حسن از پردۂ غیب و خفا | عشق بیہوش آمدہ مانند موسیٰ زاں لقا
از طربہا خود روح را بگستہ شد بندِ قبا | ذرہ ہا اندر ہوا و قطرہ ہا در بحر ہا

در دماغِ عاشقانش بادہ و افیوں شدہ

عاشق و معشوقِ حق شو تا شود کز ہمتش | سر بلند از عشق گردی ارجمند از دولتش
مشہر فناحق احمدؔ را باشی ز مہر طلعتش | پیش شمس الدینؔ تبریزی برو کز رحمتش

مردگانِ کہنہ بینی عاشق و مجنوں شدہ

خمسہ بر غزل احمد جام رحمۃ اللہ علیہ

جلوہ گر بر تختِ دل سلطان ماست | برجِ خورشید این دلِ ویرانِ ماست
داغہا در سینۂ سوزانِ ماست | مُہر مہرِ دلبراں بر جانِ ماست

جانِ ما در حضرتِ جانانِ ماست

ای دلِ محزون و جانِ دردمند | چند اندیشی ز دہر پُر گزند

	مردگانِ کہنہ یعنی عاشق و مجنوں شدہ	
	ایضاً منہ رحمۃ اللہ علیہ ۶۸۶	

چوں پری از پردہائے غیب خود بیروں شدہ — عکسِ خود در آئینہ دید و براں مفتوں شدہ
ای عجب سرّی کہ لیلیٰ عاشقِ مجنوں شدہ — تا چہ عشق است آں صنم را با دلِ پرخوں شدہ

ہر زماں گوید کہ چونست ای دلِ بیچوں شدہ

عشق محوِ دلبر آمد حسن محوِ دلبری ست — درمیانِ ایں دو گوہر اتحادِ معنوی ست
ہمچو مغناطیس و آہن یکدگر را مشتری ست — تا منم عاشق برمن و او را ز من خود صبر نیست

عشقِ معشوقم ز حد از عشقِ من افزوں شدہ

اندریں آئینہ عشاق یارب عکس کیست — یار می خود جلوہ گر شد یا درو عکس پریست
حیرت اندر حیرتم کیں عشق را اسرار چیست — تا منم عاشق برمن و او را ز من خود صبر نیست

عشقِ معشوقم ز حد از عشقِ من افزوں شدہ

یادِ یارِ مہرباں جان مرا پرخوں کند — سیلِ اشک از دیدہ ام ریزد غم افزوں کند
ترسم از لیلیٰ کہ ایں سودا مرا مجنوں کند — ہر زماں او کف خود را از دلم بیروں نہد

"تا ز دست او خوں دلم جیحوں شدہ"

عشق معشوقم زحد از عشق من افزون شده

نے پرانہ دیدہ ہائے نائی آمدہ از خود تہی ست　　ہمچو مجنوں کاندرونش عکس لیلی منزویست

سایہ انکاری برین دیوانہ خود عاشق پریست　　نام عاشق بر من و اورا زمن خود صبر نیست

عشق معشوقم زحد از عشق من افزوں شده

نیز ہند زخمی بجاں تا درد من افزوں کند　　عشق را بگماشتہ کز غم دلم را خوں کند

خواہد آں لیلی مرا کز عشق خود مجنوں کند　　ہر زماں او کف خود را از دلم بیروں کند

تا زدستِ دستِ او خونِ دلم جیحوں شده

جلوه ہایش موسئی جاں مرا مفتوں کند　　وادیِ ایمنِ دلم را حسن آں بیچوں کند

طور روحم زیں طرب صد رقص چوں گردوں کند　　ہر زماں او کف خود را از دلم بیروں کند

تا زدستِ دستِ او خونِ دلم جیحوں شده

عقل اندر راهِ عشقش خیره گم کرده پا　　عشق را شد بانگِ بلبل سوئی گل مستی فزا

صوتِ خوش روی حسن بخشد طرب ہا روح را　　ذره ہا اندر ہوا و قطره ہا در بحر ہا

در دماغِ عاشقانش باده وافیوں شده

خاکِ راهِ مردِ حق شو تا ز انفاسِ خوشش　　زنده دل از عشق گردی تا ابد شادان و خوش

عقل را یکسو کن احمد وانگہی دیوانہ وش　　پیشِ شمس الدین تبریزی برو گر زحمتش

بجز رندی و قلاشی نباشد هیچ سامانم

چو پر شد از شعاع مهر حق آئینهٔ من | ازاں فرط تجلی شد یقین در روح او ضمن
بر آمد بی تحاشا این فغاں از جان آں سوختن | هو الاول هو الآخر هو الظاهر هو الباطن

بجز یا هو و یا من هو دگر چیزے نمیدانم

من از دهای نای هیچو نے بنگر همی نالم | از و داں آنچه می بینی تو از حال من و قالم
چو او مستی دهد ما را چه پرسی احمدا احوالم | الا یا شمس تبریزی چرا مستی درین عالم

بجز مستی و مدهوشی دگر چیزے نمی دانم

	دیگر	

ایضاً خمسهٔ غزل مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

شاہدِ لاہوت را چوں دردِ عشق افزوں شدہ | عاقبت آں گنج مخفی از دروں بیروں شدہ
دیدنِ خود خواست لیلیٰ طالبِ مجنوں شدہ | تا چہ عشق است آں صنم را با دلِ پُر خوں شدہ

ہر زماں گوید کہ چونی اے دلِ بیچوں شدہ

کشتگان عشق را روی صنم خونش نہ گیست | بہ شہیدان محبت سایہ گستر آں پری سیست
عشق محوِ حسن آمد حسن محوِ عاشقی ست | نام عاشق بر من و او راز من خود صبر نیست

عقل اندر بزم عشقت خوار نے تو قیر باد شاہ خوباں میر ما و عشق گیرا گیر باد

جان جاناں یار ما و بخت و دولت یار باد

ای ہمای حق فگن بر ما ظلالِ خویش را وی مسیح روی صرفم کن کمالِ خویش را

وقف احمد کن شہا یکدم وصالِ خویش را شمس تبریزی بما بنما جمالِ خویش را

جان ما اندر دئی تو پیوستہ بر خوردار ما

ایضاً

خمسہ بر غزل مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

ازاں روزیکہ عشقِ دوست جا کرد است در جانم خرابم بیخودم فارغ ز فکر دین و ایمانم

برفت از دل من و دینم بحالِ خویش حیرانم چہ تدبیر ای مسلماناں کہ من خود را نمیدانم

نہ ترسا و یہودی ام نہ گبرم نے مسلمانم

چو فانی عاشقِ بیدل بہ عشقِ جان جاں باشد شہودِ جلوہ دلبر بچشمِ او عیاں باشد

دل از فرطِ یقیں گوید کہ برتر از گماں باشد مکانم لامکاں باشد نشانم بے نشاں باشد

نہ تن باشد نہ جاں باشد کہ باشد جان جانانم

چو دل اندر بتاں بستم ز قیدِ این و آں رستم نہ یادم ہست از بالا نہ فکری ماند از پستم

ز مستی و خرابی شیشہای ننگ بشکستم ز جامِ عشق سرمستم دو عالم رفت از دستم

ان ما از بادہای مہر تو سرشار باد | فخر جملہ ساقیا بے ساغرت در کار باد

چشم تو مخمور باد و جان تو خمّار باد

ست و بیخود دل ز جام بادۂ دیدار باد | والہ حسن تو جان عاشقان زار باد

قل از مستئ عشقت بیسر و دستار باد | فخر جملہ ساقیا بے ساغرت در کار باد

چشم تو مخمور باد و جان تو خمّار باد

ز خمار چشم میگوں تو دل سرشار باد | بادۂ لعل تو جان خستگاراں یار باد

تنہ چشم خمار آلودہ ات بیدار باد | فخر جملہ ساقیا بے ساغرت در کار باد

چشم تو مخمور باد و جان تو خمّار باد

باں چو از خمخانہای عشق تو مینوش شد | ہوش و عقل از فرط مستی بیخود و مدہوش شد

شق ہمچوں خم بادہ جوش اندر جوش شد | ای نو شانوش سرمست ہوشہا بیہوش شد

دی ز جوشا جوش عشقت عقل بے دستار باد

ۂ عشقت ز دست ساقی جاں می چشیم | وز شراب بیخودی وجوش مستی بے ہشیم

ین غوغای عشق وہای وہوی او چشیم | سر کشیم و سر خوشیم و یکدگر را می کشیم

ای وجود ما ہمیشہ جا ذب اسرار باد

کار ہیر خوباں جان ما نخچیر باد | بہر سودای سر من زلف او زنجیر باد

بیا ساقی بدہ ساغر بدستم　　که من از ننگ و از ناموس رستم
بحسنِ روئے تو توبہ شکستم　　نہ تنہا من ازیں میخانہ مستم

ازیں می ہمچو من بسیار شد مست

ز مہرت عاشقاں از خود رہیدند　　ز مستی خرقہ ہستی دریدند
بجان جامِ محبت را خریدند　　ازیں می قطرۂ پاکاں چشیدند

جنیدؒ و شبلی و عطارؒ شد مست

ز جامِ عشق موسیٰؑ گشت مسرور　　ز صہبای محبت مست شد طور
ازیں بادہ شدہ یعقوبؑ مسرور　　ازیں می جرعۂ نوشید منصورؒ

انا الحق میزد و بردار شد مست

صلای دہ حریفاں را فرح خیز　　کہ آمد ساقیٔ جاں فتنہ انگیز
ز مستی جام احمدؒ کرد لبریز　　بروحِ پاک شمس الدین تبریز

کہ ملا بر سرِ بازار شد مست

ایضاً منہ رحمۃ اللہ علیہ

از خمار چشم مستت مست ہر ہشیار باد　　وز نی عشقت عقل رسوا بر سرِ بازار باد

بے جمالِ روح بخش او پریشاں ہمچو سیم | زخمیٔ تیغِ جفا از کوی جاناں ہمچو سیم
گل بسر داریم از گلزار می آئیم ما

دیگر تضمین

من بسودای غمش خوش سرو کاری دارم | وزنیٔ نرگسِ مخمور خمارے دارم
بہ تماشای رخش طرفہ بہاری دارم | قصرِ جنت چہ کنم کوچۂ یارے دارم
رخ ز دو رخ نکنم روی نگاری دارم

از سرِ وحشتِ جاں در غمِ آں ماہ لقا | مثلِ دیوانہ دواں ہر طرفے نے سر و پا
تا در آید بنظر آں رخ پر نور و ضیا | ہمچو مجنوں بہ تمنائے جمالِ لیلےٰ
روز و شب چشم سوی ناقہ سواری دارم

خمسہ بر غزل مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

چو موسےٰ روحم از دیدار شد مست | چو طور از عشق جانِ زار شد مست
روانم از مۓ اسرار شد مست | دلم از بادۂ خمار شد مست
تنم از صحبتِ دلدار شد مست

از حضورِ حضرتِ جاناں پریشاں میرسیم ‌‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ہمچو بلبل با ہزاراں آہ و افغاں میرسیم
خار اندر دیدہ وز صحنِ گلستاں میرسیم ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ زخمی تیغِ جفا از کوئی جاناں میرسیم
گل بسر داریم و از گلزار می آئیم ما

ایضاً خمسہ

از درِ دلبر بچشم زار می آئیم ما ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ شمع ساں گریاں ز بزمِ یار می آئیم ما
پُر خمار از خانۂ خمار می آئیم ما ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ دردمند از کوچۂ دلدار می آئیم ما
آہ کز دار الشفا بیمار مے آئیم ما

جورِ خوباں عاشقاں را بے دل و بے صبر ساخت ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ حبس اندر دوزخِ ہجراں مثالِ گبر ساخت
خوں چکاں چشمِ مرا آں شوخ ہمچوں ابر ساخت ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ عشقِ ما را عاقبت در کوئی او بے قدر ساخت
یار کم می خواند و بسیار می آئیم ما

غمزہ اش خونِ دلِ عشاق چوں ساطور ریخت ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ چشمِ مستش در دلم مستئ مئ انگور ریخت
صد طرب در جانِ من آں نرگسِ مخمور ریخت ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ در سرِ من عشق شورِ مستئ منصور ریخت
پائی کوباں تا بپائی دار می آئیم ما

خار خار از گلشن و گلزار ریحاں میرسیم ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ خوار و خستہ از درِ سلطان خوباں میرسیم

ہمچو بلبل از گلستاں نالہ می آئیم ما ۔

دفتر اسرار دیوانت کنم

خمسه بر غزل واقف

یاس اندر جان و چشم زار می آییم ما
خار اندر دیده و زگلزار مے آییم ما
ناامید از دولت دیدار می آییم ما
درد مند از کوچۂ دلدار مے آییم ما
آه کز دار الشفا بیمار مے آییم ما

عشق بهر من بعالم کوس بد نامی نواخت
لشکر حزن و الم بر ملک جان من بتافت
وای او ل عقل من رسوائیم را کے شناخت
عشق یارا عاقبت در کوی او بیقدر ساخت
یار کم می خواند و بسیار می آییم ما

آن تجلّی ها که یکسر پارہ ہا ر طور ریخت
شدّت تاب جمالش از دو چشم نور ریخت
جوشش عشق حقیقی رنگ رے و حور ریخت
در سر من عشق شوری مستی منصور ریخت
پای کوبان تا به پار دار مے آییم ما

آتشیں می بود کز دی پاره ہا ر طور ریخت
قطرۂ زاں باده در کام من مهجور ریخت
بود جوش عشق یا ساقی مئ انگور ریخت
در سر من عشق شوری مستی منصور ریخت
پای کوبان تا به پار دار مے آییم ما

جان و دل ای دوست قربانت کنم

جاں نثار راے راحتِ جانت کنم دل فدائے شاہِ خوبانت کنم
وقف ای مہ دین و ایمانت کنم آرزو دارم کہ مہمانت کنم

جان و دل ای دوست قربانت کنم

از خمِ عشقش دلا مئ نوش باش لب بہ بند و دیگ وش در جوش باش
در شرابِ بیخودی مدہوش باش ہین قرارت گم کن و خاموش باش

تا بخوانم عین قرآنت کنم

ایکہ تو بر جان و بر تن عاشقی گاہ بر گلہا و گلشن عاشقی
گاہ بر خوباں پُر فن عاشقی گر یقیں دانم کہ بر من عاشقی

از جمالِ خویش حیرانت کنم

عاشقِ جاں خویش و ہم عشقِ نگار راست ناید بہر یک کس این دو کار
عاشقی رو جاں بجاناں کن نثار گر تو ترکِ سر کنی مردانہ وار

ہمچو اسمعیلؑ قربانت کنم

احمدا تا چند پردے کو بگو سرِّ حق را از دلِ خاصاں بجو
نیستند ایشاں مگر آیاتِ ہو شمس تبریزی بمولانا بگو

گل لب رواریم از گلزار می آئیم ما

تضمین غزل مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دل ہدف پیکاں مژگانت کنم جاں نثارِ ترک چشمانت کنم
گر بیائی شکر احسانت کنم آرزو دارم کہ مہمانت کنم
جان و دل اے دوست قربانت کنم

سینہ طور از نورِ رخشانت کنم دل تجلی گاہِ لمعانت کنم
محو جانِ خویش درشانت کنم آرزو دارم کہ مہمانت کنم
جان و دل اے دوست قربانت کنم

قبلۂ اسرار و ایمانت کنم سجدۂ جاں سوئے ہرشانت کنم
کعبۂ دل عرش ایوانت کنم آرزو دارم کہ مہمانت کنم
جان و دل اے دوست قربانت کنم

سینہ مشرق نور و لمعات کنم دیدہ مضطر شیوۂ رشانت کنم
جلوہ کن تا فدا جانت کنم آرزو دارم کہ مہمانت کنم

خار اندر دیده و در صحنِ گلستاں می‌بریم — زخمیِ تیغِ جفا از کوئے جاناں می‌بریم

گل بسر داریم و از گلزار می آئیم ما

ایضاً خمسه

از درِ دلبر بچشم زار مے آئیم ما — شمع ساں گریاں ز بزمِ یار می آئیم ما

پر خمار از خانهٔ خمار مے آئیم ما — درد مند از کوچهٔ دلدار مے آئیم ما

آه کز دار الشفا بیمار مے آئیم ما

جورِ خوباں عاشقاں را نے دلِ بے صبر ساخت — حبس اندر دوزخِ ہجراں مثالِ گبر ساخت

خوں چکاں چشمِ مرا آں شوخ ہمچوں ابر ساخت — عشق ما را عاقبت در کوئ او بیقدر ساخت

یار کم می خواند و بسیار می آئیم ما

غمزه اش خونِ دلِ مشتاق چوں انگور ریخت — چشمِ مستش در عالمِ مستی مے انگور ریخت

عندلیبِ جانِ من آں نرگسِ مخمور ریخت — در سرِ من عشق شورِ مستیِ منصور ریخت

پائ کوباں تا بپائے دار می آئیم ما

خار خار از گلشن و گلزارِ ریحاں می‌بریم — خوار و خسته از درِ سلطانِ خوباں می‌بریم

بے جمالِ روح بخشش اه پریشاں می‌بریم — زخمیِ تیغِ جفا از کوئے جاناں می‌بریم

خمسه بر غزل واقف

یاس اندر جان و چشم زار می آییم ما | خار اندر دیده و ز گلزار مے آییم ما
ناامید از دولت دیدار مے آییم ما | دردمند از کوچهٔ دلدار مے آییم ما
آه کز دار الشفا بیمار مے آییم ما

عشق بهر من بعالم کوس بدنامی نواخت | لشکر حزن و الم بر ملک جان من بتاخت
وای اول عقل من سوی ایم را کی شناخت | عشق ما را عاقبت در کوی او بیقدر ساخت
یار کم می خواند و بسیار می آییم ما

ای تجلیها که یکسر پاره پاره طور ریخت | شدت تاب جمالش از دو چشم نور ریخت
جوشش عشق حقیقی رنگ رے و حور ریخت | در سر من عشق شوری مستی منصور ریخت
پای کوبان تا به پای دار مے آییم ما

آتشین مے بود کز وی پاره پاره طور ریخت | قطرهٔ زان باده در کام من مهجور ریخت
بود جوش عشق یا ساقی مئ انگور ریخت | در سر من عشق شوری مستی منصور ریخت
پای کوبان تا به پای دار مے آییم ما

از حضور حضرت جانان پریشان میرسیم | همچو بلبل با هزاران آه و افغان میرسیم

ای دلِ پرورد و جانِ بیقرار	گرچہ ہے تو عشق میں زار و نزار
اپنی ہستی اُس صنم پر کر نثار	گر تو ترکِ سر کنی مردانہ وار

ہمچو اسمٰعیل قربانت کنم

بڑھ گئی جب حد سے میری بیکلی	اُس مصیبت کو پھر اُن سے عرض کی
ہنس کے فرمایا کہ ہے خامی ابھی	گر یقیں دانم کہ بر من عاشقی

از جمالِ خویش حیرانت کنم

جب جنونِ عشق کی شورش ہوئی	اور دل میں بیقراری بڑھ گئی
اُس پریرو نے ہدایت مجھکو کی	گر یقیں دانم کہ بر من عاشقی

از جمالِ خویش حیرانت کنم

تجھکو ہے دعوا، عرفانی بعلم	حق شناسی اور خدادانی بعلم
زہد و تقویٰ قربِ احسانی بعلم	گر تو افلاطون و لقمانی بعلم

من بیک دیدار نادانت کنم

احمد اک تک پھرے گا کو بکو	ہما پناہ سایۂ خاصاں ہیں تو
ہیں خداوندانِ دلِ اسرار ہو	شمس تبریزی ہمو لاناً بگو

دفترِ اسرار دیوانت کنم

گفت خیر است درین وقت کرا میخواہی
گفتمش در بکشا گفت برو ہرزہ مگو
این نہ مسجد کہ بہر لحظہ درش بکشایند
این خرابات مغانست درو رنداں اند
ہرچہ از جملہ جہاں اند دریں جا حاضر
گر تو خواہی کہ سر صحبت ایشاں گیری

باعث آمدنت بر در ما ہر چہ بود
کاندریں وقت کسے بہر کسے در نکشود
کہ تو دیر آمدی واند صفت پیش آتشی سود
شاہد و شمع و شراب و سکر و نای و سرود
مومن و ارسی و گبر و نصارا و یہود
خاکپائی ہمہ شو تا کہ بیابی مقصود

خمسہ جات فارسی اُردو

خمسہ بر غزل مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

دل ہدف پیکان مژگانت کنم
جاں نثار ترک چشمانت کنم
گر بیائی شکر احسانت کنم
آرزو دارم کہ مہمانت کنم
جان و دل اے دوست قربانت کنم

سرّ حق کی ہی اگر تجھکو تلاش
رہروانِ عشق کا ہو خواجہ تاش
خود حقیقت کر رہی ہی راز فاش
ہیں قرأت کم کن و خاموش باش
تا بخوانم عین قرآنت کنم

چه بتو سپده ایدل که به عشق روی آن گل — شب و روز همچو بلبل بفغان و ناله های
همه دل بتست شیدا ز جمال تو نشانی — همه جلبت شور عشقت تو بگو کدام جای
تو چو روح بهر جا نها همه تن حیات جانی — بمثالِ نور دیده بدرون چشمهای
بزمین و آسمانها صنما ترا که یابد — چو شدی نهان میان همه این منی و مای
تو بقرب همچو جانی که ز دیدها نهانی — بمثالِ روح ای جان بحقیقت عین مای
نه اشارتے پذیری به عبارتے نه گنجی — تو ز چند و چون بری ز همین همان ورای
بمثالِ مهر تاباں که شده رواش نورش — پئے ستر سر ذاتی تو بخویش خود ردای

بمثالِ آئینه شو بجمالِ یار حیران
چه خوش است احمد از تو ز چنین چنان درای

۷۸۶

مکالمه حضرت نظامی گنجوی رحمة الله علیه

دوش رفتم بخرابات مرا راه نبود — میزدم ناله و فریاد و کس از من نشنود
یا نه بد هیچکس از باده فروشان بیدار — یا که من هیچکسم هیچکسم در نه کشود
پاسی از شب چو به شد بیشتر ک یا کمتر — رندی از غرفه برون کرد سر و رخ بنمود

باش خورشید رخش ای دل من ذره صفت
از نشاط و طرب رقص چو گردون داری

گر ندیدی رخ او برکه تو عاشق گشتی
در ندیدی تو بگو آه و فغان چون داری

جلوهٔ حسن ازل از رخ خوب تو عیانست
تو درین صورت چون معنی بیچون داری

آه بودی به ازل ای دل آزاد ز قید
تنگی نفس تو از کاف و هم از نون داری

احمد از بیخودی و حیرت گم گشتن خود
مسکن خویش ازین کون تو بیرون داری

ایضاً

چو گهی بحسن و خوبی بدو چشم من درآئی
ببری شکیب و صبرم بکمال دلربائی

چو نهان شوی ز چشمم غم و درد من فزائی
چو بدیده ام درآئی همه هوش من ربائی

ز جمال روح پرور چو نقاب برگشائی
همه تار طاقت من ببری بخوشنمائی

بهزار دلفریبی بکمال خوشنمائی
ز جمال خویش جانا ز دل من همی ربائی

به شمیم زلف مشکین اگر ای صبا صباحی
چو شعور کوی جانا بمشام من درآئی

ز برای عاشقان شد حرمت حریم کعبه
بجای خویش جانان که نموده دلربائی

بدرون نرگس خود دو هزار فتنه داری
که بسحر و افسون از دل خلق می ربائی

خود از پی عسل آرنده ها — ای بازه چرا فوباب گشتی
بودی تو باصل لوحِ ساده — اکنون رقمِ کتاب گشتی
خود قلزمِ بی کناره بودی — از وهم کنون حباب گشتی
از موج زنیِ بحرِ معنی — در صورتِ خود حباب گشتی
این قطره به بحر او چو بردی — میدان که تو بی حساب گشتی

از گرمیٔ و جوشش و مستیٔ عشق
احمدؔ چه خمِ شراب گشتی

زخمها در جگر و دیده پر خون داری — سیل اشک تو چو چشمهٔ جیحون داری
بهوای رخ آن غیرتِ لیلیٰ ای دل — سرِ سودای غم و شورشِ مجنون داری
در رهِ عشق ز رسوای و از ننگ مترس — گر بجان پیروی شبلیٔ ذوالنونؒ داری
از کفِ ساقیٔ مستان که فدا ایش جان باد — دوش می خوردی و مخموریش اکنون داری
بیکی جرعه سرم گم شده و هم دستار — باده آمیخته ساقی تو با فیون داری
بلبلِ جان مرا آه سوی ناله کشید — حسن و خوبی که تو در آن رخِ گلگون داری
بنگاهی تو بتا جمله جهان برهم شد — چشمِ مخمور چه پر سحر و پر افسون داری
پی شوریدگیِ عاشقِ دلداده خود — روی مانند گل و نرگس میگون داری

در آید ساقی و جانت کند مست — بچندی گردشِ ایام داری
تجلی روی او زلف استتارست — به عشقش نیک صبح و شام داری

به عشق ای جانِ احمدؐ مسکنِ خود
برون از کفر و از اسلام داری

ایضاً

ای دیده زغم پر آب گشتی — وز گریهٔ خون سحاب گشتی
از گرمیِ و تفِ آتشِ عشق — ای دل همه خون ناب گشتی
ای حسن شباب تا به شوخی — تو فتنهٔ شیخ و شاب گشتی
ای دل بفراقِ خوبرویان — از آتشِ غم کباب گشتی
چون چنگ خمیدهٔ ز غمها — وز نالهٔ دل رباب گشتی
هستی چو مقیم در خرابات — در عشق بتان خراب گشتی
خاک تو چو عشق داد بر باد — در شهر بوتراب گشتی
بر خوبیِ حسن آن پریزاد — ای زلف چه انقلاب گشتی
بر حسن و جمال مهر رویش — ای هستیِ من حجاب گشتی

دل خانهٔ دلبر شد او صاحب این خانه	جان آمده چون داری جانانه چو دریائی
از بهر یکی جامی در میکدهٔ وحدت	گردید گرو ما را هم خرقه و دستاری

از کفر وهم از ایمان بگسست دل احمدؐ
چون عشق ترا کرده محو رخ دلداری

ایضاً

می گلرنگ چون در جام داری	دلم ساقی چرا ناکام داری
به عشق خویش ای آرام جانها	دل عشاق بی آرام داری
بطراری زلف پر شکنها	هزاران دل اسیر دام داری
ز عشق خویش مجنون وش بشهر	تو ما را عاشق بدنام داری
از آن لبها مراد خویش جستن	بدان ای دل که طمع خام داری
به عشق آنچه ای جان محزون	دل پر درد و خون آشام داری
الا ای عشق تو آن شهسواری	که خنگ چرخ را رام داری
چو تو نبود دگر رندی جهان سوز	کجا پروای ننگ و نام داری
چو بلبل در چمن گلبانگ میزن	بدل چون عشق آن گلفام داری

برده دل من زبن من حسن بت عیاری — شد گردن ایمانم در حلقهٔ زناری
از شوخی و طراری عشق آمده عیاری — صد گردن چون صنعان دربسته بزناری
این عشق ز بد مستی چون باده درون خود — صد جوش بر آورده همچون خم خماری
از مستی عشق او بیخود شده صد عاقل — خرقه بگرو کرده در خانهٔ خماری
بر شمع رخ خوبش جان سوخته پروانه — چون گل بدل بلبل از عشق زد او خاری
از غایت بد مستی آن نرگس مخمورش — نگذاشته در مجلس یک عاقل و هشیاری
ای وای که افتاده جان من بیچاره — در دست تو چون شوخی خونریزی و خونخواری
از شوخی و طراری آن بت ز جمال خود — اندر حرم و مسجد نگذاشته دینداری
بر گرد سرای او بر خاک طپان حلقه — یک زخم خور غمزه یک کشتهٔ دیداری
زان نرگس مستانه مست آمده بر جانی — وز مستی و مخموری چشمش شده خماری
چون بلبل شوریده جان زد و بفغان آمد — تا شاخ گل رعنا دیدیم به گلزاری
سودای تو میدارد اندیشه ننگ از دل — در عشق تو هر شیدا از سوا سر بازاری
ای بت بخدا سنت شد آفت دین و دل — در عشق تو هر زاهد بسته است بزناری
از شورش عشق او صد عاشق دلداده — منصور نما بیخود آویخته بر داری
چون حسن رخ یوسف در هر طرفی او را — نقد دل و دین به کف پیداست خریداری

دلها همه سوی تو چون قبله نما گردان — چونت نکنم سجده چون کعبهٔ جا نهای
کی بی تو زیم ای جان گشتی چو حیات من — جز از تو نه بینم چون نور نظر مای
خورشید جمال تو چون تافته بر خوبان — بر خویش شده نازان این سایهٔ زیبای
هر روز بچشم من صد جلوه ز حسن آری — هر شب ز خیال من چو صبح بر دن آی
از دولت دیدارت بر خویش همی نازند — آئینه نمط پر شد از جلوه چو مینای
ز اندیشهٔ عشق تو خالی بنود یک دل — ای جان جهان نهان چون جان تو به تنهای
در سوز درون من چون عشق تو پنهانی — وز حال زبون من چون مهر تو پیدای
ای دولت بیدارم وی عمر وفادارم — بی روی تو بیمارم وقت ست که باز آی
بویش پی مشتاقان شد پیرهن یوسف — لعلش بروان بخشی اعجاز مسیحای

از جا و مکان او احمد نه نشان کس داد
این طرفه که نام او شد شاهد هر جای

ایضاً

با شوخ ستمگاری افتاده مرا کاری — خون جگرم خورده آن قاتل خونخواری
افتاده من بیدل در دست ستمگاری — با جان پر از دردی با خاطر افگاری

دلدادگان حسن نگاریم آه آه — وز درد عشق زار و نزاریم آه آه

حسرت زده ز درد غم عشق دلبریم — افتاده دور از رخ یاریم آه آه

صد زخم خورده ایم بجان از نگاه یار — در دست ترک مست شکاریم آه آه

رسوا و خوار از غم عشقیم کو بکو — وز هجر یار خسته و زاریم آه آه

از گلشن جمال دل افروز آن نگار — وامانده بفصل بهاریم آه آه

تیری دگر بزن بدل ما ز چشم خویش — از سینه تا که باز برآریم آه آه

یک لحظه بی جمال دلارای آن نگار — وز جان خویش صبر نداریم آه آه

ما از غم محبت آن جان عاشقان — در سوز درد لیل و نهاریم آه آه

از آفت جنون محبت که در سر است — رفته برون ز خواب و قراریم آه آه

مرجوم سنگ عشق چو منصور گشته ایم — وز درد هجر بر سر داریم آه آه

احمد بعشق غربت و کربت کشیده ایم
آواره ز شهر و دیاریم آه آه

ایضاً

ای زنده ز حسن تو آیین دل آرای — جان بنده سوی تو زان رو که تو مولای

جلوہ گر در سینہا و چشمہا　　باہزاران ناز ہست آں رشکِ ماہ

او چو جان ست نہاں ہمچوں بدن　　جملہ عالم چشم و او نورِ نگاہ

او مثال روح و خلق اعضائی او　　او چو سلطان ست ابداں چوں سپاہ

تا نہ پنداری خود مر شاہ را　　اندرون جان ہر فرد است راہ

نفس واحد بر ہزاراں شد محیط　　جملہ دلہا بند تختِ حکم شاہ

روح چوں سلطان محیط آمد بفر　　بر قلوب جملہ افرادِ سپاہ

نور روئی نیّرِ اعظم بہ بیں　　منبسط شد بر نجوم و نیز ماہ

گر تعدد بشکنی ز افرادِ خلق　　پس بہ یکتائیش یابی انتباہ

گر شمارِ حرف از فہمت رود　　لوح سادہ بنیشِ بے اشتباہ

براراد تہائے او احمدؐ بہ بیں
کارہا جاریست در ایں کارگاہ

ایضاً

ما والۂ جمال نگاریم آہ آہ　　شوریدۂ محبت یاریم آہ آہ

شیدائی حسن ماہ غداریم آہ آہ　　مجنونِ عشق و خستہ و خواریم آہ آہ

از بوی زلفت بدمست گشتم — سویم چو آورد باد سحرگاه
جانم برندی از عشق و مستی — از راه تقوی گردید گمراه
هستی عاشق در پیش جانان — جرم عظیم ست استغفرالله
پرسیدم ای جان جایت کجا گفت — در هستی کون داریم خرگاه
مطلق گرفته رنگ مقیّد — آمد منزّه در شان اشباه
روحے مجرد گرفته جسمے — در شکل بهرنگ آمد شهنشاه

احمد چه گویم از راز جانان
دانا بداند یا جان آگاه

ایضاً

از شان غمزه و تیر نگاه — کرد کار عاشقان چشمش تباه
عاشقان بهر تجلی جمال — همچو موسیٰ هر یکے دیدار خواه
از محبت خود جگرها آب شد — عشق خون کرده دل مردان راه
اشک چشمم راز دل را فاش کرد — شد دل بلبل سوز جانم دود آه
گل بخنده در چمن شادمان و خوش — حال بلبل در غم عشقش تباه

ما چو آئینہ بہ پیشِ رخِ تو حیرانیم | تو بصد جلوۂ و صد ناز رخ افروختۂ

بہ یکے غمزۂ جادو نظراں ای احمدؔ
دل و دین مذہب ملّت ہمہ بفروختۂ

ایضًا

دارم بہ تن آں یارِ دلخواہ | سوزی و دردی و دودی و صد آہ
در عشق جاناں جانم رود گر | لیکن نگردم از مہرِ آں ماہ
شاید کہ پائش افتد بچشمم | گردد سرِ من تا خاکِ آں راہ
بے جرم کشتہ دلدارِ ما را | زیں خون ناحق در خلق افواہ
از دردِ عشقت خوں می خورم من | رحمے بہ مسکین ای شاہ للّٰہ
گاہے نپرسی از حالِ زارم | با کہ بگوئیم زیں درد جانکاہ
دیدہ جمالش از خویش رفتم | آمد بہ پیشم چوں یار ناگاہ
ساقی مستانہ آمد در ایں حوالی | گردد خرد را تا قصہ کوتاہ
از عشقِ خوباں منعم چہ سازی | زیں دیو رہزن اعوذ باللہ
از فرطِ نشۂ صہبائے عشقش | عقلم ز مستی افتادہ در چاہ

جهدی که کرده بره عشق احمدا
صدشکر کن چو بر در جانان رسیده

ایضاً

ز آتش حسن چو گل چهره برافروختهٔ — همچو بلبل دل شیدای مرا سوختهٔ
فتنهٔ دین و دل من نگه ناز تو شد — چشم را کافری و سحر در آموختهٔ
ما دل شیفته در عشق تو بفروخته ایم — تو که صد خوبی و صد حسن براندوختهٔ
خرمن هستیم از برق جمال تو بسوخت — شعلهٔ بود که در جان من افروختهٔ
جلوه کردی که درون نظرم جز تو نماند — دیدهٔ احول ما باز نمط دوختهٔ
مثل منصور سر خود به بهای حسنش — ای دل شیفته یاد آر که بفروختهٔ
بتماشای جمالت دلم از دست برفت — آه زان حسن که زروی خود افروختهٔ
از که طرز ستم و شوخی و ناز و غمزه — از پی سوختن جان من آموختهٔ
ای پریرو بیکی جلوهٔ حسن رخ خویش — جان بیمار مرا طور نمط سوختهٔ
زهد و تقوی بربودی بنگاهی ز دلم — غمزه را ره زنی دین من آموختهٔ
آه ای درد محبت دل من خون کردی — آه ای عشق که تو جان مرا سوختهٔ

آتش زده عشقِ رخش اندر همه کالای تو

ایضاً

از چشمِ عاشقان بچه خلوت گزیده
در دیده ام بیا که مرا نورِ دیده

ما از جنونِ عشق گریبان دریده ایم
تو پردهٔ صبوریِ جانم دریده

منعم مکن ز عشقِ بتان زاهدا که تو
شاید جمالِ دلبرِ ما را ندیده

چون خویش زنده کن دلِ ما نیز ای صبا
بوی ز پیرهنِ بتِ ما گر شمیده

رخ را بمن نمودی و عقلم ربوده
سودائی صد جنون بسرِ من دمیده

از عشقِ تو نجات نباشد گهی مرا
مانند روح در رگِ جانم دویده

ای مرغِ قدسِ عشق ز یارم خبر بگو
زیرا که قرنها سوی بامش پریده

حسنی که بود راحتِ جان دولت کجا
از دردِ عشق جان بلب اندوی رسیده

اسرارِ نفخِ روح ز عشقت شناختم
تا مهرِ خود چو روح بجانم دمیده

از دل خیالِ روی ترا چون بدر کنم
همچون پری بخانهٔ جانم خزیده

مانندِ روحِ عشق و با صورتِ جمال
ای نازنین بگلشنِ دلها چمیده

در آدم آنچنانکه پری میشود نهان
در هستیِ دو کون تو خلوت گزیده

جانها به عشقت واله و دلها همه شیدای تو　کس نیست در خوبی و حسن ای ماه من همتای تو
خلقی به عشقت مبتلا جانها ز غم اندر بلا　در هر دلی غوغای تو در هر سری سودای تو
پیش جمالت قدسیان حیرت زده آئینه سان　جان پروان عاشقان خاک اندر زیر پای تو
حسنت حیات عاشقان مهرت روان بیدلان　اندر دل ما خانه ات در دیده ها شد جای تو
مانند مجنون عشق تو عقلم ربوده هوش من　رسوا بکرده کو بکو عشاق را سودای تو
چشم خمار آلوده ات خمخانهٔ مستی شده　تا گشت جان عاشقان مخمور زان صهبای تو
از نازهای جان جهان بر تارک دل میروی　پامال جان عاشقان کرده قد رعنای تو
در عشق تو ای جان من آشفته و سرگشته ام　بربوده آرام دلم ای مه رخ زیبای تو
مانند مجنون بیخود و حیران شده در عشق تو　تا این فلاطون خرد گم گشته در صحرای تو
مدهوش شد هر عقل و دل از بادهٔ دیدار تو　جانها حیاتی یافته از حسن روح افزای تو
ای دل به عشقش سوختی اندوه ها اندوختی　هر شب رود سوی فلک این ناله و هیهای تو
هر عاشقی گم گشته دل یک گوهری از کان تست　هر رهروی جان باخته باشد در یکتای تو
از فتنه های چشم تو عالم همه برهم شده　پر سحر و افسون آمده آن نرگس شهلای تو
خورشید و ماه و مشتری در طوف گرد خانه ات　زهره بجان تا نی خرد از قبهٔ مینای تو

احمد دل تو سوخته از شعلهای حسن او

شعلهٔ زد بجانِ من برقِ جمال و حسنِ او ‏ ‏ سوخته هستیم چناں تا که نماند تارِ مو

وحشتِ جانِ من چو قیس شهرهٔ شهر گشته است ‏ ‏ شورِ جنونِ عشقِ من هر طرفی ست کو بکو

عشقِ تو از دلم ربود خواب و خور و شکیبِ من ‏ ‏ خوار و زبون گشته ام از پئے آں رخِ نکو

نکهتِ زلفت ای پری مست بکرده جانِ من ‏ ‏ سلسلهٔ جنونِ من کاکلِ تست مشکبو

بستهٔ دامت ای صنم از درِ تو کجا رود ‏ ‏ طرهٔ مشک سای تو چوں رسنی ست در گلو

سیلِ سرشک دیده ام جوش زده ز جان و دل ‏ ‏ آب ز چشمِ من رواں شد ز غمِ تو ہمچو جو

از سرِ کبر زاهدا طعنه مزن بر عاشقاں ‏ ‏ چونکه ندیدهٔ رخش نیست ترا خبر ازو

نعرهٔ هائے و هوئ من تا بفلک رسیده بود ‏ ‏ آمده حیرتم به پیش گفت مرا که انصتو

نے رخِ خوبت ای صنم در دلِ من قرار نے ‏ ‏ برد شکیب و صبرِ من حسن و جمالِ ماه رو

نالهٔ من ببیں ز من اینکه جهد ازیں دهن ‏ ‏ هست پری رخے نهاں زیرِ جنونِ هائے هو

یار ترا ز غم رهاند سوئے خودت ترا بخواند ‏ ‏ بر کرم و عنایتش اے دلِ خسته شکر گو

خلق تعلقت بود صورتِ علم و وهمِ تو ‏ ‏ اینکه بحبس در آیدت هست تمام سرِّ هو

مهر بنه بریں دهن بند بکن در سخن
باش خموش احمدا ختم بساز گفتگو

ایضاً

عشق تو ای حیاتِ جاں مذہب ملت و من است
قبلۂ ماست روئے تو کعبۂ ماست کوئے تو

مست و خراب جانم از نرگسِ پر خمار تست
دام دلست بہرِ ما طرۂ مشک بوئے تو

سجدۂ زاہداں ہمہ ہست بسوئے سنگ و خشت
سجدۂ عاشقاں بود سوئے جمالِ روئے تو

گر سحری در آورد بوی تو سوئے من صبا
از سرِ شوق و طیب وصل جاں بدہم بہوئے تو

شورِ جنون عشق ما فتنۂ حسن روئے تست
ہمچو پریست از لبم نالہ و ہائے و ہوئے تو

قبلۂ جان ہر یکے چونکہ جمالِ روئے تست
مومن و گبر را ازیں سجدہ جا نشست سوئے تو

تافتہ مہر حسن تو چوں بدرونِ جان من
آئینہ ساں بحیرتم پیش جمالِ روئے تو

ایں دلِ ناشکیب من گشتہ زبون و خوار عشق
آہ و فغاں ہمی کنم بہرِ رخ نکوئے تو

شوقِ جمالِ پاک تو در تنِ من مثالِ روح
ہست بسانِ جانِ نہاں در دلم آرزوئے تو

از چہ پسند میکنی ای مہ من ہلاک من
سوختہ جانِ عاشقاں سنگدلی و خوئے تو

اینکہ ہجومِ عاشقاں بر در تست ساقیا
بادہ بیخودیست چوں در خم و در سبوئے تو

گرچہ ز شعلہای عشق احمد دل شدہ بسوخت
لیکہ ز جانش کم نشد شوق تو جستجوئے تو

ایضاً

کاکلِ مشکیں شده زنجیرِ دل — بسته جانم حلقهائے دامِ تو
روح وجانِ عاشقاں بادا فدا — بر جمالِ پاکِ خوشش فرجامِ تو
بهرِ من از صد ثنا خوشتر بود — از رهِ نازه اے صنم دشنامِ تو
آرزو دارم ببوییت جاں دهم — سویم آرد گر صبا پیغامِ تو
کے نظر آرد بسوئے حورِ جناں — عاشقِ دلدادهٔ ناکامِ تو
قدسیاں اندر رکابِ تو دواں — از مکاں تا لامکاں یکگامِ تو
از نیاز وصدق دایم مهر ومه — طوف می آرند گردِ بامِ تو
توسنِ چرخ است گرتند وحرون — لیکه دایم هست جاناں رامِ تو
تا قیامت بر نگردد هوشیار — هرکه خورده جرعه از جامِ تو
دائما از خرقهٔ زهدِ ریا — ننگ دارد عاشقِ بدنامِ تو

گشته احمد چناں رسوائے عشق
گم شده تا جمله ننگ ونامِ تو

ایضاً

اکنت جاں بیدلاں هست جمالِ روئے تو — بهرِ جنونِ عاشقاں سلسله الست موئے تو

اشق دلدادۂ ہیچ نہ ترسد بجاں ۔۔۔ سر بکف آوردہ ام تیغ و سرِ دار کو
یشِ تو استادہ ام تیر بزن غمزہ را ۔۔۔ خون دلم جوش زد دیدۂ خونخوار کو
اشق دلدادہ ام فارغ و آزادہ ام ۔۔۔ سینہ سپر کردہ ام غمزۂ دلدار کو
ین دلِ سرگشتہ ام طائرِ بے آشیانست ۔۔۔ تا کہ نشیمن کند کاکلِ خمدار کو
شتہ دلِ من ملول زین ہمہ زہد ریا ۔۔۔ آں بتِ عیارہ کو حلقۂ زنار کو
سرتِ ساقی دمی پشتِ دلِ من شکست ۔۔۔ خوار و خرابم کنوں خانۂ خمار کو
عوئ زہد و صفا ہیچ بکن زاہدا ۔۔۔ روشنئ دل کجا جانِ پر انوار کو
وسئ جاں آمدہ بر سرِ میقات شوق ۔۔۔ جلوۂ دلدار کو وعدۂ دیدار کو
اقئ روز ازل آنچہ ز صہبا بداد ۔۔۔ جان ہمہ مست شد یک دلِ ہشیار کو

از رہ سمع و بصر و ز دل و جان احمدا
جوش زند سرِّ حق محرمِ اسرار کو

ایضاً

سد خونم عشق خوں آشام تو ۔۔۔ بُرد آرامم رخِ گلفامِ تو
زو دارد دلِ شیدائے من ۔۔۔ تا دہم جان اے صنم برنامِ تو

قدسیاں شیدا شده بر روئے تو — شیفته روحانیاں بر بوئے تو
کارسازانِ قضا بر بسته اند — هستیٔ عالم بتارِ موئے تو
از ازل بر جملهٔ ارواح و قلوب — منبسط گردید مهرِ روئے تو
از سرائرِ روحِ قدسی آمده — اندریں عالم بجست و جوئے تو
مضطرب گشته بسدره جبرئیل — در مشامش چوں رسیده بوئے تو
بر درت عشاق محو و بیخود اند — بهر ایشاں لامکاں شد کوئے تو
هستیٔ عالم توئی ای ترک مست — هستیٔ وهمی با هندوئے تو
دل شده در دامِ زلفِ تو اسیر — شد کمندِ جان خمِ گیسوئے تو

احمدؐ از جاں تشنهٔ دیدارِ تست — هست آبِ زندگی در جوئے تو

ایضاً

آتشِ هجرم بسوخت شربتِ دیدار کو — آنکه شکیبم ربود آں بتِ عیار کو
مست جنونم کنوں از سرِ سودائے عشق — کاکلِ دلدار کو سلسلهٔ یار کو
جان و دلم سوخته آنکه بنازد جمال — شعلهٔ حسنش کجا آتشِ رخسار کو

ز ہجرش تا ابد سوزے بماندی وز آن آزین وال

ایضاً

ای جمالِ تست نورِ چشمِ من — مہرِ تو آمد چو جان اندر بدن

چونکہ تو جانی نہ بیند کس ترا — زین ہمی آئی درونِ چشمِ من

لامکاں جوینده کے یابد ترا — زانکہ تو پنہاں شدی در ما و من

رونقِ گلہا و عشقِ بلبلے — جلوہ گر ہمچوں بہار اندر چمن

ہم توئی گلگونۂ حسنِ بتاں — ہم درِ عشاق باشی نعرہ زن

حسنِ شمع از جمالت تابشے — از تو در پروانہ ذوقِ سوختن

گل ز حسنت جلوہ وز دیدہ است — خوبئ چیدہ ز تو برگِ سخن

ای جمالت نورِ چشمے عاشقاں — ہمچو شمعے رونقِ ہر انجمن

ہمچو بلبل جان احمدؔ سوختی
زاتشِ عشقت ای گلِ خندانِ من

ایضاً

بجز از اصلِ هستی هم مآلِ خویشتن

ایضاً

ز دستِ جامِ میِ گلرنگ داده ساقیِ ستایل — بگشتم مست از وی تا نمانده هوشِ من با جان

ز مستی‌هایِ او عقلم برفت و نیز هوشِ من — زده صد جوش همچون باده آن می در خمِ این جان

برون از خویش رفتم آنچنان از جوشِ آن باده — که تا علمم نمانده از خود و از کفر و از ایمان

از آن باده که خورده در ازل این آدمِ خاکی — که زو جن و ملک هستند اندر سرِّ او حیران

بزورِ باده‌اش بارِ امانت را شده حامل — ملکِ ارض و سما کز وی همه ترسنده و لرزان

بدین رفعت بدین وسعت که دارد او بذاتِ خود — نه چون از رشکِ او در جان چو خارے خورد شیطان

وجودِ او عجب مجموعهٔ ملکوت و ملک آمد — دو عالم جمع گشته در نهادِ حضرتِ انسان

هزاران موج بر خیزد ز فکر و از تلفظ ها — سرے مو نہ گم گردد عجب بحریست بے پایان

ببین تا اینهمه اسمارِ اشیا اندرو گنجد — خزینه بے نهایت هست ویرا اندرونِ جان

تناهای که گفتم خود برای اهلِ قرب آمد — نه از بهرِ کسے چون خر شده زخمی تنِ پالان

هر آن جاہی که مانده خوار و در دل اندر هوئے خود — درین عالم در آن عالم بسے حسرت خورد بر جان

اگر احمدؔ دلِ تو نارسیده تا بوصلِ او

مبدۂ عالم بود حق ہم معاد　　اسم تعبیر یست این جان و جہان

بہر ہر اسمی مسمے ذات اوست　　ہست در ہر صورتے او را نشان

او چو قلزم ہست و ما ہمچوں حباب

جملہ عالم احمدؔ ایک موج داں

ایضاً

خواست تا ظاہر کند آں شہ کمالِ خویشتن　　آمد و نقشے کشیدہ بر مثالِ خویشتن

ذات آدم را برائی خود یکے آئینہ ساخت　　تا بہ بیند اندرو حسن و جمالِ خویشتن

آنچنانکہ جانِ آدم باہمہ صنعِ عجیب　　شکل ہا پیدا کند اندر خیالِ خویشتن

آں جمالِ کو نہاں بودہ ز چشمِ خویش ہم　　گشت پیدا باہمہ جاہ و جلالِ خویشتن

آدمی زادہ ز حالِ خویش غافل بودہ است　　مبدۂ خود کے شناسد ہم مآلِ خویشتن

ہر کسے بر عادتِ خود این جہان و آنجہاں　　کامرانی می کند حسبِ خصالِ خویشتن

ہرچہ آید پیش تو از خوب و زشت و نیک و بد　　خوبیٔ خود خواں مراو را ہم نکالِ خویشتن

بیخبر ہر دل ز فکرِ ماضی و مستقبل است　　روز و شب مصروف میماند بحالِ خویشتن

بنگ و افیوں خوردۂ احمدؔ کہ تا ہوشت نماند

هست تجلّیٔ ذات این همه اسم وصفات　　غیر ندارد وجود عاشق وجاناں ہمول

آنکه بیک غمزهٔ برده دلت احمدا
هست بباغِ شهود سرو خراماں ہمول

ایضاً

دل ربوده حسن روئے دلبراں　　مانده در تن وائی این جانِ طپاں
هست جنبش وقتِ هر ناتواں　　واں لبِ لعلش حیاتِ عاشقاں
ما همه جسمیم او روحِ رواں　　هست جانِ ما تن و او جانِ جاں
ظاهرت پابند در خرگاهِ تن　　سایه آمد روح تو در لامکاں
باطنِ تو هست دریائے محیط　　گوهرِ ذاتِ ترا حق ست کاں
آنکه گنجانید قلزم را بخویش　　شرح آں قطره که آید در بیاں
چوں بخواب خوش درآئی ساعتی　　تو درونِ خویش بینی یک جہاں
مثلِ این عالم تمامی کائنات　　بینش درخویش بیشک و گماں
اندرونِ ذره پنہاں آفتاب　　شد سلیماں در پسِ مورے نہاں
از ہوا محتاج اشیا آمدی　　تا نه پیدا هست در تو آں نشاں

بهر تو همچو احمدیم دور فتاده از وطن
نیست درین دیار کس غیر تو آشنای من

ایضاً

رنگ رخ دلبراں رونق خوباں ہموں — دود دل عاشقاں سینه سوزاں ہموں
باعث آرام جاں مرہم زخم نہاں — بهر مریضان عشق آمده درماں ہموں
ز آتش حسن بتاں ہستی عشاق سوخت — سوزش پروانه و شمع شبستاں ہموں
در دل بلبل ہموں صورت عشق آمده — زینت روی گلاں زیب گلستاں ہموں
نور نظر آمده دیده یعقوبؑ را — جلوه حسن رخ یوسف کنعاں ہموں
جلوه به لیلی بکرد صبر ز مجنوں ربود — شورش و سودای قیس جان پریشاں ہموں
آه دل بیدلاں آتش سوز نہاں — چهره چوں زعفراں دیده گریاں ہموں
جلوه بهر رنگ او شاهد بیرنگ او — عاشق گم گشته دل دیده حیراں ہموں
در رخ خوباں بناز چهره برافروخته — در لب عشاق باز ناله و افغاں ہموں
در خم جان و دلم جوش زده همچو مے — ساقی مهرو ہموں نعره مستاں ہموں
هر جهتی را گرفت بر همه گشته محیط — ظاهر و پیدا ہموں باطن و پنہاں ہموں

با همه حسن و دلبری آن بت مه لقای من — ناز و کرشمه هر زمان میکند از برای من

ز آتش عشق سوختم ای مه خوش لقای من — حسن و جمال خویش را جلوه بده برای من

گاه دلم بسوز داد ز آتش حسن روی خویش — گاه فزون کند ز لب عمر من و بقای من

مرگ و حیات جان من در لب لعل آن پریست — هست جمال روی او درد من و دوای من

در سر پرجنون من غیرت و فکر ننگ نے — آتش عشق سوخته شرم من و حیای من

از پی دفع ظلمت هجر تو ای شبان غم — هست خیال روی تو شمع من و ضیای من

بر همه جور و بر وفا راضیم ای حیات جان — هر چه بود رضای تو هست همان رضای من

گفتمش ای حیات جان ده خبرم بر از خود — گفت بناز در وجود نیست کسی ورای من

عشق بگفت بهر جان عرش مراست آشیان — برتر ازین جهان بود سیر من و فضای من

طائر قدس نام من عرش بود مقام من — بهر تفرج آمدم حسن بود سرای من

حسن و جمال دلبران مرآة خویش ساختم — گشت عیان در آئینه ذات من و لقای من

شعلهٔ طور آمدم جلوهٔ نور آمدم — رونق روی دلبران نیست بجز بهای من

ذات نیست بی نشان برترم از جهان و جان — غیر ز آب و آتش ست آب من و هوای من

ساکن ملک لامکان طائر قدس آشیان — برترم از همه جهت بیجهتی ست جای من

نے من و تو در آمده یا بیابی منی توی — عین منی ماست او هم منیش ورای من

از غم و دردِ عشق تو ناله چو بلبلاں کنم — بی رخِ خوب گل دشت گشته خزاں بهارِ من
ای دلِ پر غم و الم خود تو بگو که چوں کنم — بر لبِ من رسیده جاں ماند آں نگارِ من
تا ز سنانِ غمزه اش زخم بزخم خورده ام — طاقتِ ضبط تا کجا وای دلِ فگارِ من
زار و نزار گشته ام از غمِ عشقت ای صنم — چوں نکنی ترحمی بر من و حالِ زارِ من
در نگری بچشم خود آتش دودِ سینه ام — گر تو گہے گذر کنی بر لحد و مزارِ من
خاک رہت بگشته ام از پئے آنکه یکدمی — گر قدمی نہی بر آں بوسه دهد غبارِ من
عاشق و رند و می کشم مست و خراب زاهدا — زهد و ورع گہے مجوز این دلِ باده خوارِ من
ز آتش عشق و شعله اش سوخته ام چنانکه تا — غیرتِ لاله زار شد سینهٔ داغدارِ من
بر رخِ خویش دلبراں داغِ غلامیش زده — رشکِ پری رخاں بود حسن و جمالِ یارِ من
هر دم و لحظه نو بنو خود ز درون و از بروں — ناز و کرشمه می کند بهرِ من آں نگارِ من
جانِ مرا همی کشد هر طرفے که خواهد او — در کفِ خویش داشته چوں شتراں مهارِ من
چونکه بمیلِ جانِ خود آفتِ عشق میخرم — آمده از برای من جبرِ من اختیارِ من

چشم براهم احمدؔ تا که در آید آں نگار
ورنه نشد دلے گہے زحمتِ انتظارِ من

ایضاً

خونم بخوردی کشتی به غمزه	تا چند این جور اے نامسلمان
ساقی بباده جانم رها کن	از بند عقل و طبع پریشان
مستم خیال کن تا من بدانم	تا کیست خندان تا کیست گریان
در روز اول ما را بدادند	رندی و مستی و این عشقِ خوبان
ساقی مستان مستش ببارد	زاهد چو آید در بزم رندان
جانم رهیده از زهد و تقویٰ	دیدم چو چشم ساقیِ مستان
جانم به رندی بیزار گشته	از ننگ هستی و از خودپرستان

احمدؒ چه گویم شرح جمالش
عالم چو جسم است او هست چون جان

ایضاً

آمده جامِ مے بکف ساقی گلعذار من	تا ز شرابِ نابِ خود در شکند خمار من
گلشنِ من جمالِ تو حسن تو نوبهارِ من	شد لبِ لال نوشِ تو بادهٔ خوشگوار من
ز آتشِ عشق سوختم تا بکجا فغان کنم	راحتِ جان هر آنکه بود در پرده همون قرار من
بهر رخِ رشکِ ماه تو سیل ز خون روان شده	صبر نمی کند دمی دیدهٔ اشکبار من

بہ عشق تو دلِ عشاق ہست خوار و خراب
فغان و نالہ و زاری بیدلاں را ہیں

ازاں غمی کہ بہ عشقِ تو ہست در دلِ من
چو ابر گریہ ایں چشم خوں فشاں را بیں

بہ عشق تو شب و روز است جاں بسوز و گداز
بسینہ دست بنہ ایں دلِ طپاں را بیں

طپاں بخاک و بخوں گرد کوئی تو خلقے
بیا و خواری عشاقِ نیم جاں را بیں

ز دستِ ساقی مہرو بگیر جامِ شراب
بر آر نعرہ ز دل حسنِ دلبراں را بیں

از انہا جمال کہ جانہا ہمہ فدائی وبند
نشان حسنِ جہاں سوز بے نشاں را بیں

بعشق یار اگر یکدمے شوی بیخود
تو در مکان دلِ خویش لامکاں را بیں

فقط توئی نہ دریں حزن مبتلا احمدؔ
بیا و درد و غم و سوز عاشقاں را بیں

ایضاً

جانم برفتہ در عشق جاناں
تن ماندہ تنہا بے روح و بیجاں

شام و سحر گاہ در عشق آں گل
مانند بلبل داریم افغاں

ایں اشک چشم وین آہ سردم
تا فاش کردہ اسرار جاناں

تا کے بنالم کیں بت بشوخی
ہم دل ببردہ دزدیدہ ایماں

شد از عشق نے پردہ رازِ حقیقت | چو بر خاست از جانش این شور و فغاں

کسے حسن را غیر صورت نہ بیند
ازیں بینم احمدؔ رخ دلستاناں

ایضاً

بیا جمالِ دل افروز دلستاں را بیں | بنا ز میرود آں جانِ عاشقاں را بیں
بعشق روی تو در گلشن ای گلِ خنداں | فغان و نالہ پُر درد بلبلاں را بیں
سہی قدی کہ شدم پیر در غمِ عشقش | بسوے باغ بیا حسن آں جواں را بیں
بیا بمجلسِ رنداں ز زہد توبہ بکن | شرابِ عشق کش و جلوہ بتاں را بیں
ز غمزہ تیر زدی در دلم چناں ای ترک | ز خونِ دیدہ من زخم ہای جان را بیں
بیک نگاہ دو صد زخم می زند بر جاں | لبا ز سینہ سپر تیرِ بے کماں را بیں
نہ سر بماند و نہ دستار ساقیا در بزم | ز بادہ تو چہ شد حالِ میکشاں را بیں
بکوی تست رواں خونِ عاشقاں چو سیل | بیا و حالِ شہیدان و کشتگاں را بیں
پری رخی کہ دلِ خلق پائمال بکرد | تو کج ادائی و شوخی و ناز آں را بیں
ازاں شراب کہ دادی بعاشقاں ساقی | فتادہ اند ز خود رفتہ بیخود آں را بیں

بهر دل گم شده آمده عقش دلیل — وز پئے عشاق خویش آمده برهان همول

مست کن عاشقان نرگس مخمور اوست — تیر زند در دل از غمزهٔ خوبان همول

دشمن زهد و ورع خرقه در زاهدان — رونق حسن بتان غارت ایمان همول

قوت روح و روان نور دل انس و جان — هستی هر دو جهان ظاهر و پنهان همول

آنکه دلت سوخته ز آتش رخسار خویش — احمدؐ محزون نگر جلوه گر است آں همول

ایضاً

پیش رخش ام چو آئینه حیران — چو مهرست خیره از دیدهٔ جان

ربوده دلم شوخی حسن خوبان — جمالش زده شعله در خرمن جان

ز بیتابی عشق پرده دریده — شده فاش از وی همه راز جانان

مدد در پئے خانه مهمان طلب کن — درین خانهٔ جسم حسن ست مهمان

کسے مهر را جز بآب نه بیند — ز برق رخش خرمن جانست سوزان

نه بیند کسے روح را غیر از تن — جسد گشته پیدا و جان گشته پنهان

درون مکان شد نهان لامکانے — وجوب آمده روح و شد جسم امکان

بشکن بباده پند ارتقوی — از جانِ زاہد ساقی مستاں
درعشق بازی و شاہد پرستی — رسوا شدم من چوں شیخ صنعاں
جامِ برندی و در عشق بازی — از زہد برگشتہ بشکستہ پیماں

در روزِ میثاق احمدؔ بدادند
صد وردِ مارا ایں عشقِ خوباں

ایضاً

بردہ قرار و شکیب از دل و از جاں ہموں — دادہ بعشاقِ خویش نالہ و افغاں ہموں
جلوۂ حسنِ بتاں تابِ رُخِ مہوشاں — دودِ دلِ عاشقاں ہم دلِ بریاں ہموں
راحتِ روح و رواں قوتِ ہر ناتواں — روشنئ دیدہ ہا نورِ دل و جاں ہموں
دیدۂ مشتاق را نورِ جمالش بود — مقصدِ دلہاست او آرزوئے جاں ہموں
سجدہ گہِ عاشقاں طاقِ خمِ ابروش — قبلۂ جان و دل گبر و مسلماں ہموں
آنکہ دل و دیدہ را نور و سرور آمدہ — روح و روانم ہموں جانم و جاناں ہموں
نالۂ بلبل ازو خندہ زناں گل ازو — در چمن آمد بہار خوبیٔ بستاں ہموں
در خُمِ جاں جوش ازو دل ہمہ مدہوش ازو — جوششِ بادہ ہموں مستیٔ مستاں ہموں

ہمچو لالہ داغ ہا دارم بدل	در غمِ آں روی چوں برگِ سمن
دودِ آہِ من ز گورِ من نگر	آتشے دارم نہاں زیرِ کفن
سرِ یکتائیش جانم را رہاند	از لگدہا ؤ فکرِ ما ؤ من
گر نشینی بر سرِ گورم دمے	با تو گویم از زبانِ دل سخن

جان خود را کن فدا احمد حسین
بر جمالِ پاکِ آں روئے حسن

ایضاً

جانم بلب ہست از عشقِ خوباں	کس دردِ ما را کردہ نہ درماں
چوں چنگ پشتم از غم خمیدہ	پیرم بکردہ عشقِ جواناں
غارت بکردہ دین و دلِ من	ایماں ببردہ ہم نامسلماں
از دردِ عشقِ ایں گل عذاراں	ہستم چو بلبل با آہ و افغاں
رویش بدیدم چوں من نخردم	زیں سخت جانی ہستم پشیماں
آمد بہ پیشم با حسن و خوبی	بربودہ از من عقل و دل و جاں
ہستی چو نورِ چشم و دلِ من	جایت بادا در دیدہ و جاں

چوں ز دُرون و برون گشتہ بر ما محیط | پس چہ بشناسم بگو چیست تن و جانِ من
ای ز عدم تا وجود ویں ہمہ غیب و شہود | نیست بجز تو کسے ظاہر و پنہانِ من
نورِ قدم از یقین وہم حدوثم ببر | محو بکن از وجود ظلمتِ امکانِ من

احمدؔ شوریدہ سر بے رخِ تو در فغانست
بلبلِ خود را مسوز ای گلِ خندانِ من

ایضاً

ماہ روئے سرو قدی سیمتن | آہ از جانم برلود آرامِ من
آتشیں رخسار و آں رشکِ چمن | شعلہ زد از حسنِ خود در جانِ من
او چو جانست و دلِ من ہمچو تن | او چو روح ست و جہان ہمچوں بدن
از شمیمِ زلفِ آں جانِ جہاں | سر بجیب انداختہ مشکِ ختن
آہ خمار آلودہ چشمِ پُر ز سحر | گشت دینِ زاہداں را راہزن
ای جمالت راحتِ روحانیاں | تو بخوبی ہمچو شمعِ انجمن
نالۂ جانم ز عشقِ گلرخاں | ہست چوں گلبانگِ بلبل در چمن
پیشِ شمعِ حسن از پروانہ وش | جانِ من دارد شعارِ سوختن

با همه جاه و جلال آمده سلطانِ من
عشق بمط خیمه زد در دل و در جانِ من

نیست بایں کفر و دیں جانِ مرا هیچ کار
عشقِ تو شد دینِ من مهرِ تو ایمانِ من

زلفِ تو دامی فگند گشت دلِ من اسیر
کے رهد از دام تو جانِ پریشانِ من

عهد به بستم بسے عشق نه ورزم دگر
آه که چشمم شکست این همه پیمانِ من

باده بده ساقیا جاں ز غم آزاد کن
هستیٔ و همّیٔ من آمده زندانِ من

آتشِ جانِ مرا سرد بکن ز آبِ وصل
نے تو شد آتش کده سینهٔ سوزانِ من

جلوه بچشمم بکن ظلمتِ هجرم ببر
با رخِ چوں ماه شو شمعِ شبستانِ من

از همه جان و جهاں عشقِ تو ما را بس است
شورشِ مهرِ رخت آمده برهانِ من

ای ز گل روے تو بلبلِ جاں در فغاں
بی تو زند سر ز دل نالهٔ و افغانِ من

روے تو آرامِ دل وز لبِ تو کامِ دل
مونسِ من یادِ تو دردِ تو درمانِ من

راحتِ جاں روے تو مستِ دل از بوے تو
شد ز تو عشرت کده کلبهٔ احزانِ من

صبر بکن ناصحی یارِ تو آید ببر
چند کنی هائے و هوای دلِ نالانِ من

آه که در سینه ام عشقِ تو صد داغ داد
رشکِ گلستاں شده سینهٔ سوزانِ من

پیشِ رخ ماهچو مه آئینه ساں گم شدم
محوِ جمالِ تو شد دیدهٔ حیرانِ من

محوِ جمالت شدم هستیٔ من تو شدی
آنِ تو گردیده ام تو شدهٔ آنِ من

ایضاً

نالہائے دردِ و ایں ہیہائے من ۔۔۔ کے بخاطر آیدش ای وائے من
زآتشِ سودائی عشقش سوختم ۔۔۔ آہ زیں سوزِ من و سودائے من
روز وشب برپاست از شورِ جنوں ۔۔۔ ہمچو مجنوں کو بکو غوغائے من
از ازل خاکِ رہِ میخانہ ایم ۔۔۔ شد درِ پیرِ مغاں ماوائے من
میفروش آمد نگاہِ مستِ یار ۔۔۔ نرگسِ مخمورِ او صہبائے من
دیدۂ من خانۂ حسنِ تو باد ۔۔۔ جلوہ گاہِ تو دلِ شیدائے من
بے نشانم کرد عشقِ بے نشاں ۔۔۔ گشت بیجائی زجہتِ جائے من
گشت آں بیرنگ از نیرنگِ خویش ۔۔۔ با ہزاراں حسن عشق افزائے من
چوں پری آمد درونِ دل نشست ۔۔۔ ایں فغان اوست از لبہائے من
صبغت اللہ رنگ عشاقِ ولیست ۔۔۔ شد نشانش زردی سیمائے من

آہ احمدؒ جانِ مسکینِ مرا
سوخت عشقِ یار بے پروائے من

ایضاً

عشق آمد روح را روح الامین — مے برد تا عرش از قعر زمین
ای کنہیا راحتِ جانِ حزین — ساز لحنِ خویش با گوشم قرین
روح تا در غیب یابد صد طرب — تن ز مستی رقص آرد بر زمین
زندہ کن ارواح را چون نفخ صور — از سرِ الحانِ خود اے نازنین
مست کن شوریدگانِ عشق را — بشنو از روحانیاں صد آفرین
رنگ ہستی ریختہ صورت حسن — بر دلِ عشاق و ہم نورِ یقین
صوتِ خوش آئینۂ حسنِ حق است — تن چو مشکات و زجاجہ لحنِ بین
از عنایت شرحِ صدرِ عاشقاں — کرد فیضِ رحمۃ اللعالمین
ای جمالِ مطلق و نورِ شہود — خوش بیا در چشم جانِ من نشین
از طرب روحانیاں رقص آورند — مست گردد مہر و مہ چرخ و زمین
دیدہ خیرہ گردد از تابِ جمال — دل منور باشد از نورِ مبین
دور دارد حق ترا از چشم بد — دائما ایزد ترا بادا معین
جانِ من خاکِ رہِ عشاق باش — صحبتِ ناجنس دال بئس القرین

احمدؔ شوریدہ سر از سوزِ دل
نالہا میدارد و آہ و حنین

جملہ کالائی وجودم شرر عشق بسوخت — تا نہ گشتہ ہمہ نام و نشانم معدوم

روح گم گشتہ چو قطرہ بدرون دریا — عالمِ علم شدہ محوِ میانِ معلوم

جوش حسن است کہ در پردہ نگنجید جمال — شور عشق است کہ ظاہر شدہ سرّ مکتوم

آن جمالیکہ بصد پردہ نہان بود بخویش — بہمان نقش عیان گشتہ چو لوحِ مرقوم

فتنۂ حسن بود عاشقِ بیدل بدنام — جان بیچارہ شد از سنگِ ملامت مرجوم

خانہ روشن ہمہ از سوختنِ شمع بود — ہیچ گاہی نہ شدہ زین دلِ عاشق مرحوم

جان بجانان شدہ گم دل بجمالِ دلدار — غیر از جلوۂ معشوق نماندہ مفہوم

این من و مائی ماہست انائی و کیش — باشد از مہر ہمہ روشنئ ماہ و نجوم

ذات واحد کہ بیکتائی خود بود نہان — باہزار اسم و صفت گشتہ عیان و موہوم

از ازل تا بہ ابد عشق بقائے دارد — ذات حیٔ است بخود نیز صفاتش قیوم

از نہیبِ شہِ عشق از سرِ من عقل گریخت — لشکرِ شورشِ او چون بدلم کرد ہجوم

ساقی آید بیکے جرعہ خمارت شکند — احمدا از کرمِ او تو نباشی محروم

غزل

برندی و به میخواری و مستی
چو مستان بر در ساقی نشستم

به خلوت من حریفِ بزمِ یارم
درِ غیرت بروئے غیر بستم

بزورِ نیستی و بیخودیها
برون از چنبرِ ہستی بجستم

بیک ساعت ز ہستی وارہیدم
چو ساقی داد جامِ مے بدستم

مئ الفت مرا ساقی چنان داد
که تا من شیشهٔ توبه شکستم

رہائی نیست جانم را ز جانان
بزلفِ یار چون ماہی نشستم

من از زہدِ ریا آزاد گشته
چو رندان و چو مستان مے پرستم

ز من بردار دست امروز ناصح
دلم در عشقِ او رفته ز دستم

عجب سریست جانم را که تا من
برون از نیست و برتر ز ہستم

ہمیں امروز مستم از مے عشق
که من مخمور از روزِ الستم

به عشقِ ایں بتانِ ماه پیکر
چو احمدؔ از ملامت ها برستم

ایضاً

سایهٔ ہستیم از مہرِ رخش شد معدوم
گشت ثابت چو سرابی ست وجودم موہوم

جلوه ها کردند چوں در کسوتِ لیلای حسن ‏ ‏ ہمچو مجنوں از سرِ شورِ جنوں دیوانه ایم

عشق آمد بهرِ من صد کوسِ بدنامی نواخت ‏ ‏ در میانِ خلق اندر عاشقی افسانه ایم

دولتِ پیرِ مغاں بین تازه بین ہمتش ‏ ‏ مست عشقیم و بری از کعبه و بتخانه ایم

از خمِ عشقِ ما ساغری نوشیده ام ‏ ‏ پر خمار از چشمِ مست و غمزهٔ مستانه ایم

از عطای یک دو جامِ ساقیٔ باده فروش ‏ ‏ مست و فارغ از خیالِ خویش و ہم بیگانه ایم

از برای این بتانِ رہزنانِ عقل و دیں ‏ ‏ گاه در دیرِ مغاں گه ساکنِ بتخانه ایم

تن فتاده اندریں جا جاں مقیم کوی دوست ‏ ‏ در جوارِ دوست جا کردیم و ما اینجا نه ایم

دولتِ دنیا و دیں را عاشقاں کے طالبند ‏ ‏ ما گدایانِ جمالِ طلعتِ شاهانه ایم

فکر آرید ای حریفاں قوتِ عشق است این ‏ ‏ ما ز خود آتش زده اندر دکان و خانه ایم

جلوه گر گردید احمدؔ چونکه خورشیدِ جمال ‏ ‏ محو ہمچوں آئینه پیشِ رخِ جانانه ایم

ایضاً

چناں از باده‌های عشق مستم ‏ ‏ که من از ننگ و از ناموس رستم

چو مجنوں بهرِ سودا و جنونم ‏ ‏ به عشقِ آں پری دیوانه هستم

عمری گذشت تا بدر پیر می‌فروش — در آرزوی ساغر و پیمانه سوختیم

ساقی بیا که خرقهٔ سالوس خویش را — از بهر باده بر در میخانه سوختیم

این آتش فراق تو گلشن نشد مرا — همچون خلیل هستی و خود تا نه سوختیم

آن چشم پرخمار که بوده چو مست می — زد آتشی نه غمزهٔ مستانه سوختیم

در آتش محبت یار خلیل وش — بی باک ما نهادهٔ مردانه سوختیم

محو جمال و حسن دل آرای دلبریم — این قیل و قال و دفتر و افسانه سوختیم

مانند قیس شعله زده در دلم چو عشق — بود آن جنون که کاله و کاشانه سوختیم

در مجمر محبت و سحر پری رخان
احمد سپندوش دل دیوانه سوختیم

دیگر

در دو نوشیم و حریص ساغر و پیمانه ایم — ساقیا زان آرزو خاک در میخانه ایم

کشتهٔ ناز و ادا و شوخی ترکانه ایم — جان نثار غمزه‌ها نرگس مستانه ایم

ما ز سودای محبت واله و دیوانه ایم — سوخته از شعله‌های جلوهٔ جانانه ایم

انجمن [illegible] جلوه گاه شاهدان — هر کجا شمع دل افروز است ما پروانه ایم

عابد جانانه ام معبود من حسن وی ست
ساکن منزل ورای کعبه و بتخانه ام

نقشهای غیر لیلی جمله حک کرد ست عشق
با دل ساده چو مجنون ساکن ویرانه ام

آن تجلی های حسن دلبران مانند طور
با هزاران برق و شعله سوخته کاشانه ام

آه از جور بتان خوبرو کافر دلان
کز تطاول کرده ویران هم دکان و خانه ام

کار خود کن زاهدا در کفر و ایمانم مپرس
مشرب عشق ست و رندی عاشق دیوانه ام

خاک گردیدم سراپا ز آتش سودای عشق
سوخت شمع حسن جانان صورت ویرانه ام

عقل را پرسیدم از خواب این عالم بگفت
بر تماثیل جهان چون ابلهان شیدانه ام

در خرابات مغان با شاهدان رقصم خوش ست
تا برندی احمدا مشهور شد افسانه ام

دیگر

دل را بعشق دلبر مستانه سوختیم
جان ز آتش محبت جانانه سوختیم

در بزم عشق با دل پر درد بیقرار
بر شمع سوی یار چو پروانه سوختیم

زان آتش جهان که در سینه شعله زن
تا نقش سنگ کعبه و بتخانه سوختیم

مانند طور خرمن هستی خویش را
از شعله های جلوه جانانه سوختیم

در عشق تو گم گشته و بی نام و نشانیم
حیرت زده و بیخبر از جان و جهانیم

اسرار ازل چونکه بصد پرده نهان بود
عشق آمده غماز کزو ما بفغانیم

جانم بر بودی بیکی جلوهٔ مه من
تا آئینه سان پیش رخت گم شده جانیم

در عین الیقین آمده ما خانه گرفتیم
برتر ز خیالیم و ز وهمیم و گمانیم

ما را نتوان دید که در دیده نه آئیم
در هستی کونین چو جان گشته نهانیم

پیدائی و پنهائی ما عقل نداند
چون روح عیانیم و هم از چشم نهانیم

بی جسم نه جانیم نه عقلیم نه روحیم
هستیم عجب چیز که ما نیز ندانیم

هر آنچه که اندیشه کنی برتر از آنیم
ما هستی صرفیم و نه اینیم و نه آنیم

احمد ز سوی تن همه تشبیه و مثالیم
ور ز روح منزه ز مکانیم و زمانیم

دیگر

من ز سودای محبت واله و دیوانه ام
عاشق شوریده سر مهجور رخ جانانه ام

مستی من از نگاه چشم مست ساقی است
بندهٔ پیر مغان خاک در میخانه ام

من لقربانت شوم ای ساقی باده فروش
از شراب بیخودی لبریز کن پیمانه ام

من مستم و سرشارم رسوا سر بازارم
نے خرقه و دستارم عریان خراباتم

من آئینه یارم گنجینهٔ اسرارم
بحر گهر حقم من کان خراباتم

از نار و جناں جستم وز شک و یقین رستم
آیات حقیقت ام برهان خراباتم

من رندم و قلاشم سر حلقهٔ اوباشم
فارغ ز غم ساماں سامان خراباتم

می نوشم و می جوشم شد ننگ فراموشم
از صدر نشینان ایوان خراباتم

ویراکن هر مسجد آتش زن هر دیرم
کفرم پئے خود بینی ایمان خراباتم

در خواب خوشم ای دل از مستی عشق او
من هستی هر هستم عرفان خراباتم

از خرقه همی ترسم کز بوئ ریائ او
آلوده نگردد تا دامان خراباتم

من عاشق بدنامم شوریده و ناکامم
نے کافرم و نے مومن حیران خراباتم

من محو رخ یارم آشفتهٔ دیدارم
حیرت زدهٔ عشقم من شان خراباتم

در وسعت حیرانی هرچند بپریدم
لیکن بنظر نامد پایان خراباتم

احمدؔ بخراباتی من شهرهٔ هر شهرم
افسانهٔ رندی ام دستان خراباتم

ایضاً

ز مهرش از دلم بیرون رود تا جاں به تن دارم — نه زاں کے مهر امید وفای خویشتن دارم
بگلزار جهاں همیلم بسوئے هیچ گل نبود — بجاں خود چو قمری عشق سرو سیمتن دارم
تو باشی و نباشد جز تو در جان من محزوں — که بس وحشت ز پندار و خیال ما و من دارم
صبا زاں طرهٔ مشکیں نسیمی سوی من آور — که در جان آرزوی غیرت مشک ختن دارم
یقیں دارم که از مهر تو باشد گور من روشن — که عشق تو بسینه همچو شمع انجمن دارم
چو بلبل نالها دارم ز عشق آں گل خنداں — بسینه داغ هائے مهر آں رشک چمن دارم
دلم غمازی راز تو چوں منصور میخواهد — ولیکن مهر خاموشی بصد گون بر دهن دارم
اگر بینی رخش را من همچو مجنوں شوی ناصح — خموشم لیکه با این پندهای تو سخن دارم
گر آئی بر سر خاکم به بینی دود آه من — که از عشق تو من آتش نهاں زیر کفن دارم
قمیص یوسف مصری شده بویش برای من — که روشن دیدهٔ یعقوب جاں زاں پیرهن دارم

غریبم آمدم من احمدا از ملک بیرنگی
درین نیرنگ بیزارم بدل شوق وطن دارم

ایضاً

باشاهد و باساقی مهمان خراباتم — صد عیش طرب دارم سلطان خراباتم

اُفتادہ بروں ز اختیاریم

ایضاً

ما بادہ کشِ نرگسِ مخمورِ بتانیم
رنداں مست فتادہ بخرابات مغانیم

نقشے کہ کشیدیم ازاں ہیچ نہ گشتیم
در روز ازل آنچہ کہ بودیم ہمانیم

جز شاہد و می بادگرے کار نداریم
عہدیکہ بہ پیمانہ بہ بستیم برآنیم

چوں بادہ درونِ خمِ جانِ ما ہمہ جوشیم
وز مستیٔ صہبائے تو در شور و فغانیم

از مستیٔ عشقِ تو رسیدیم ز ناموس
فارغ ز غم ننگ و ہم از نام و نشانیم

چوں طور دو صد دل بیکے جلوہ بسوزی
از شعلۂ حسن رخ تو سوختہ جانیم

وابستۂ زلفِ تو شد آزاد ز ہر قید
پیریم ز غم لیک بعشقِ تو جوانیم

در دیدۂ جانم چو جمالش شدہ مشہود
حیرت زدہ چوں آئینہ زاں جہر عیانیم

احمدؔ بہ خرابات بگردی رہِ دیں گم
از رندیٔ تو آہ چہ رسوائے جہانیم

ایضاً

گشتیم اسیر زلف خوبان | افتاده بدام چون شکاریم
آوارهٔ کوی خوبرویان | گم گشتهٔ خانه و دیاریم
شد فتنهٔ جان ما دو چشمش | کز وی همه تن خراب و خواریم
رسوا شده ایم ما به عشقش | از بسکه زبون روزگاریم
ای شوخ بما چه سحر کردی | کز عشق رخ تو خوار و زاریم
با نالهٔ و آه همچو بلبل | آشفتهٔ حسن گلعذاریم
آتش زدهٔ ز عشق در جان | زان سوز نهان در اضطراریم
پروانه نمط ز بیقراری | بر شمع رخ تو جان نثاریم
دیدیم رخ تو جان ندادیم | زین بخت سیاه شرمساریم
ای ساقی میکشان و مستان | یک جام بده که در خماریم
لب بر لب ما بنه که تا ما | این جان حزین بتو سپاریم
صد زخم زده ز غمزه در جان | زان تیر نگاه دلفگاریم
گفتن نتوان حدیث عشقش | بر سرّ حبیب راز داریم
ساقی قدحی شراب در ده | تا مست ز جیب سر برآریم

احمد نه بخود خراب عشقیم

سالها عشقِ بتان ورزیده ام — زانکه سرِّ حق درایشان دیده ام
بادهٔ چشم خویش در باغِ شهود — از جمالِ گلرخان گل چیده ام
عشق من از پرتو حسنِ وی است — من درین آئینه رویش دیده ام
زاهدا من [illegible] عشق خویش — خرقهٔ سالوس را بدریده ام
از دم مطرب که جانم مست شد — نالهٔ جان سوز نی بشنیده ام
با بتِ [illegible] پیر مغان — پیرباخویش خلوتی بگزیده ام
درپئے آن [illegible] — درمکان ولامکان گردیده ام
مستیم از چشم مستِ ساقی است — جام می از چشم او نوشیده ام
پای دل بستند از زنجیر زلف — من برائے او بسر دویده ام
عشق آمد راز جان را فاش کرد — ورنه از چشم جهان پوشیده ام

دل بجستم گفت از عشق احمدا
من ز چشمت خون شده بچکیده ام

ما والهٔ حسنِ روئے یاریم — شوریدهٔ عشق آن نگاریم
از درد محبت تو زاریم — در آتشِ عشق بیقراریم
ما صیدِ خدنگ ترک مستیم — زخمیٔ نگاهِ چشم یاریم

بگرد دلِ خویش گردم چو مجنون — خیالش چو لیلی ست جانم چو محمل

زمین و سما تا ابا کرد از وے — ببار محبت دلم گشت حامل

عجیب است اسرار خاکِ وجودت — بسے گل بر دمیده از زیرِ این گل

تو اسرار انسان و روحش چه دانی — نهانست خورشید در زیر این گل

خود از وهم تو گشته مطلق مقید — رمید از تو حق خانه کردی بباطل

همان لوحِ ساده که پاک از نقوش است — بنقش و نگارست پیشت مماثل

زحادث بسوئے قِدم نه قدم را — چرا کین حدوث است درخویش آفل

عدم آمده چونکه اصل وجودت — شده عقل و هوشِ تو از اصل ذاهل

چو اصلِ وجود آمده لاتعین — بتعیین ها از چه داری مشاغل

بذات و صفات و بعلوی و سفلی — تن و جانِ تو هر دو را گشته شامل

چو تنزیه و تشبیه را جمع سازی — بنزد محقق توئے مردِ واصل

زرندیِ عشقش چه گویم احمدؔ
بر این زاهدِ عقل افتاد مشکل

ایضاً

بہ بانگِ بلبل آباد ست گلشن
جہاں روشن بود زانوارِ بلبل

بفرط جوشش الفت جانِ خود را
بحسنِ گل کند ایثارِ بلبل

بیادِ دوست دایم ہست مشغول
کجا خسپد دلِ بیدارِ بلبل

ازاں نکہت دلشں مخمور گردد
کہ بوئے گل بود خمّارِ بلبل

فغاں کم کن نرنجد تا دلِ گل
نہ طبعِ نازکش ہوشدارِ بلبل

زوصلِ دوست برخوردار گردد
کجا ایں بختِ ناہموارِ بلبل

تو احمدؔ پیش آں کز عشق عاریست
چگوئی از دلِ افگارِ بلبل

ایضاً

زتیرِ نگاہش دلم گشتہ بسمل
بسے زخم دارم زغمزہ دریں دل

شدم غرق در بحرِ عشقِ تو اے جاں
بحیرت درم تا نہ پیداست ساحل

چگویم من اے یار کز دردِ عشقت
جگر آب گردید وہم گشتہ خون دل

چو قتلم کنی خوں بہایم وصالت
مگر بخت کوتا خورم تیغِ قاتل

خیالِ پریروست جا کردہ در جاں
شد از بہر دش دل و سینہ منزل

بهرِ عالم هر زماں تجدید امثال آمده — همچو جوئی آب نو نو بود آبِ زلال

چاشنئ جلوه هایش در گلو آمد رسن — بس بهر شانے بگوید عاشقاں این سو تعال

آه مارا همچو اُشتر هر طرف برمی کشد — تا به جبر انداخته در گردنِ جانم عقال

احمدا اسرارِ جاں ناید بفهمِ هیچ کس — در ثنای سرِّ ذاتش ناطقه گنگ ست ولال

ایضاً

بپرس ای گل زحالِ زارِ بلبل — بغم خوں شد دلِ بیمارِ بلبل

صبا بوئی از آں گل سوی من آر — که جز تو نیست کس غمخوارِ بلبل

الا ای گل ز آتش ہائے عشقت — خلیل آسا ست اندر نارِ بلبل

به عشقت ای گل خنداں چو صنعاں — شده رسوا سرِ بازارِ بلبل

شعارِ عشق مخموری و مستی ست — کند اسرار زاں اظهارِ بلبل

جمالِ گل بپرده چوں نه گنجد — زند گلبانگ زیں ناچارِ بلبل

جهاں زیر و زبر از جوشِ عشق ست — دریده گل قبا و زارِ بلبل

بگنجانید در دل حسنِ گل را — کجا داند کسے اسرارِ بلبل

سوختم از آتشِ عشق اے صبا ‏ ‏ سوئے آں دلبر ببر پیغامِ دل

جان زسوزِ عشق صافی میشود ‏ ‏ وز محبت پخته گردد خامِ دل

احمدا شد صرفِ عمرم در غمش ‏ ‏ بخت کو تا یار باشد رامِ دل

ایضاً

خیمه زد در ملکِ جانم عشق با جاه و جلال ‏ ‏ عقل و هوش از لشکرِ او جمله گشته پائمال

لیلیٔ جاں آمده خود سوی مشتاقانِ خویش ‏ ‏ دل ربوده از هر یکے مجنوں بصد غنج و دلال

دلبری کاں حسنِ او نادیده چشمِ جانِ کس ‏ ‏ آمده در پیشِ مشتاقانِ خود آں خوشخصال

نیست پایانی تجلی های حسنِ یار را ‏ ‏ چشمِ دل خیره شده زاں تابِ خورشیدِ جمال

هر زمان ترقی ست تازه حسنِ روئے یار را ‏ ‏ آتشِ عشق مرا هر لحظه زو صد اشتعال

او بهر شانے بهر دم عاشقاں را دل بَرَد ‏ ‏ گاه از ناز و کرشمه گه ز حسنِ خط و خال

از خطابِ جانِ جاں خود امرها نافذ بود ‏ ‏ جاں کند چوں چاکراں فرمانِ او را امتثال

عالمِ بیرنگ و صورت رخ بکرده سوئے رنگ ‏ ‏ باز سوی مبدءِ خود زود آرد ارتحال

فیض ها از معدنِ جاں سوئے جانها میرسد ‏ ‏ زو شده این جسم ها و هم جوارح انفعال

شهیدانِ غمت افتاده در خاک
ز خون هر سو روان انهار اینک

به طوفِ کوئے تو عشاق مشغول
مثالِ حاجیان زوار اینک

زمین و آسمان جوئی نیابی
برون آ از خودی دلدار اینک

به عشقت اے پری بیچاره احمدؒ
شده رسوا سرِ بازار اینک

ایضاً

بُرده آن آرام جان آرامِ دل
کے بود تا زو بیابم کامِ دل

در شکنجِ گیسوش بستند جان
وان خمِ زلفِ دوتا شد دامِ دل

در هوائے آن پریرو گم شده
تا نمانده نزدِ من جز نامِ دل

دیدنِ خوبان خطائے چشم بود
نے سبب در عشق شد بدنامِ دل

جان ز آتشهائے عشقش سوخته
وز غمِ هجر است خون آشامِ دل

جانِ من در نارِ حسرت سوخته
مانده ایم از بتان ناکامِ دل

جان ز صهبائے محبت مست باد
پر ز عکسِ روئے ساقی جامِ دل

کن تجلی بر من اے نورِ یقین
تا رهد از ظلمتِ اوهامِ دل

توئی احمدؒ بہ غم ہا مبتلائے
رفیقانت نگر مسرور ہر یک

ایضاً

بہ عشقت گشتہ ام بیمار اینک — دو چشم بے تو شد خونبار اینک
ز شفقت گر نہ پرسی حالِ زارم — دہم جاں در غمت ناچار اینک
ز رندی و ز مستیم چہ پرسی — بجامِ مے گرو دستار اینک
بجرمِ عشقِ تو دلدادہ را — کشند ایں ظالماں بردار اینک
جہاں پامال کردہ از سرِ ناز — قیامت قامتِ دلدار اینک
دل و جاں سوختہ از شعلۂ حسن — بہ شوخیِ آتشیں رخسار اینک
بگردِ کوئے تو آغشتہ در خوں — فتادہ عاشقانِ زار اینک
بہ چشمِ مست جانہا کردہ مخمور — حریفاں خانۂ خمار اینک
بتا در عشقِ تو خوں گشت دلہا — گواہش دیدہ خونبار اینک
شب و روز است از عشق و جنونم — بکویت شورِ مجنوں وار اینک
مریضِ عشق را از ناتوانی — بہ لب رسید جانِ زار اینک

بیا احمدؔ دریں رہ باش چالاک

ایضاً

بہ عشقش جان و دل رنجور ہر یک — زگریہ چشمہا بے نور ہر یک
بہ سینہ اشک ہایم بود پنہاں — زغم بے پردہ شد مستور ہر یک
بہ بزمش عاشقانِ بیدلانش — زچشم مست او مخمور ہر یک
زجوشِ عشق او مستانہ اسرار — شدہ بردار چوں منصور ہر یک
دمیدہ صد طرب در جانِ عشاق — صدائے مطرباں چوں صور ہر یک
سنانِ غمزہ ات واں تیرِ مژگاں — برائے قتل ما ساطور ہر یک
دلِ عشاقِ او زاں شعلۂ حسن — بخود ہا سوختہ چوں طور ہر یک
شد از روزِ ازل ارواحِ عشاق — بکارِ عاشقی مامور ہر یک
دلِ دلدادگاں از جام عشقش — زمستی پُر نشاط و سور ہر یک
خداوندانِ معنی بدرِ حق اند — نمایندت ہلال از دور ہر یک
چو آئینہ روانِ عاشقانش — زعکس حسن او معمور ہر یک
خیالاتے کہ غیر یار باشد — برائے زخم جاں زنبور ہر یک

احمدؔا از دردِ ہجرِ آں پری چنداں منال
بوئ وصلِ یار یابی گہ بجاے اشتیاق

ایضاً

بیا ساقی بدہ جامِ طربناک — کہ تا جاں برجہد زیں کوزۂ خاک
زمستیٔ میت بیخویش گردم — برقص آید تنِ من ہمچو افلاک
ز ننگِ خلق و از ناموس رستم — زخواری ہائ عشقت نیستم باک
ہر آں بادہ کہ جانرا مست سازد — برائ سمِ خود بینی ست تریاک
بعشقت از سرم شرم و حیا ریخت — زمستی جانِ من گردید بیباک
زفکرِ غیر خالی می کند دل — محبت آتش آمد سوخت خاشاک
بجانِ پر کدر کے عشق آید — سزاوارِ محبت شد دلِ پاک
بکوئ دوست مردانہ قدم نہ — بسے خوں ریختہ ایں عشقِ سفاک
نباشد درس او جز نیست گشتن — فزوں است علم ایں از فہم و ادراک
زصہبائے محبت جام برگیر — طربناک آیدت ایں جانِ غمناک

شعارِ عاشقاں دوں ہمتی نیست

کین رقیبان همچو شیاطین میکنندش استراق

ایضاً

کو حریفی تا بگویم ماجرائے اشتیاق ... که بعمری خود ندیدم من سوائے اشتیاق

در حیاتِ خود نشد روزی مرا جز آرزو ... مادرِ گیتی مرا زاده برائے اشتیاق

دل برائی دیدنِ دلدارِ خود مشتاق ماند ... چشمِ جانِ من ندید جز لقائے اشتیاق

یاد دلبر آمده چون جان درونِ دل نشست ... عاقبت این سینهٔ من شد سرائے اشتیاق

یادِ یارِ مهربان خود مونسِ جانم شده ... شکرها دارد دلِ من بر وفائے اشتیاق

با که گویم حالِ زارِ خود بعشقِ آن صنم ... دردها دارم درونِ جان ورائے اشتیاق

تا ز وصلِ آن گل خندان جدا گردیده ام ... همچو بلبل بشنو از من نالهائے اشتیاق

آرزوی جانِ عاشق سُلّم قصرِ ویست ... میرسد تا وصلِ جانان منتهائے اشتیاق

عاشقان را حزن و غمها صیقلِ آئینه هست ... از وفاها خوشتر آمد خود جفائے اشتیاق

بهرِ قلبِ ناقصان اکسیر اعظم بوده است ... خاکِ حسرت ما کند زر کیمیائے اشتیاق

آنکه مشتاق است بهرِ یار رهش اقرب است ... نیست داروی بوصلش ما سوائے اشتیاق

منگر از عاشق نگراین هائی و هو از دیگری ... آن پری پنهان شده زیر ردائے اشتیاق

بجز دو شهید سر عاشق و شهد اشقوی
احمد اگر بنگری رهِ دل آرای عشق

ایضاً

عشق معراجِ حقیقت را بود همچون براق
می برد تا روحِ عاشق را برون زین نه رواق

دیده‌های عقل از مهرِ رخش خیره شود
انجم هستی ز تابِ نفس آید اندر احتراق

محو سازد عشق ای دل هستی موهوم را
نیست و نابود گردی چون قمر اندر محاق

ای دلِ نالانِ من زین درد واویلا مکن
قدرِ وصلِ یار افزاید بجان هجر و فراق

در هوای آرزویت عمر آخر شد مرا
آه جانِ خسته ام را سوختی از اشتیاق

من ز عشقِ روی تو بس حسرت غمها گشته ام
تو بخوبی و جمالِ خویش هستی فرد و طاق

درد می از یک کرشمه خرقهٔ زاهد برند
مطرب و ساقی اگر سازند با هم اتفاق

آتشِ عشقت بسوزد از دلت چرکِ هوا
نیز سازد پاک جانت از ریا و از نفاق

بس خنک جائی که کلی این تعلقها بسوخت
شاد آن دل کو بداده زالِ دنیا را طلاق

در حیاتِ خویش ناز و فخر از بیدانشی ست
بعد مردن گهر او را چه شان و طمطراق

سرّ دلبر را مکن فاش احمدا هشیار باش

شام و سحر ای حریف از پی لیلای خویش — صورت مجنون شدم بادیه پیمای عشق

جوش بجان آمده هر دم و هر لحظه نو — موج زند در دلم قلزم و دریای عشق — خیزدم

خانه گرو کرده ام رخت همه خورده ام — نیست ز املاک من غیر ز کالای عشق

چهرهٔ زردم نگر دیده پر از اشک خون — واله و شیدا استم بر رخ زیبای عشق

هر که شده مست از و باز نشد هوشیار — کے بسر آرد خمار مستی صهبای عشق

سر نهانی غیب آنچه که در پرده بود — فاش بعالم شده جمله ز غوغای عشق

ای ز ازل تا ابد هر چه گرفته ظهور — نشو و نما یافته جمله ز انشای عشق

سر ازل عشق دان راز نهان کنت کنز — آیت یزدان بود مصحف سیمای عشق

هست تجلی ذات مظهر جمله صفات — نیست کسے در ظهور همسر و همتای عشق

اینهمه ارض و سما قطره به بحرش بود — وسعت گردون نسبت دون بر پهنای عشق

اسم هزاران هزار آنچه که در عالم است — اوست مسمی بحق اینهمه اسمای عشق

عقل بسے پر گشاد لیک ندید اوج او — نے مدہش کس ندید منزل والای عشق

کس نرسیده بحق غیر ببال یقین — کس نه پریده بخویش جانب اقصای عشق

بے پر و بال آمده طایر روح کسے — آنکه ندارد بدل حاجت دیرپای عشق

گرچه که در ذات خویش مسکن او لامکانست — در همه دل خانه اش در همه جا جای عشق

ساقیٔ بیدلاں چو داد جامِ شرابِ پُر طرب — مست و خراب زو شده باده کشاں بهر طرف

دیده جمالِ دلفریب آں بتِ گلعذار را — عاشق و بیدلاں ازو نعره زناں بهر طرف

عاشق و بیدلانِ او رقص بکرده همچو طور — زانکه تجلیٔ جمال بود عیاں بهر طرف

آئینه وش بحیرت اند بیخود و بے خبر ز خویش — محو جمالِ روئ او دل شدگاں بهر طرف

هست ز جلوهٔ رخش روح و روانِ عاشقاں — غرق به بحرِ بیخودی آئینه ساں بهر طرف

پرده فگن ز روئ خود زانکه پۓ جمالِ تو — منتظر اند عاشقاں گریه کناں بهر طرف

دیدهٔ عشق بر کشا آیتِ حق نظاره کن — زانکه ز حسنِ بے نشاں هست نشاں بهر طرف

نه ز سرا قدم برون حالتِ کشتگان نگر — هست ز خونِ عاشقاں سیل رواں بهر طرف

در دلِ عاشقانِ خویش تیر ز غمزه چون زدی — هست ز جانِ بیدلاں آه و فغاں بهر طرف

احمدؐ ازاں دو چشم مست نیست فقط تو بی خراب
فتنهٔ خلق حسنِ او زوست فغاں بهر طرف

ایضاً

سوخته جانِ مرا آتشِ سودای عشق — ریخته خونِ دلم نشترِ غمهای عشق

در غمِ آن جانِ جاں هست دلم پر فغاں — گوش کن از من چو نی نالهٔ شیدای عشق

دلِ من تا کہ این جان است در تن
مبادا از می و از جام فارغ

بہ مستیٔ مَیَش شد این دلِ من
ز آغاز و ہم از انجام فارغ

بہ شوقِ دیدنِ زلف و رخِ اُو
شدہ جانم ز صبح و شام فارغ

بعشقم مبتلا کردی کہ گشتم
ز مدحِ خلق و از دشنام فارغ

بکن بجور مرا چندانکہ باشم
ز رنج و راحت و آرام فارغ

مدہ پندم کہ ہرگز نیستم من
ز عشقِ آن بتِ گلفام فارغ

شدم چون نقطۂ پرکار و گشتم
ز دور و گردشِ ایّام فارغ

ز رسوائی و خواری در رہِ عشق
مبادا عاشقِ بدنام فارغ

ز عشقِ دلبران ہرگز نکردہ
دلِ پُر درد و خون آشام فارغ

ز حسرت ہائے عشقِ آن پریرو
مبادا این دلِ ناکام فارغ

چنان احمدؐ یقین در خویش دارم
کہ جانم ہست از اوہام فارغ

ایضاً

از آتشِ حسن سوختہ روح و روان بہر طرف
عاشقِ زار روی او ہست تپان بہر طرف

بے جمالِ دلفروزت زیستن کے خوش بود
جلوه گر شو تا به پیشت جان برافشانم چو شمع

آرزو دارم که یک شب شمع بزم من شوی
از فراق روی خود هر شب بسوزانم چو شمع

عمرِ من بگذشت تا از هجر خود میسوزیم
در غمت جز سوختن دیگر نمیدانم چو شمع

از فروغِ حسن تو در ظلمتِ هجرم هلاک
ساز روشن از رخِ خود خانهٔ جانم چو شمع

همچو ماهِ چارده یک شب ز بامِ من بر آ
وز فروغِ روی خود روشن کن ایوانم چو شمع

سوختم در هجر تو از آب وصلِ خود بیار
آتشے کان از دلم برخاست بنشانم چو شمع

یک شبے مهمان من شو از کرم ای ماهِ من
روشنی بخش از رخِ خود در شبستانم چو شمع

مردن اندر عشقِ جانان خود حیاتِ عاشقان ست
میسپارم جان بمهرش باز خندانم چو شمع

سالها من آتشِ عشق تو پنهان داشتم
شعلهٔ بر خاست تا که از گریبانم چو شمع

در دل و در جسم دارم از تپِ غم آتشی
سوختهٔ عشقِ رخت پیدا و پنهانم چو شمع

دود آه و آتش دل راز گور من نگر
در کفن پنهانست احمدؔ شعلهٔ جانم چو شمع

ایضاً

منم از کفر و از اسلام فارغ
بعشقِ او ز ننگ و نام فارغ

گام بنه به بیخودی باش جدا ز ما و من
احمدؐ اگر تو عاقلی ساز باو نه اختلاط

ایضاً

از جمالِ خوبرویان کورچشمان را چه حظ — وز سرور و ذوقِ ایمان نامسلمان را چه حظ
حسنِ گل را از برای چشمِ بلبل ساختند — از جمالش دیدهٔ تاریکِ زاغان را چه حظ
بادهٔ عشقش برای بیدلان گشته خمیر — زاهدانِ خودفروش و خشک طبعان را چه حظ
حسنِ یوسفؑ از برای دیدهٔ یعقوب بود — زان جمال و خوبیِ او جانِ اخوان را چه حظ
علم و حکمت از برای جانِ دانایان بود — زان حریصِ نان و ابن البطن نادان را چه حظ
صوتِ خوش راحت بهبخشد هر دلِ پُر درد را — زان جمادی الطبع و هم افسرده جانان را چه حظ

جانِ احمدؐ را عَلَم از وحی حق افراشتند
بولهب بوجهل کور و تیره جانان را چه حظ

ایضاً

زاتشِ مهرِ رخِ تو سینه سوزانم چو شمع — هم ز دردِ عشقِ تو ای دوست گریانم چو شمع

شعاعِ مہرِ جمالِ جانان نگاہ دل را کرد خیرہ — مثالِ خورشید چشم عاجز ز چشم و جاہ و جلالِ عارض

بحیرتم من چہ گویم او را کہ عقل حیران است در جمالش — بسانِ روح و دو احسنش چہ آورد کس مثالِ عارض

نشستہ در جانِ من پری وش بسانِ نور نظر بدیدہ — بہر جہت رخ کہ آورم من بود بدانسو مآلِ عارض

بہ شوقِ دیدن ہلاک گشتم بیک نظر تا رخش بہ بینم — شود نصیبِ نظر الٰہی برحمتِ تو وصالِ عارض

بفرطِ الفت بطیبِ خاطر بعشق حسنش دلِ پریشان — بخویش دارد چو جانِ مجنوں ہمیشہ قال و مقالِ عارض

چہ سحر دارد دو چشم جادو کہ دل ربودہ بیک نگاہے
مپرس احمدؔ ز خوبیٔ او بیان چہ سازم زحالِ عارض

ایضاً

عشق اگر نہ آورد بر دل و روح انبساط — جاں نرہد ز حزن و غم کے برود سوئے نشاط

روزِ ازل ہنوز خویش کرد چو عشق انبساط — زو بگرفت رابطہ ذاتِ محیط با محاط

دامنِ عشق گیر تا سوئے نجات آردت — گر تو روئی براہِ او راست بود ہمیں صراط

زود برو بہ بیخودی ہستیٔ تو وبالِ تست — فکرِ سفر بکن دلا خانہ مکن دریں رباط

ہر دل و عقل در جہاں نیش خورد زبہرِ نوش — ز آتشِ ہجر غم مخور عشق ترا دہد نشاط

بادہ بخور بہرِ زماں بیخود و مست باش از ازل — تا کہ سرور جانِ تو ہیچ نگیرد انحطاط

کے بود کز درد ہجر این نیمجان یابد خلاص
وین دلِ بیمار از جورِ بتاں یابد خلاص

طائر جانم شدہ در بند زلفِ او اسیر
آہ این وحشی کجا از قید شاں یابد خلاص

جلوہ کن پیش چشم زاہداں تا جانِ شاں
از جمال و خوبئ حور جناں یابد خلاص

غرقِ حیرت کن چو آئینہ ز حسن روئے خویش
تا دل من از خیالِ این و آں یابد خلاص

کن تجلی بر دلم اے مایہ نور یقیں
تا کہ جانِ من ازین وہم و گماں یابد خلاص

بر سرِ موسیٰ نہادی کوہ عشقِ خویش را
محو کن تا جاں ازیں بارِ گراں یابد خلاص

ساقیا از آبِ بادہ جانِ من سیراب کن
آں چناں کین دل ز فکر و بند ناں یابد خلاص

روی بنما زانکہ جاں در آرزو بیت سوختہ
تا دلِ شوریدہ زین سوزِ نہاں یابد خلاص

در دلِ بریانِ من صد تیر از غمزہ زدہ
احمدا کے جان ازین زخم سناں یابد خلاص

ایضاً

ربود از من شکیب و صبرم بدلفریبی جمال عارض
بہ حسنِ جاناں کہ در دلِ من چو جانِ نشستہ خیال عارض

شکستہ رنگی نصیب رخسار گل بصحن چمن ز رویش
ندیدہ چشمی بحسن و خوبی بباغ عالم مثالِ عارض

چگویم از حسن آں پریرو ز کمال و جمال رویش
کہ خط کشیدہ بخوبی مہ بخط عارض بخال عارض

دلِ من مست گشته دوش از صهبائے دیدارش — چو موسیٰ رفت هوشم زاں تجلی هائے انوارش
در آمد پیش من مخمور چشمے بر سرِ راہے — دلِ من رفت از دستم چو دیدم مست اسرارش
کجا یابد شفا ای دل ز افسونِ دمِ عیسیٰؑ — ہر آں جانے که گردیده مریضِ چشمِ بیمارش
ہر آں زاہد که میزد طعنه ها بر عاشقِ بیدل — خراب و مست دیدم دوش اندر کوئی خمارش
مپرس ای دل ز حالِ بلبلِ بیجاں به عشقِ گل — ز ہجر و آتشِ غم سوخته گردید گلزارش
بدیدم واعظاں را دوش اندر کوئی خمارش — ز فرطِ شوقِ دل گردیده رہن باده دستارش
ز عشاقش چه سودائے چه شوریده چه شیدائی — همه ها را به بسته جاں بتارِ زلف طرّارش
در آمد بر سرِ عاشق پریرو از رهِ رافت — فتاده بر سرِ راہی چو دیده بیخود و زارش
ہر آں جانے که شد مغرور بر تقویٰ و زہدِ خود — یقیں میداں که ہست آں رشتۂ تسبیح زنارش
ز مخموریِ ساقی بیخود و بیخویش گردیدم — چو دیدم از شرابِ حسنِ خود بدمست و سرشارش
نکردی فاش از منصورؔ رازِ یارِ جانی را — بزدندے رقیباں بے تحاشا بر سرِ دارش

عجب نبود که احمدؔ زنده گردد بعد مرگِ خود
به آید بر سرِ گورش اگر یکبار دلدارش

ایضاً

زآتشِ عشقِ رخِ او سوختن کن اختیار
شمعِ روئے یار را از جان و دل پروانہ باش

از ملامت ہائے عالم فکرِ بدنامی مکن
حسنِ روئے آں پری رخسار را دیوانہ باش

سوختہ چوں طور پیشِ جلوهٔ جانانہ شو
بیقرار از عشقِ او چوں اُستنِ حنانہ باش

باخیالِ حسنِ لیلیٰ خلوتے از غیر کن
سر پُر از سودا چو مجنوں ساکنِ ویرانہ باش

شو خلیلِ حق بتِ ہستئ خود را در شکن
خواہ بنشیں در حرم یا ساکنِ بتخانہ باش

عقل را در عشقِ آں لیلائے معنی کن فدا
ہمچو مجنوں و محبت با جنوں ہمخانہ باش

از تعدد ہائے ایں امواجِ کثرت درگذر
در تگِ دریائے وحدت چوں دُرِ یکدانہ باش

جاں فدا کن بر جمالِ ساقئ مہروئ خویش
عاشق و دلدادهٔ آں طلعتِ شاہانہ باش

مایۂ ہستئ خود را در رہش ایثار کن
در طریقِ عشق بازی مردِ حق مردانہ باش

در خراباتِ مغاں بنشیں خراب و مستِ مے
با بتاں شو آشنا وز خویشتن بیگانہ باش

ای جمالِ دلفروزت رشکِ ماہِ چاردہ
یک شبی از لطف و رحمت شمعِ ایں کاشانہ باش

عقل را بگذار احمدؐ وز شرابِ عشقِ دوست
پر ز جوش و مستیٔ دل چوں خمِ خمخانہ باش

ایضاً

ساقیا زاں بادۂ منصور در کامم بریز — کز بہر ہستیٔ او تا سر بہ اندازم ز دوش

آہ زاں بادہ کہ ساقی آتش از وی زد بجاں — آہ زاں وقتی کہ جان چوں خم مئی آمد بہ جوش

کردہ جانِ خلق را در دامِ زلفِ خود اسیر — بارِ رخ چوں ماہ و زاں کاکل کہ افگندہ بہ دوش

ہر طرف سوزی و دردی ز آتشِ سودائے عشق — ہر طرف یک ماہ روئے دلفریبی می فروش

ہر دمی آں می درونِ خم جانہا جوش زن — ہر زماں تا زہ از و در سینہ ہا جوش و خروش

ہر دلی را ہر زماں رنگی و بوئی دیگرست — بہر جانہا ہر دمی زاں بادہ صد جوش و خروش

ہر زماں دل از جہانی در جہانی میرود — رازِ غیبی را کجا ایں عقل داند یا کہ ہوش

سرِ جانہا چونکہ پنہاں کردہ ستّارِ غیب — پس سزاوارست ای دل تا تو ہم باشی خموش

آدمی کے قعرِ دریائے معانی را ابد
عاجز آمد احمدؔ از ادراکِ آں ہر عقل و ہوش

ایضاً

بادۂ الفت بنوش و ساکنِ میخانہ باش — یارِ رنداں شو حریفِ ساغر و پیمانہ باش

ساغرِ عشرت ز دستِ ساقیٔ ما نوش کن — مست و مدہوش از دو چشمِ دلبرِ مستانہ باش

خرقۂ زہد و ریا و اسفند و مستوری بکن — در خرابی ہائے رندی شہرۂ افسانہ باش

از جمالِ دلربایش شرح کردن کی توان
حالِ زارِ من نگر وز حسنِ جانانم مپرس

همچو آئینه به پیشِ جلوه‌هایش گم شدم
عشقِ او برهانِ من دیگر ز برهانم مپرس

عشقِ او در جانِ من چون نی دمِ خود می دمد
نالها دارم ازو وز شور و افغانم مپرس

چند گوی احمدا چون خون ز چشمِ تو روانست
حالِ زارِ من نگر وز چشمِ گریانم مپرس

ایضاً

از همه عیشِ دو جهان ساقیِ گلعذار بس
بهرِ نشاطِ جانِ من بادهٔ خوشگوار بس

چونکه نگاهِ مستِ او کم ز شرابِ ناب نیست
بهرِ سرور و مستیم نرگسِ پرخمار بس

از رخِ همچو مهرِ خود پرده اگر بر افگند
از پیِ روشنیِ جان جلوهٔ آن نگار بس

مهرِ رخش درونِ دل دولتِ جانِ من بود
از همه آرزوی ما وانکه هوای یار بس

ز آتشِ عشق جمله تن آه که لاله زار شد
بهرِ تفرجِ دلم سینهٔ داغدار بس

چونکه ز پندِ واعظان سخت فسرده شد دلم
بسکه حریفِ بزمِ من رندِ شراب خوار بس

در غمِ عشقِ آن پری بهرِ دلِ حزینِ من
از همه علت و مرض رحمتِ انتظار بس

برقِ جمالِ دلبران آتشِ جانِ بیدلان
ابرِ بهارِ عاشقان دیدهٔ اشکبار بس

بعشقِ تو ہمہ خویشاں شدند بیگانہ
دگسے نماند مرا غیرِ عشقِ تو دمساز

اسیرِ دامِ شوی گر بخال و خط نگری
ببین بچشمِ حقیقت مرو براہِ مجاز

نشیمنِ تو نہ ایں تنگنای ہستی شد
ببالِ عشق سوئی قصرِ دوست کن پرواز

غلام بندۂ خود را از کوئے خویش مراں
کہ بر درِ تو نہادیم سر ز روئی نیاز

غریقِ بحرِ حقیقت شوا احمد از دل و جاں
کہ تا رہی ز مجاز و ازیں نشیب و فراز

ایضاً

عاشقِ دیوانہ ام از دردِ درمانم مپرس
بندۂ جانانہ ام از کفر و ایمانم مپرس

آتشِ عشقِ رخِ او سوختہ جانِ مرا
دودِ آہِ من نگر وز سوزِ پنہانم مپرس

ہمچو دو والہ ز حسنِ روئے جانان گشتہ ام
ہمچو آئینہ ز حالِ چشمِ حیرانم مپرس

خرقہ و دستار را من رہنِ بادہ کردہ ام
ہستئ جانم بنگر وز جسمِ عریانم مپرس

من بہ عشقش گشتہ ام آوارۂ و بے خانماں
بردہ سامانم جنون از ساز و سامانم مپرس

من ز سودائی محبت والۂ و دیوانہ ام
وحشتم بنگر تو از حالِ پریشانم مپرس

عشقِ او ہمچوں پری در جانِ من شوری فگند
در جنونم مبتلا از آفتِ جانم مپرس

خرقهٔ زهد ریا را چون گرو کردم بمی / من بصد رندی و تیهماش عریانم هنوز

گشته جانِ خسته ام در دامِ زلفِ او اسیر / زین دلِ شوریدهٔ خویش و پریشانم هنوز

مردم اندر حسرتش لیکن ندیدم روی او / اندرین غم خون ز چشمِ خویشتن میرانم هنوز

روی خوبت دیدم و لیکن فدا کردم نجان / از گرانجانیِ خود والله پشیمانم هنوز

میزند زخمه بجانم عشقِ تو همچون رباب / تا از آن زخمِ نهان در شور و افغانم هنوز

گرچه خوردم زخم ها از غمزه اش احمد بدل / لیکه شوقِ دیدنش باقیست در جانم هنوز

ایضاً

چگویمیت ز دلِ زار و حالِ سوز و گداز / که هست قصهٔ من چون حدیثِ عشق دراز

بآن جمال که دلها خرابِ عشقِ وی اند / ربود جانِ مرا هم بصد کرشمه و ناز

بجانِ من ز غمِ عشقت آنچه میگذرد / ز حالِ خویش چه گویم که نیست محرمِ راز

اگر هلاک کنی ور به آتشم سوزی / امید نیست که این دل ز عشقت آید باز

چه این نماز که زاهد تو سر به سنگ نهی / بیا و سجده بدیدارِ دوست کن به نیاز

بعشق ساز که در یک قدم بیار رسی / طریقِ زهد و ورع خود رهی ست دور و دراز

دمد عشقش چو نے اندر دلِ من — من از دمهایش در گفتارم امروز

نہ چوں احمدؔ به بختِ خویش نازم
که شاد از دولتِ دیدارم امروز

ایضاً

کم نه شد از آب دیده آتشِ جانم هنوز — در ترقی هست ای واسوز پنهانم هنوز
میزند شعله از عشقِ تو در جانم هنوز — جوی خوں از دیده در هجر تو میرانم هنوز
شعله زن چوں آتشِ عشق است در جانم هنوز — تا ز درد و سوز جانِ خویش نالانم هنوز
شد دلِ من غرقِ خوں ز دردِ هجرِ آں رشکِ چمن — تا چو بلبل زاں رخِ گلگوں در افغانم هنوز
مثلِ پروانه به عشقِ روی خوبت سوختم — سالها شد کز غمت چوں شمع گریانم هنوز
پیشِ خورشیدِ جمالت چشمِ جانم خیره شد — تا چو آئینه ز تابِ حسن حیرانم هنوز
خنده‌ها از نازِ خوبی میزنی مانند برق — من بگریه از غمت چوں ابرِ نیسانم هنوز
سالها شد تا که جانم سوخته در انتظار — لیک نامد در برم ای وای جانانم هنوز
خورده ام روزِ ازل یک جرعه از جامِ عشق — میزند صد جوش آں می در خمِ جانم هنوز
چوں رسیدی نالها در دو خود در جانِ من — همچو نے تا از دمِ عشقِ تو نالانم هنوز

یاد بوئے یار من شمعِ شبستانِ دگر

ایضاً

مپرس از من زحالِ زارم امروز
زدردِ ہجرِ او بیمارم امروز

چگونه جانِ من یابد رہائی
اسیرِ دامِ زلفِ یارم امروز

ربوده آں پری دین و دلِ من
بدستِ ساحرِ طرارم امروز

زعشقِ آں پری روکے رہم من
رہینِ حسنِ آں عیارم امروز

زچشمِ خود به عشقِ آں گل اندام
بسانِ ابرِ خوں میبارم امروز

بدیدارِ بتانِ ماہِ پیکر
بگرد و بت کده زنارم امروز

بمستی و برندی در رہِ عشق
چناں رسواسرِ بازارم امروز

زمخموری بجانِ پاکِ ساقی
که من خاکِ درِ خمارم امروز

درونِ خود زفرحت می نگنجم
چو آمد از درم دلدارم امروز

زدیدارِ جمالِ روئے ساقی
بحمد الله که برخوردارم امروز

زمستی و خرابی درخمِ جال
بجوش آمد سرِ اسرارم امروز

دہن از گفتنِ حق کے به بندم
چو منصور ارکنی بردارم امروز

حیراں مشو ای چارہ گر ہستی ز درماں نے خبر | بہرِ علاجِ دردِ دل باشد مسیحائے دگر

احمدؐ بہ عشقِ دلبراں افسانۂ عالم شدی
چوں تو نباشد در جہاں رندی و رسوائے دگر

ایضاً

ای جمالت را بہر دم جلوۂ و شانِ دگر | ہر زماں جانِ مرا از عشق افغانِ دگر
می نماید مہر در آئینہ ہائے رنگ رنگ | صورت و شکلِ دگر ہم شان و الوانِ دگر
بہرِ مہمانانِ عشقش از جنابِ جانِ جاں | کاسہ کاسہ بادۂ ذوق است از خوانِ دگر
چوں بسوز د جانِ ما از شعلۂ حسنِ رخش | کاں یکی صد جلوہ ہا دارد بہر آنِ دگر
دل ربود از عاشقاں اندر گلستانِ شہود | مہ رخی شوخ گلے سروِ خرامانِ دگر
عاشقانِ خویش را از ہجر و وصلِ خویشتن | می کُشد از غمزہ ہا و می دہد جانِ دگر
ہست اندر خانۂ جانم ز ذوقِ عشقِ او | یک عزیزِ نادر و ہر لحظہ مہمانِ دگر
عاشقاں را ہر دم و ہر ساعتی پیشِ رخش | خود یقینِ دیگر ست و تازہ ایمانِ دگر
ای گلِ خنداں بہ عشقت بلبلِ جانِ مرا | شد خزاں این گلشن و نشیمن در گلستانِ دگر

احمدؐ از بہرِ دفعِ ظلمتِ شب ہائے غم

نه هر مراره میزند توبه کنم او بشکند — وز دیده دین و دل ز من طرار و رعنائے دگر
دل می برد در هر زمان از جلوه هائے خویشتن — در سینه ها از عشق او سوزی و سودائے دگر
از پرتو حسن رخش هر سو بجلوه مه رخے — وز عشق او در هر طرف خواری و رسوائے دگر
در عشق او دیوانه ام وز خویشتن بیگانه ام — بربود از من جان من حسن دلارائے دگر
دردش بود درمان من مهرش بود ایمان من — چون کس نه جا در جان من پس چون روم جائے دگر
یاریکه شیدائی ویم رسوا از سودائے ویم — جز این حسینان جهان حسنی است زیبائے دگر
ای کعبه من کوی او وی قبله من روئے او — کے در دل شیدائے من جز وی تمنائے دگر
از عشق می نوشش آمدم زان مست و مدهوش آمدم — دارد ز مستی جان من شوری و غوغائے دگر
از هستی خود رسته ام با بیخودی پیوسته ام — خوردست جان خسته ام امروز صهبائے دگر
مانند موسیٰ هوش من بربود آن رشک چمن — دیدم تجلی رخش بر طور سینائے دگر
جان می پرد از بیخودی هر دم ببال عشق او — بیرون از این ارض و سما پرسیده جان جائے دگر
موسیٰ تجلی خدا در وادی ایمن بدید — من دیده ام بر شاخ گل جلوه بصحرائے دگر
دیوانه و شوریده ام وز خویشتن ببریده ام — از بیخودی و بیدلی جان دید اقصائے دگر
در بحر غوطه خورده ام گوهر بدست آورده ام — جز هفت این قلزم بدل بود هست دریائے دگر
او می دمد در جان من این جمله گفتار و سخن — از من مبین این ها و هو اینست هیهائے دگر

به عشقِ ایں بتانِ ماه پیکر | بپوشد زاهد از زنّار بهتر
برائے خوردنِ خونِ دلِ ما | بتاں را دیدهٔ خونخوار بهتر
بمیخانه برائے یک دو جامے | گرو گشته اگر دستار بهتر
اگر در عشقِ آں رشکِ حسیناں | شوم رسوا سرِ بازار بهتر
بدیں تسبیح و ایں زهدِ ریائی | ز مسجد خانهٔ خمّار بهتر
سرے کاں پر ز سودائش نباشد | بنزدِ عاشقاں بردار بهتر
به شب هائے و سازِ حزن و هجراں | غمِ او بهرِ من غمخوار بهتر
بعشقِ نرگسِ بیمارِ جاناں | دلِ شوریده ام بیمار بهتر
برائے من به عشقِ خوبرویاں | دلِ پُر درد و جانِ زار بهتر
بعشقِ او اگر از کسب مانم | مرا از جمله کاروبار بهتر

مرا احمدؔ ز حورانِ بهشتی
تماشائے جمالِ یار بهتر

ایضاً

در عشقِ آں سجانِ جہاں جاں راست سودائے دگر | مجنونِ شیدا گشته ام بر حُسنِ لیلائے دگر

عشقِ او ہر لحظہ از جوشِ جنون ہمچون پری
از دہانِ عاشقان آید بگفتارِ دگر

در میانِ جانِ من چون بادہ جوشی میزند
از دہانم ہر خود آمدہ باظہارِ دگر

از برائے عاشقانش آمدہ از سوئے غیب
ہر زمان چشمِ دگر ہر لحظہ دیدارِ دگر

از پئے افزایشِ سودائے جانِ عاشقان
حسنِ دیگر باشد و ہم زلف و رخسارِ دگر

ہر جا نہادہ ہر دمی تازہ خیال ست و مثال
ہر زمان شمعے دگر ہر لحظہ ابصارِ دگر

در لباسِ حسنِ خوبان ہمچو جان پنہان شدہ
وز فغانِ عاشقان اورست اظہارِ دگر

در دلِ عشاق ہر دم شعلۂ تازہ زند
دردِ آہِ عاشقان بودست از نارِ دگر

آنکہ جانت سوخت احمد آتشِ دیگر بود
خوردنِ خونِ دلت را ہست خونخوارِ دگر

دیگر

بہ شوخیِ حسنِ روئے یار بہتر
بدردِ عشق جانم زار بہتر

ز تیرِ غمزہائے آن پری رو
دلِ دیوانہ ام افگار بہتر

پئے دزدیدنِ دین و دلِ ما
بتانِ شوخ و ہم طرار بہتر

اگر زخمی زند بر جانِ عاشق
ز تیرِ غمزہ آن عیار بہتر

بهر خیال که خسپی درو شوی بیدار — فنا و حشر تو در ذاتِ تو نهان باشد
جحیم و دوزخِ تو خوی زشت تو آمد — صفاتِ نیک پیٔ جانِ تو جنان باشد
چنانکه جانِ تو پنهان ست اندرین جسمت — بهشت و دوزخِ تو خود درونِ جان باشد
توآن دُری که ملک از تو شرم میدارند — کجا بهمتِ تو کوه و آسمان باشد
هزار حیف که تو قدرِ خود نمیدانی — همه جمال و کمالِ تو رائگان باشد
درین حیات توارزان خریدهٔ خود را — عجب دُری که بهاتت بسی گران باشد
بکشتِ زارِ دلِ خویش آنچه میکاری — بحشر و نشر ترا ثمره اش عیان باشد
هر آن شرف که تو داری ندید جن و ملک — کجا بعقلِ سلیم تو قدرِ آن باشد

بگیر دامنِ ساقی بدستِ دل احمد
که سوزِ عسرت و تنگی ترا امان باشد

ایضاً

می ربائی جانِ من از حسنِ دلدارِ دگر — میفزائی بهرِ جانم هر دم آزارِ دگر
از برائی مستیٔ جانهائی مخمورانِ عشق — ساغرِ دیگر بود هم خمر و خمارِ دگر
هر که بیخود آمده در عشقِ آن جانِ جهان — سر زند از سینه اش هر لحظه اسرارِ دگر

اندر رهِ آں دلبرِ جاں باختنے احمدؔ
ایں کار ز خود رفته هم درد کشاں باشد

ایضاً

دلا چو لفظ موهوم ایں جهاں باشد — بحسبِ علمِ تو در چشمِ من نهاں باشد
همیں که علمِ دلِ تست آنچه می نگری — بداں جهانِ تو در جانِ تو نهاں باشد
بیا و پاک بکن لوحِ دل ز نقش و نگار — که جانِ ساده نشانی ز بی نشاں باشد
محبتِ دلِ عاشق ز کنزِ مخفی است — نشانِ حسنِ ازل حسنِ دلبراں باشد
بعشقِ آں گلِ خنداں بگلشنِ هستی — فغان و ناله من همچو بلبلاں باشد
چگویم از غمِ دل تا ز آتشِ شوقش — برائے شمع رخی سینه ام طپاں باشد
به حسن و صورتِ نو نو برد دلم آں شوخ — چو بنگرم بتفکر همان همان باشد
گهے بصورتِ شمع و گهے برنگِ گلے — همان جمال بدیں شکل ها عیاں باشد
در اصلِ خویشِ همان نورِ ساده و بیرنگ — بدیدهٔ تو به تمثالها عیاں باشد
همه نقوشِ بداں صورتِ خیالیِ تست — که هیئتش بکشیده بلوحِ جاں باشد
در آں خیال که طبعِ تو هست مصروفش — دراں بمیری و حشرِ تو هم دراں باشد

بچشمِ فکر چوں دیدیم احمدؐ
برآمد او ولی بے ما برآمد

ایضاً

مہرش بدرونِ دل چوں روح رواں باشد — واں شوقِ لقای او یک مونسِ جاں باشد
چشمیکه سوی دلبرای دل نگراں باشد — دیدارِ رخش بہتر از جان و جہاں باشد
آں حسنِ دل افروزش واں نازِ نہاں سوزش — تا قبلهٔ ارواحِ صاحب نظراں باشد
درعشق ز خود رفتن دل دادن و گم گشتن — ایں شیوهٔ عشاق و ہم اہلِ دلاں باشد
اندر دلِ خود عاشق صد عیش و طرب دارد — از مستیِ عشقِ او ایں پیر جواں باشد
جائیکه دلِ عاشق تا مسکنِ خود کرده — آں منزلِ او برتر از وہم و گماں باشد
جانی که بکرده جا در خلوتِ بیرنگی — تا مسکنِ او بیروں از کون و مکاں باشد
اسرارِ محبت کاں در عاشق و معشوق است — علمی است که او بیروں از شرح و بیاں باشد
در عینِ پریشانی جمعیتِ دل دارد — سرسبز گلستانش در عینِ خزاں باشد
در خلوتِ بیچونیشاں کی وہم و گماں گنجد — آنجا نه چنیں باشد آنجا نه چناں باشد
ہر عاشقِ دلداده در گوشه بر افتاده — در عشق تو گم گشته بے نام و نشاں باشد

سوی تشبیہ مائل گشت تنزیہ
نہانی ہا ہمہ پیدا بر آمد

عجب بے مثل ہر بستہ است تمثال
کہ روح القدس پیشم تا بر آمد

نہاں شد در لباسِ خوبرویاں
پس آنگہ با رخِ زیبا بر آمد

باول چوں قبائے جسم پوشید
بشکلِ آدمؑ و حوّا بر آمد

گہے کردہ تجلی بر سرِ طور
گہے شکلِ یدِ بیضا بر آمد

یکے دار نفس خود احیای اموات
چو روحی از دمِ عیسےٰ بر آمد

تجلی کردہ در ارواح و اجساد
شہنشاہانہ از بطحےٰ بر آمد

درونِ حسن لیلےٰ جلوہ کردہ
چو مجنوں سر برہ از سودا بر آمد

زمستی ہا قبا بدریدہ چوں گل
چو بلبل با دلِ شیدا بر آمد

ز حسنِ دلبراں با فتنہ پرداخت
بعالم صورتِ غوغا بر آمد

بر آمد در لباسِ عشق باناں
سرِ بازار ہا رُسوا بر آمد

بروئ گلرخاں گلگونہ حسن
چو درد و سوز از دلہا بر آمد

میانِ باغِ چشم و گلشنِ دل
چو سروے با قدِ رعنا بر آمد

چو بادہ جوشہا زد در خُمِ جاں
بدل چوں مستئ صہبا بر آمد

بہر جا جلوہ حسنِ رخِ اوست
یقیں میداں کہ بے ہمتا بر آمد

به بزم می پرستان حقیقت — خمار و سُکر چوں صہبا نه گنجد

بجز حیرت من و ما را گذر نیست — که اوئی و توئی آنجا نه گنجد

عجب ماہئ بے مائی ست کانجا — خیالِ لا و ہم اِلّا نه گنجد

برو در بحرِ وحدت قطره انداز — تعدد اندراں یکتا نه گنجد

چو آئینه به پیشِ حُسنِ رویش — بجز حیرانئ دلہا نه گنجد

بکن نفی وجودِ غیرِ او را — که در سلطانیش ہمتا نه گنجد

دراں میداں پرِ جبریل سوزد — کسے در قوسِ اُو ادنیٰ نه گنجد

بهنگامِ تجلی گشت بیہوش — در آنجا ہستئ موسیٰ نه گنجد

به بحر انداز احمدؐ قطرهٔ خویش
که اندر کوزه ات دریا نه گنجد

ایضاً

هزاراں موج از دریا بر آمد — به شکلِ ہر عدو یکتا بر آمد

چو بیرنگی لباسِ رنگ پوشید — پس عین الجمع تا شتیٰ بر آمد

بصد خوبی باعیاں جلوه ہا داد — مسمیٰ صورتِ اسما بر آمد

ز دردِ دل و گریه ها چو ابرم — بآں ماه چوں برقِ خنداں رساند
کجا قاصدے تا بآں راحتِ جاں — حکایاتِ حالِ پریشاں رساند
خدا را کسے تا بہ آں آئینہ رو — حدیثے ازیں چشمِ حیراں رساند
چو یعقوبؑ ایں جانِ مشتاق ما را — بآں غیرتِ ماه کنعاں رساند
نه پیکے که از حالِ زارِ دلِ من — خبر پیشِ آں شاه خوباں رساند
صبا را بگو بلبلِ جانِ ما را — بآں روئے رشکِ گلستاں رساند
من از صحبتِ زاهداں تنگ جانم — مرا کس سوئے بزمِ رنداں رساند
کجا هست ساقی که تا جانِ ما را — به خمخانهٔ مے پرستاں رساند
چو قطره مرا سوئے بحرِ معانی — چو ذرّه به آں مهرِ رخشاں رساند
نه همدم رفیقے که تا جانِ احمدؐ — بآں روئے چوں ماه تاباں رساند

ایضاً

جز آں مه در دلِ شیدا نه گنجد — بجانم غیرِ ایں سودا نه گنجد
دلِ عاشق ز فکرِ غیر خالی ست — درونِ قیس جز لیلیٰ نه گنجد

جانهائ عاشقاں ز سر ناز سوخته
دلها به زلف بسته و مستانه میرود

عاشق نه بیخودی سوئے شمعِ جمالِ دوست
بے اختیار صورتِ پروانه میرود

سوزد هزار بار اگر جانِ عاشقاں
کے عشق شمع از دلِ پروانه میرود

از وحشتِ جنون محبت هر عاشقے
بگریخته ز خلق بویرانه میرود

زاهد به عشق ساقیٔ مهرو و شوقِ مے
خرقه گرو نهاده به میخانه میرود

عاشق چو یافت لذتِ ساقی و جام مئ
بیخود بسوئ باده و پیمانه میرود

چوں شکلِ دلفریب بتاں دید یک نظر
زاهد نه کعبه جانبِ بتخانه میرود

شوریده سر چو دید مرا آں نگارِ من
خندید و گفت احمدؔ دیوانه میرود

ایضاً

نه یارے که جانم بجاناں رساند
مریضِ دلم را بدرماں رساند

خدا را من زار و بیمار دل را
کسے تا بآں راحتِ جاں رساند

صبا کو که تا نگهتے زاں گل تر
بایں بلبلِ زار و نالاں رساند

حیات دلم شد لبِ لعلِ جاناں
نه خضرے که تا آبِ حیواں رساند

آفتابِ روئے جاناں پردہ از رخ چوں کشود
از دو نورِ جلوۂ واز تابشِ خورشیدِ حسن
عاشقاں راز اں تجلیٔ جمالِ بے مثال
ساقی آمد بادو چشمِ مست و جامِ می بدست
از سرودِ مطرب واز نغمہ ہائے دلنواز
نالۂ نے ہمچو اسرافیل جاں را زندہ کرد

ہمچو انجم جانِ من محوِ شعاعِ حسن بود
سوخت جان و دیدہائے عقل شد کور و کبود
غرق جان در بحرِ وحدت بود و دیدہ در شہود
زاں شرابِ کہنہ ہوشِ اہلِ مجلس در ربود
جانِ عاشق ہمچو گردوں در سماع و رقص بود
اہتزار آمد میانِ روح زاں بانگِ سرود

من ز خود رفتم مپرس احمدؐ ز من آں وقت و حال
بیخودی آمد بجا نہاد ایں دو چشمِ سر غنود

دیگر

آں جانِ عاشقاں بسوئے خانہ میرود
آں شوخ را نگر کہ چہ مستانہ میرود
آں ماہرو کہ روشنیٔ جان جمالِ اوست
بے اختیار دل سوئی دلدار می کشد
از سوئی کشتگان و شہیدانِ تیغِ ناز

جانم ز بی دلی پئے جانانہ میرود
خلقے بپیش چو عاشقِ دیوانہ میرود
با رخ چو مہر و طلعتِ شاہانہ میرود
در اضطرار جاں سوئے جانانہ میرود
رو یک طرف بکردہ و بیگانہ میرود

از دلبرِ بیدرد ز بس برگرداں میرود
دلبر بیگانہ میرود

هر آں کو شد بہ بحرِ بیخودی غرق
گرامی دُرِّ دریائے تو باشد

بگیر احمدؔ درِ پیرِ خرابات
کہ آں ملجاؤ ماوائے تو باشد

ایضاً

آنکہ دل بردہ ز من نگہتِ گیسوئے تو بود
وانکہ زد زخم بجاں غمزۂ جادوئے تو بود

مثلِ پروانہ پئے شمع رخت سوختہ ام
نالۂ بلبلِ جانم ز گلِ روئے تو بود

دینِ من دیدنِ تو مہرِ تو ایمانِ من است
قبلۂ من رخِ تو کعبۂ من کوئے تو بود

زلفِ مشکینِ تو زنجیرِ جنونم گشتہ
مسکنِ ایں دلِ دیوانہ سرِ کوئے تو بود

چوں پری آمدہ در برج وطن ساختۂ
بود فانوس ظلم شمع در روئے تو بود

قصرِ عشقِ تو بود بیخودی و بیرنگی
حیرت و گم شدن از پیچ و خمِ کوئے تو بود

آنکہ از احمدِؔ مسکین دل و دین غارت برد
شوخیٔ غمزہ و آں طرۂ ہندوئے تو بود

دیگر

احمدؐ ادائم دعا کن ہر سحر
مہر رویش شمع ایں کاشانہ باد

ایضاً

خوش آں شیدا کہ شیدائی تو باشد — خوش آں رسوا کہ رسوائے تو باشد
خوش آں جائے کہ مہر بست در روے — خوش آں دل کاندروجائے تو باشد
خوش آں سینہ خوش آں سر کاندرونش — زعشق و سوز و سودائے تو باشد
نہ بیند سوئے حورانِ بہشتی — کسے کو در تماشائے تو باشد
حیاتِ عاشقانِ بیدل و زار — جمالِ روح افزائے تو باشد
فرشتہ گر جمالت را بہ بیند — فدائے روئے زیبائے تو باشد
ملائک سجدہ می آرند کانجا — نشانے از کفِ پائے تو باشد
زغوغائے قیامت کی بترسد — ہر آنکو مست و شیدائے تو باشد
کند عشاق را زیں عشق فانی — کہ تا ہستی نہ ہمتائے تو باشد
نہ ترسد ہمچو منصورؔ از سرِ دار — کسے کو مست صہبائے تو باشد
جہاں آئینہ و خوبیٔ عالم — زعکسِ روئے زیبائے تو باشد

دل ز تنگیِ کشاکش ہائے عقل آزاد بہ　　جانِ من در کار و بارِ عشق خوش اسلوب باد
شعرہا یم در حضورِ حضرتِ جانانِ ما　　بہرِ اظہارِ غمِ دل نامہ و مکتوب باد

آرزو دارد دلِ شیدائیِ احمدؐ روزِ حشر
با سگانِ کوئے او ہستیِ من منسوب باد

ایضاً

جاں فدائے حضرتِ جانانہ باد　　دل ز فکرِ غیرِ او ویرانہ باد
ہمچو مجنوں از جنونِ عشقِ تو　　ہر کہ دیوانہ نشد دیوانہ باد
با ہمہ تقدیسِ جبریلِ امیں　　پیشِ شمعِ روئے تو پروانہ باد
ہر دلِ افسردہ اے ساقیِ عشق　　از دو چشمِ مستِ تو مستانہ باد
خرقۂ سالوس و زہدِ خشکِ ما　　دائما رہنِ مے و پیمانہ باد
در غمت چشمے کہ خونِ دل بریخت　　پر ز خونِ آں دیدہا را خانہ باد
دردِ عشقت شد نصیبِ دوستاں　　دور ازیں غم جانِ ہر بیگانہ باد
اندرونِ جانِ من از عشقِ تو　　صد چنیں چوں استنِ حنانہ باد
آتشِ عشقِ تو نورِ جانِ ماست　　زیں چراغ آباد دل را خانہ باد

بحسنِ روئے خود صبرم ربوده — قرارم از قدِ بالائے فرّخ
به عشقِ یار عمرِ خود کند صرف — زہے عاقل زہے دانائے فرّخ
دلم برده یکے سروِ روانی — بباغے با قدِ رعنائے فرّخ

بیا احمدؐ چو مرداں جاں فدا کن
به حسنِ یار دل آرائے فرّخ

دیگر

در غمِ عشقِ تو گریاں دیدهٔ یعقوب باد — در بلاہا یارِ من صبرِ دلِ ایوب باد
سر زسودائی محبت والہ و شوریده به — وز فروغِ حسن جاں در فتنہ و آشوب باد
تن زجوشِ عشق اندر چرخ و رقصاں ہمچو طور — سوختہ جاں از تجلئ جمالِ خوب باد
روح من از راحِ عشقِ تو بود مخمور و مست — جانِ من از سیلئ اجلالِ تو مضروب باد
کم مبادا لذت زخمِ سنانِ غمزه ات — چاشنئ جورِ تو جانِ مرا محبوب باد
چشمِ جان و علم و عقل و فہمِ من اے ماہرو — از تماشائے جمالِ غیرِ تو محجوب باد
دل زفرطِ شوق و مستئ شرابِ بیخودی — دست افشاں از سرور و از طرب پاکوب باد
ہوشِ من مدہوش باد از مئے مہرِ حبیب — وز جنونِ عشق و سودا عقلِ من مغلوب باد

از بهر گشادنِ دلِ تنگ — داری تو بدستِ خویش مفتاح

از کذلکِ بیخودی تو حک کن — نقشے که گرفته اند الواح

بردار ز من تو ظلمتِ هجر — از حسنِ رخت چو نورِ اصباح

جانند ز مهرِ تو زجاجه — عشقِ تو درو لبانِ مصباح

احمدؒ بدرِ تو سر نهاده

دارد جانش بتو صد الحاح

ایضاً

بدیدم دی رخِ زیبائے فرّخ — جمالِ دلربا سیمائے فرّخ

جنونے کز غمِ عشقِ تو باشد — مبارک وحشتے سودائے فرّخ

چو مے جانِ مرا مستی فزوده — خمارِ نرگسِ شہلائے فرّخ

ببالِ بیخودی پرواز کردم — رسیدم تا مقام و جائے فرّخ

ز قیدِ ننگِ ساقی جاں رہا کرد — بیک جامِ مئے و صہبائے فرّخ

نظر کن از فرح بر داغِ سینه — بباغِ دل بہ بیں گلہائے فرّخ

دلی کو آئینه ساں محوِ حسن است — چو مجنوں پر شد از لیلائے فرّخ

پری روی بعین لشکر حسن — تمامی ملک جاں را کرد تاراج
تو در خوبی و زیبائی شہ حسن — جمالت بر سر خوباں بود تاج
بہ تخت جاں چو شاہ حسن بنشست — ازاں خانہ خرد را کردہ اخراج
جمالش از ہمہ خوبان عالم — ستاند ہمچو شہ از ہر یکے باج
بت من از برائے تیر غمزہ — دل عشاق را کردست آماج
پئے تاراج کردن ملک دلہا — ز غمزہ حسن تو بفرستہ افواج
بخود چوں جوش زد بحر حقیقت — دو عالم سر بر آوردہ چو امواج

دل احمد بتاں سوے جمالت
برائے یک نظر گردید محتاج

ایضاً

ساقی قدحے بدہ ازاں راح — کو مست کند قلوب و ارواح
از مستی و از نشاط مے ریز — در کاسۂ روح ما چو اقداح
اے مطرب عشق نغمہ کن ساز — تا رقص کنند جملہ اشباح
افسردگی دل پریشاں — از بادہ در آر سوئے اصلاح

سوخت جانم عشقِ خوباں الغیاث ‌‌ ریخت خونم تیغِ ہجراں الغیاث

ای پری در عشقِ تو دستِ جنوں ‌‌ میدرد جاں را گریباں الغیاث

گشت چوں یعقوب چشمِ من سپید ‌‌ از غمت ای ماہِ کنعاں الغیاث

ای حقیقت باش کشتیبانِ من ‌‌ میشوم من غرقِ طوفاں الغیاث

آفتابِ ذات از فرطِ شعاع ‌‌ گشتہ شمعے زیرِ داماں الغیاث

صبحِ وصلِ روز مارا شام کرد ‌‌ ظلمتِ شبہای ہجراں الغیاث

یار زخمِ لن ترانی می زند ‌‌ دیدہ ام دیدارِ جویاں الغیاث

شورشِ عشق ست از حسنِ پری ‌‌ زاں چو نی داریم افغاں الغیاث

نالہ ہا از دمِ نائی بود ‌‌ عشق نالاں جرم برجاں الغیاث

فتنہ حسن ست ومن رسوائے شہر ‌‌ سوی دارم بردہ ناداں الغیاث

مصحفِ ایمانِ احمد سوختی
از ستم ای نامسلماں الغیاث

ایضاً

بہ عشقش سر فدا کردن چو حلاج ‌‌ روانِ عاشقاں راہست معراج

ساقیا از بادہ جانم مست کن	سخت از ہوشم پریشاں الغیاث
ہستئ وہمی بروں آوردہ سر	رخ حقیقت کردہ پنہاں الغیاث

جان احمدؒ ہمچو پروانہ بسوخت
زلے رخت ای شمع خنداں الغیاث

از محبت بیقرارم الغیاث	دل از و پردردارم الغیاث
من ز درد عشق زارم الغیاث	روز و شب زو بیقرارم الغیاث
با فغان و نالہ ہا کار من است	دائما در اضطرارم الغیاث
سوختہ جان عزیباں بیدریغ	آتش حسن نگارم الغیاث
در جگر صد تیر از غمزہ زدہ	ترک چشم مست یارم الغیاث
آہ در عشق بتان ماہ رو	سر بسر رسوا و خوارم الغیاث
من بجان خویش از تیر غمش	ای حریفان زخم دارم الغیاث
گفتہ ام حق لیکہ ایں حق ناشناس	کردہ ناحق سر بدارم الغیاث

احمدؒ ادر دام زلف دلبراں
او فتادہ چوں شکارم الغیاث

ایضاً

در هوائے لاله رویاں همچو ابر — خوں زچشمِ خویش بارم الغیاث
عشقِ خوباں خونِ جانم ریخته — نالها زیں درد دارم الغیاث
یک دو جامم ده زغم آزاد کن — ساقیا سر پر خمارم الغیاث
ترکِ چشمِ مست تیرِ غمزه زد
احمدؔ ازاں دلفگارم الغیاث

ایضاً

اے زجورِ چشمِ جاناں الغیاث — زد زغمزه زخم در جاں الغیاث
نے جمالت ای حیاتِ جانِ ما — نالها داریم و افغاں الغیاث
وحشتِ سودائے زلفِ دلبراں — کرد جانم را پریشاں الغیاث
از فراقِ آں نگارِ ماه رو — همچو نے هستیم نالاں الغیاث
آں ستمگر خونِ جانم ریخته — از سنانِ تیرِ مژگاں الغیاث
همچو طرّاراں دلم برده بتاں — هم نهاں دزدیده ایماں الغیاث
لشکرِ غمزه بتانِ سنگدل — کعبهٔ جاں کرده ویراں الغیاث
مارلیفاں را سنانِ غمزه ات — میخلد در جاں چو پیکاں الغیاث

هرکه ومه اندریں سودا خراب — بستهٔ زلفش ذکور و هم اناث

عشق خونم میخورد خود سے دریغ — آنچنانکه مردماں شارخ کراث

بایهٔ درد و بلا اندوختیم — نیست اندر خانه ام جزایں اثاث

اے دلم از درد و اویلا مکن — شیوهٔ مرداں نباشد انبثاث

غم مخور از جور هجرش احمدا
از کرم روزی شود یارب عناث

دیگر

کشتهٔ جورِ نگارم الغیاث — زو بجاں صد زخم دارم الغیاث

دل ربود از من نگارم الغیاث — باز کشته خوار و زارم الغیاث

آنکه بود آرامِ جانِ نے بیقرار — از دلم برده قرارم الغیاث

خون دل خورده بجاں آتش زده — الغیاث از جورِ یارم الغیاث

نے جمالِ دلفروزِ گلرخاں — من سراپا خار خارم الغیاث

دین و دل بردند ایں غارت گراں — وز ستمها کشته زارم الغیاث

از تطاول هاے زلفِ دلبراں — بس پریشاں روزگارم الغیاث

ای خلیفه زاده مسجود ملک — بر رخ تو فر سلطانی کجاست

حق شناسی را بده دعوی ولکن — در دلِ تو ذوقِ عرفانی کجاست

خورده از نفسِ خود بنگابِ غرور — منتهی آن خم یزدانی کجاست

جانت اندر بندِ دیوی شد اسیر — سیرِ روحی بهر زندانی کجاست

جان فدا کردند بر دین اہلِ دین — ای مسلمانان مسلمانی کجاست

مست کرده آنکه جانِ بایزید — آن مئی پر جوش سبحانی کجاست

عشق آید خانمان ویران کند — گر تو داری عشق ویرانی کجاست

غیرِ او را چون ز دل راهی دهی — ای دلم بنگر که دربانی کجاست

رحمتی کان گبر و مومن را گرفت — اے رحیم آن رحمِ رحمانی کجاست

آنکه جانت برده از یک جلوهٔ
احمدا آن شکلِ روحانی کجاست

ایضاً

بانوردِ عشقِ خوبان الغیاث — می کند در سینهٔ من انبعاث

اے دریغا عشق خونم ریخته — نیست کس بر جورِ جانم مستغاث

بری ز حسنِ دلم وانگهم کشی بر دار
بکشتن من بیچاره خوش بهانهٔ تست

دلا لعشق وعمِ گلرخان گلشنِ دہر
چو بلبلاں ہمہ گلبانگ عاشقانهٔ تست

ربودهٔ دلِ احمدؒ بہ غمزهٔ شیریں
بجانِ وی ہمہ افسونِ ساحرانہ تست

ایضاً

ساقیا آں راحِ ریحانی کجاست
پر خمارم مستیٔ جانی کجاست

آں لبِ چوں لعلِ رمانی کجاست
تشنہ کام آبِ حیوانی کجاست

منکہ رندم خرقہ را آتش زدم
در دلِ من ننگ عریانی کجاست

عاشقیم و بہرِ دیدار آمدیم
اے خلیل امروز مہمانی کجاست

گر جمالِ مہرِ حسنش دیدہ
در تو چوں آئینہ حیرانی کجاست

ہمچو یعقوبم شدہ دیدہ سپید
آں جمالِ ماہ کنعانی کجاست

سوختم از عشقِ ایں سنگیں دلاں
بہرِ ایں دل راحتِ جانی کجاست

آنکہ شد بارِ امانت را حمول
جوہمش آں روح انسانی کجاست

متحّد بودیم ما با جانِ جاں
ای دریغ آں عہدِ روحانی کجاست

شیوهٔ عاشق کشی و بے نیازی خوئے اوست

بیا بیا که دل و دیده هر دو خانهٔ تست
تو نورِ چشمِ منی چشم آشیانهٔ تست

دل و جگر همه پیشِ تو کرده ایم هدف
تو تیرِ غمزه بزن سینه ام نشانهٔ تست

بحسنِ خود دلِ فرهاد برده و ز قیس
جمالِ لیلیٔ و شیرین یکے بهانهٔ تست

سجودِ کافر و مومن همه بسوئے تو بود
وجودِ دیر و حرم سنگِ آستانهٔ تست

زده ای ماهرخان حسنِ روئے تو پیدا
فغانِ دل شده گلبانگِ عاشقانهٔ تست

جنونِ عشقِ ترا ایک جهان تماشائی
بهر طرف بزبانِ همه فسانهٔ تست

زدی درونِ دلم آتشی چو پروانه
بحسن شمعِ رخان شعلهٔ و زبانهٔ تست

ز دستِ عشق بدل زخمه می زنی بنهال
فغانِ بربطِ جانم یکے ترانهٔ تست

تو شهسوارِ جمالی و کاکلِ مشکیں
سمندِ عشقِ مرا اینک تازیانهٔ تست

برائے رندِ خرابات و عاشقِ بدنام
سرور و مستیٔ عشق از مئے مغانهٔ تست

محبتِ تو بجا نهاست گوهرِ نادر
هم اشکِ عاشقِ بیدل دُرِ خزانهٔ تست

چو زلف و خال که بر روئے همچو مه داری
بصیدِ مرغِ دلم طرفه دام و دانهٔ تست

حریفِ بزمِ محبت ندیمِ خسرو بیت
غریقِ بحرِ حقیقت دُرِ یگانهٔ تست

سرودِ عشقِ تو گشته فغان و نالهٔ من
حنین ورد دلم چنگ و هم چغانهٔ تست

بیخودی و محو و حیرانی نشانِ عشق اوست — گم شدن در عشقِ آن جانِ جهان برهانِ ماست

میدمد در جانِ من چون نالهٔ دم خود آن پری — تا از و این های هو و ناله و افغانِ ماست

جان چه شد با صد هزاران جان بقربانش کنم — کان حیاتِ عاشقان جانِ جهان مهمانِ ماست

کم نشد هر چند آب چشم بر روی ریختم — آتشی کان از سرِ سودای او در جانِ ماست

ناله و افغانِ جانِ عاشقان اندر جهان — یک علم از حسنِ روی حضرتِ جانانِ ماست

انفس و آفاقِ احمد چون تجلی گاه اوست
عشقِ ما و حسنِ خوبان صورتِ عرفانِ ماست

روی هر دلبر تجلی گاه حسن روی اوست — نکهتی کان آورد باد صبا آن بوی اوست

پرتو خورشید رویش هر جهت بگرفته است — پس بهر سو که آوردیم رو آن سوی اوست

قبلهٔ دل کعبهٔ جان روی آن جانِ جهانست — سجده گاهِ عاشقان طاقِ خمِ ابروی اوست

میلِ هر دل بر جمال و حسنِ رویش منتهی است — منزلِ دیر و حرم ای دل همی از کوی اوست

آنکه زد شعله بجانم برقِ حسن آن لب است — وانکه بربوده دلِ من نکهتِ گیسوی دوست

جمله دلها شیفته بر حسن روی آن پرست — جانِ خلقِ دو جهان بستهٔ تارِ موی اوست

ترکِ چشمِ مستِ او غارتگرِ جانهای ماست — وانکه زد دیده دل و دین طرهٔ هندوی اوست

از سرِ نازِ بتان عشاق را جان سوخته — سحرهای چشمِ خوبان غمزهٔ جادوی اوست

احمدا با که بگویم حالِ آن طنازِ شوخ

از دل وجاں پیش شمعِ روئے تو | سوختن پروانہ سانم آرزوست

بخود دم کن زاں دو چشمِ مست ناز | یک نظرای جان جانم آرزوست

مثلِ موسیٰ بر سرِ طورِ یقین | زاں تجلیٰ عیانم آرزوست

نیست گشتن اندرونِ ہستیش | گم شدن در بے نشانم آرزوست

تا جمالش بینم از چشمِ یقیں | برتر از وہم و گمانم آرزوست

نیست گردم او نشیند جائے من | از دمش چوں نے فغانم آرزوست

احمدا چوں گشتۂ در عشق پیر
قوّتِ بختِ جوانم آرزوست

غزل

اینکہ دردِ عشقِ تو درجانِ ما درمانِ ماست | آتشِ مہرِ تو در دل روشنیٔ جانِ ماست

شعلۂ زو عاقبت تا عقل وجاں من بسوخت | آتشی از عشق کاں در سینۂ سوزانِ ماست

بے جمالِ دلفروزت اے مہ تابانِ من | سیلِ خوں ہر دم رواں از دیدۂ گریانِ ماست

عکسِ حسنِ آں پریرو باکمال آب وتاب | ہمچو آئینہ درونِ دیدۂ حیرانِ ماست

زخمہای کاں زدی بر دل ز تیرِ غمزہ ہا | خوں چکاں از چشم وآلودہ از و دامانِ ماست

صد ہزاراں عاقلاں در دامِ زلفِ او اسیر
گشت زنجیرِ دلِ عشاق گیسوئے حبیب

بنگر از چشمِ حقیقت منگر از چشمِ مجاز
ہست سروِ لایزالی قدِّ دلجوئے حبیب

کاکلِ مشکینِ جاناں دامِ دلہا آمدہ
بستہ چوں زنجیرِ جانِ عاشقاں موئے حبیب

عاشقِ گم گشتہ دل را جاں نہ بہ سوئے رسید
پس بہر سوئے کہ رو آرد بود سوئے حبیب

سجدۂ زاہد بسوئے سنگ دیوار است و خشت
سجدۂ عاشق بود بر جلوۂ روئے حبیب

ہر یکے را در جہاں طاقِ عبادت دیگر ست
سجدہ گاہِ عاشقاں محرابِ ابروئے حبیب

عاشقاں را دائما غارتگرِ دین و دل اند
ترکِ چشمِ مست نار و زلفِ ہندوئے حبیب

من نیم تنہا قتیلِ بے نیازی ہائے او
صد ہزاراں ہست جا احمدؔ کشتۂ خوئے حبیب

غزل

بوئے یارِ مہربانم آرزوست
راحتِ روح و روانم آرزوست

خرقۂ و شملہ چہ کار آید مرا
دردِ دل سوزِ نہانم آرزوست

چاشنئ غمزہ ات زد در دل
زخمِ دیگر زاں سنانم آرزوست

کردہ ام سینہ ہدف ای ترکِ مست
تیر زابروئے کمانم آرزوست

احمدا در مدرسه من درس عشقش میکنم
مصحفِ روی حبیباں بس بود ما را کتاب

غزل

گر حقیقت از جمالِ خود براندازد نقاب — از وجودِ تو نشاں باقی نماند هیچ باب
تابشِ خورشیدِ معنی چشمها را خیره کرد — در ردائے نورِ خود پنهاں شده خود آفتاب
این وجود و هستیٔ ما جز گمان و وهم نیست — هستیٔ حق بحر باشد هستیٔ عالم سراب
در ازل چون بحرِ معنی موج زد در خویشتن — سر بروں آورده زو جمله جهاں مثلِ حباب

هوش احمد ساقیا از بادهٔ توحید بر
یکدو ساغر ده که تا جانش شود مست و خراب

غزل

دی صبا پر مشک آمد سویم از کوئی حبیب — مست و شیدا شد دلم زاں نکهت و بوئے حبیب
یک نگاهِ مست او صد دین و دل کرده خراب — سحر دارد بهرِ جانها چشم جادوئے حبیب
کعبهٔ شوریدگان و بیدلاں شد کوئی دوست — قبلهٔ جانهای عشاق آمده روئے حبیب

جان و دل را تا بقربانت کنم
شور برحمت یکشبی مہمانِ ما

در دلِ شیدائی ما آتش زده
شعلهٔ حسنِ رخِ جانانِ ما

گم شدن در عشقِ تو توحید ماست
دیدن روی بت بود عرفانِ ما

دیدن دلدار احمدؐ دینِ ماست
ہست مہر آں صنم ایمانِ ما

غزل

ز آتش سودای مہرِ تو جگر گردید آب
اشک خوں میریزد از چشمم بعشقت چوں سحاب

کشته چوں حسنِ بتاں غارتگرِ دین و دلم
بر درِ دیرِ مغاں افتاده ام مست و خراب

فتنهٔ خلقِ جہاں خود آفتِ عشقِ تو شد
در فغان و ناله آمد از تو جان شیخ و شباب

بی رخ چوں لالهات ای سرو گل اندام من
میرود از چشمِ من ہر لحظه سیلِ خونِ ناب

عشقِ خوباں مردگانِ گورِ تن را زنده کرد
قوّتِ دلہای پیران آمده حسنِ شباب

فتنهٔ دین و دلِ عشاق چشمِ شوخ اوست
در نگاہِ مست نازش صد ہزاراں جاں خراب

در کمندِ زلفِ خود چوں گردنِ جان بسته
بندهٔ روی تو ایم و تو خداوندِ رقاب

ساقیا زین ہوشیاری بس خمار آلوده ام
غرق کن ہستیِ من در خمِ ہستی شراب

احمدؐ و محمود و حامد وصفِ اوست
ذاتِ پاکش مدحِ ما را منتہی

غزل

بارخِ چوں مہرائے جانانِ ما / باش نورِ دیدۂ حیرانِ ما
تو چو جانی جان ندیده ہیچکس / زیں نمی آئی تو در چشمانِ ما
کس ندیده روح را از چشم سر / دیدنش خواہی بہ بیں ایمانِ ما
یار چوں عشق آمد و در دل نشست / آنِ او گشتم شده او آنِ ما
ای پری در ایں جہان و آنجہاں / عشقت آمد حجت و برہانِ ما
آنکه کرده سینه ام را پر ز داغ / شد بہار و رونقِ بستانِ ما
بہرِ تست ای ماہِ من شام و سحر / درد و آه ناله و افغانِ ما
از جمالِ ہمچو ماہِ چار ده / ساز روشن کلبۂ احزانِ ما
ہمچو بلبل نالہا دارم بسے / در غمِ تو اے گلِ خندانِ ما
صبر نگند یکدم و یک لحظه / بے جمالت دیدۂ گریانِ ما
ای حیاتِ عاشقان دیدارِ تو / حسنِ تو بود است روح و جانِ ما

ایضاً

عشق جبارست بر ارواح ما | آنچنان که خلق در حکمِ قضا
چیست انجم پیش مهر نیمروز | حکم قاضی راست و مقضی محو ولا
هیچو گوئی جان پیش صولجان | تا همی برّاندش تحت و علا
جبل جبّاری شده ویرا مهار | هیچو اشتر گویدش هین و بیا
دامِ خس انداخته بدنامِ من | تا ملامت ها شده ما را صلا
از دل ما سر برآرد جی وار | از غم و از حزن و از لطف و عطا
تا دگر گردد مرا این چشم و گوش | تا دگر گردد دل و فهم و ذکا
کیست آن تا دم زند چون ذرّه | پیش تاب حضرتِ شمس الضحیٰ
این منی و مای ما چون سراب | پیش بحر قلزم بی منتهیٰ
یک دمی ای مهر تابان خوش بتاب | ذرّه ها را بشکن این وهم انا
تا بهیبت محو گردند این همه | ماهرو یکدم نقاب از رخ کشا
وای ناکامی ما در عشقِ تو | وای جانم وای دردِ بی دوا
داغ عشقت چون نهادی بر دلم | مرهمی شو هم پی این زخمها
کشف کن یکدمی اسرار خویش | نیز سرِّ این عدم هستی نما

غزل

شوخی که آموخته شاهدان را — گز غمزه جان سوخته عاشقان را

این رهزنان و این ترک چشمان — غارت بکرده ایمان و جان را

یا رب که آرام جانم ربوده — سویم بیاید آن دلستان را

از جورت ای بت تا چند نالم — کشتی به غمزه این نیمجان را

هر کس که دیده باغ جمالت — دیگر نه بیند او گلستان را

بی شمع رویت روشن که سازد — این ظلمت هجر و تیره شبان را

از جام عشقش بیخود چو گشتم — دیدم همین جا من لامکان را

این رنگ زرد و این آه سردم — خود فاش کرده راز نهان را

کی از ملامت ترسد دل ما — تا ترک سازیم عشق بتان را

بیند جمالش چشم یقینم — زاهد بکرده قبله گمان را

احمد ز حال سوز درونی
تا چند گوئی در کش زبان را

غزل

به عشقت جانِ من بیمار شد بیمار تر بادا
وگر دل از محبت زار گشته زار تر بادا

ز رسوای و بدنامی کجا ترسد دلِ عاشق
به سودای محبت خوار اگر شد خوار تر بادا

زدی زخمی بجانم آنچنان کز وی دلم خون شد
دو چشم گر ازان خونبار شد خونبار تر بادا

پی غارتگری جان عاشق زلفِ هندویش
بشوخی ها اگر طرار شد طرار تر بادا

اگر آن چشم پر فتنه به تیر غمزهای خود
برای عاشقان غمخوار شد خونخوار تر بادا

بعیاری و شوخی خون عاشق ریخته آن بت
دو چشم او بخون عاشقان عیار تر بادا

ز تیغ نازان دلبر دلِ شوریده عاشق
چه غم دارد اگر افگار شد افگار تر بادا

دلِ شوریده عاشق ز دستِ ساقی مهرو
بجامِ عشق اگر میخوار شد میخوار تر بادا

ز صهبای محبت و ز دو چشم پر خمارِ او
دلِ عاشق اگر سرشار شد سرشار تر بادا

مترس ای دل براهِ عاشقی از ننگِ رسوائی
خوشا گر راز تو اظهار شد اظهار تر بادا

در آمد عشقِ تو در دل همه پیوند بگسسته
غمت بهرِ دلم غمخوار شد غمخوار تر بادا

تمامی منکران و زاهدانِ خشک را ساقی
بآبِ بادهٔ تو خرقه و دستار تر بادا

ز صهبائی که ساقی مست کرده جانِ احمد را
چو منصورم خمار از بادهٔ اسرار تر بادا

بدرونِ پردۂ دل غمِ عشق بود پنہاں
نمود اشکِ چشم ہمہ راز آشکارا

زجمالِ دلفروزت نفسے نقاب برکش
گمار بہر قتلم دمِ خنجر حیارا

بجمالِ حسن و خوبی تو مسیح جان مائی
بمریض خویش للّٰہ برسان دمے دوارا

چہ کنم من عمرِ فانی چو توئی حیاتِ باقی
توچو نورِ چشم مائی چہ کنم دگر ضیارا

بجمالِ دلفروزت بکمالِ دلربائی
کہ نماند در دلِ من بجز از تو کس نگارا

بغمت مریض ہستم بصد عجز برنشستم
چہ بود کہ دستگیری چو منِ شکستہ پارا

توکہ شاہِ حسن و خوبی بہ سریرِ دلربائی
زجمال دہ زکوتی منِ بینوا گدارا

بہ نسیمِ زلفِ مشکیں دلِ من حیات یابد
سحری رساں بجانم بہ شمیمِ خود صبارا

بیکے سنانِ غمزہ دو ہزار خون بریزی
بکمالِ حسن و خوبی دلِ تست سنگِ خارا

بہ محبتِ نگاری بہ بلائے عشق شادم
ہمہ عیش ای حریفان ہمہ دلبراں شمارا

توبہ قرب ہمچو جانی کہ بدیدہ مے نیائی
دلِ عاشقانت حیراں بجمالِ تست یارا

ہنوز زندہ ایم ای جان کہ توئی حیاتِ جانم
توئی نورِ دیدہ من بتو بنگرم نگارا

ہوسی ست در سرِ من کہ بہ عشق تو دہم جان
زشکستہ جانِ احمد بہ پذیر ایں دعارا

شد در پیرِ مغاں ماوائے ملجائے ما

ایضاً

رحمی نہ در دل یا رب بتاں را
بجرم کشتہ ایں نیم جان را

ساقی بیادہ رطلِ گران را
تا روند ایں ہمہ ایں را و آن را

للہ یاراں از حالِ زارم
آگاہ سازید آں مہربان را

کردیم و نقش دین و دلِ خود
در عشق جاناں دادیم جان را

آرد بنالہ ایں دردِ جانم
چوں ضبط سازم آہ و فغان را

سینہ سپر شد از بہرِ غمزہ
جانم ہدف گشت زخمِ سنان را

مائیم و رندی ہم عشق خوباں
زہد است و تقویٰ مرزاہداں را

احمدؔ بہ عشقِ آں ماہ پیکر
ایثار کردیم جان و جہاں را

ایضاً

صنما بحالِ زارم نظرے بکن خدا را
کہ نماند بے تو صبرے دلِ ناشکیب را

ایضاً

ایکه کس شبها بروز آمد دریں سودائے ما — کم نشد از صد یکی زین بیقراری ہائے ما

سوختی از نازای مهرو دل شیدائے ما — نالها داریم و نکنی گوش ایں ہیہائے ما

بے جمال دلفروز آفتاب روئے تو — سوخته جان و دل ما آتش سودائے ما

چند نالم می نپرسی هیچ از حال دلم — خاک گردیدیم در عشق رخت ای وائے ما

چهرهٔ زردم نگر وز حال زار ما بپرس — عاشقی و بیدلی پیداست از سیمائے ما

ما که در عشق بتاں از خانماں آواره ایم — گشت زین دیر مغاں و کوئی خوباں جائے ما

ای حریف از درد جاں و بیدلی ما بپرس — دل ربود از ما جمال دلبر زیبائے ما

مفلسیم و بی نوا خانه گرو دکان خراب — عشق غارتگیر برده ایں همه کالائے ما

آں پری چهره که ما مجنوں و شیدای ویم — کے خبر جان ترا ای عاقل از لیلائے ما

ای اسیر رنگ و بو وابسته نام و نشاں — بگذر از خود در بیخودی موجیست اندر دریائے ما

در هوائے آں پری رو ما ز جاں گم گشته ایم — گشت بیجائی ز حیرانی عشقش جائے ما

چوں دم نائی درون نی نهاں کم دیده ایم — از دهان عشق بشنو در جهاں غوغائے ما

احمد از گردش دور زمان فکری مکن

باز آید چون محبت در دلِ احمد نشین	سازد آباد از رخِ خود جان ویران مرا

ایضاً

ساقیٔ فرخنده رو خیز و بده جام را	وز میٔ خود مست کن این دلِ ناکام را
بر سرِ بامم شبی جلوه کن ای ماه رو	وز رخِ چون آفتاب صبح کن شام را
در رهِ عشقت اگر خلق ملامت کنند	لیکه چه پروای ننگ چهل منِ بدنام را
مامنِ دلدادگان چون درِ پیرِ مغان ست	ای دلِ من غم مخور گردشِ ایام را
قبلهٔ من روی تو کعبهٔ من کوی تست	بسته ام از مدتے بهرِ تو احرام را
از منِ شوریده سر بردهٔ آرامِ جان	بارِ دگر جلوه دهِ روی دل آرام را
بادهٔ عشقش بنوش نعره چو بلبل بزن	خیز و تماشا بکن شاهدِ گلفام را
کے سرِ او جست پر مرغ خیالات و عقل	سوخته نارِ جلال شهپرِ اوهام را
ز آتشِ حسنِ رخش سوخته الم ای صبا	کن خبر از حالِ من سروِ گل اندام را
ای دلِ من در غمش چونکه تو کم سوختی	ز آتشِ مهرِ رخش پخته کن این خام را

احمد اگر اسے صنم لائقِ انعام نیست
از کرمِ عامِ خویش خاص کن این عام را

غزلیات

بسم الله الرحمن الرحیم

ساقیا از بادهٔ خود مست کن جانِ مرا — وز طرب بشکن خمارِ حزن و حرمانِ مرا
جلوه گر شو پیشِ من و زن آفتابِ روی خویش — باش نورِ دیدهٔ مشتاق و حیرانِ مرا
عشقِ خوبان را نهان چون جان بدل میداشتم — فاش ای چشم نمودی رازِ پنهانِ مرا
سالها چون زاهدان من زهد و تقوی داشتم — تا به پیمانه شکستی عشق پیمانِ مرا
ز آتشِ حسنِ رخِ او گرچه ای جان سوختی — بر دلِ او کی اثر این آهِ سوزانِ مرا
از یکی غمزه هزاران دین و دل بربودهٔ — بردهٔ در غارت ای طرار ایمانِ مرا
نالها دارم چو نی من از دمِ یارِ عزیز — فهم نکند هیچکس اسرارِ افغانِ مرا
ز آتشِ دل خرقهٔ زهد ریا را سوختیم — از قبای عشق پوشان جسمِ عریانِ مرا
کن تجلی بر دلم ای مایهٔ نورِ یقین — روشنی افزا برحمت چشمِ عرفانِ مرا
ای قدیم از نورِ خود هستیِ حادث محو کن — ای وجوب از من ببر این وهمِ امکانِ مرا
باش ظاهر بر دلم ای ملهمِ اسرارِ غیب — پر ز دردِ عشق ساز اشعارِ دیوانِ مرا
بی تو مینالم چو بلبل ای گلِ خندانِ من — چون خزانِ عشقِ تو آتش زد گلستانِ مرا

شد ترک چشم نازنین غارتگر ایمان من
وز دیده دین و دل ز من یک زلف هندوی کسے

شد مذهبم عشق کسے شد مشربم مهر کسے
شد قبله ام روی کسے شد کعبه ام کوی کسے

دیدم گل خوش رنگ را خاری خلیده در دلم
صد فتنه آمد بهر من از روی نیکوی کسے

این ناله و افغان من بی سود آمد احمدا
چون کشتن دلدادگان شد شیوه و خوی کسے

ایضاً

آمد نسیم دلستان سوی من از کوی کسے
شد پر سرور و پر طرب جان من از بوی کسے

از اندرون و از برون گردیده ام بی چند و چون
رفت از سرم هوش و خرد از سحر جادوی کسے

آمد چو اصل رنگهای رنگی و بیصورتی
رو بی سوی سوی دلا این است ره سوی کسے

از مصحف او آیتی چون انفس و آفاق شد
والشمس زان روی کسے واللیل گیسوی کسے

لیلی کجا مجنون کجا بود آن تجلی جمال
در من جنون عشق زان اثر زور بازوی کسے

شد سایه افگن بر سرم آن جان جان بیچون پری
آید ز هایی و هوی من وز آه من بوی کسے

برهای و هوی عاشقان هم نالهای زارشان
کے رحم آرد احمدا چون جور شد خوی کسے

مارند خراباتی در کوی بتان ساکن
مجموعهٔ بدنامی فارغ ز خود آرائی

شوریده سر عاشق از ننگ کجا ترسد
تا شیوهٔ عشق آمد خود رندی و رسوائی

ای حسن ترا هر دم صد گونه تجلی ها
هر لحظه بشان تو در دیدهٔ من آئی

جانے که ترا ای جان در کسوت مجنون دید
باالله شود مجنون داند که تو لیلائی

هر چند تنشا نهایت در انفس و آفاق است
بے نور یقین لیکن در دیده نمی آئی

از شورش عشق او چون نی بفغان هستم
این نالهٔ زار من بیدان ز دم نائی

دیوانه دل عاشق جز یار نه آرامد
پابند کسے کی شد این وحشی صحرائی

مستغرق عشق او در قلزم بیرنگی
صد بار زند غوطه چون ماهی دریائی

قربان شومت ساقی یک جرعه احمد ده
تا از کرمت جانم ببرد ز من و مائی

ایضاً

کن زنده جانم ای صبا از بوی گیسوی کسے
چون مرده ام از حسرت لعل سخن گوی کسے

من عاشق شوریده سر از کفر و ایمان برترم
دینم شده مهر کسے ایمان من روی کسے

آمد سجود زاهدان سوی حریم کعبه
شد سجده گاه عاشقان محراب ابروی کسے

روح دو عالم آمده ریحان زلف عنبرین
صد جان عاشق بسته شد در تاریک موی کسے

شاه همه خوبانی در خوبی و زیبائی — روح همه عشاقی جان همه جانهائی
چون جلوه کنان آئی با روی دل آرامی — از من ببری یکسر آرام و شکیبائی
ای راحت جان من کی از تو جدا گردم — چون عشق بدلهائی در دیده چو بینائی
ای نور نگاه من بی روی دل افروزت — جان بر لب من آمد باید که تو باز آئی
ایمان ببری غارت صد خانه کنی ویران — چون تو نه کسی باشد در شوخی و رعنائی
رنگ همه گلهائی حسن همه خوبانی — تو جوشش هر عشقی تو مستی صهبائی
در تفرقهٔ عالم من جمع ترا دیدم — گردیده تعدد ها آئینه یکتائی
کی علم ترا داند کی عقل ترا یابد — چون تو شدهٔ پنهان در شده پیدائی
فرخنده دمی باشد میمون نفسی باشد — جائی که رسید از جا گم گشته بجائی
مدحی که ترا گویم برتر تو از آن هستی — وصفی که ترا سازم زان وصف مبرائی
دردی که بدل دارم جز تو نبود دارو — آرام همه دلها هم راحت جانهائی
جانها به فغان آمد از شورش عشق تو — بی صبر و سکون گشته بی تاب و توانائی
در قتل من مسکین جز جرم محبت نی — در هر دل صد غوغا یک خلق تماشائی
هر آنچه که می بینی آن صورت عالم تست — مرئی همه گم گردد گر هم بشود رائی
عشق آمده در جانم رسوائی جهانم کرد — از ننگ چه غم دارد شوریده و رسوائی

همه دل بتست شیدا ز جمال تو نشان نی
همه جاست شور عشقت تو بگو کدام جائی

نه ترا قیاس باید نه حواس درک سازد
بمثال در نگنجی ز همین همان ورائی

نه کسی بجهد و کوشش به نشان تو رسیده
تو خدائی و بسوی دل طالبان خود آئی

ز برای جمله اسما صنما توئی مسمی
پئی هر کمال ذاتی تو بخویش منتهائی

تو منزهی ز صورت ز مثال و از تشبیه
تو ز چند و چون بروئی ز همین همان ورائی

تو نه اینی و نه آنی نه همینی و همانی
ز توئی منی بروئی همه این توئی علی

همه هستی دو عالم چو حباب بحر باشد
نه هستی ماست الا ز تو هست این انائی

توئی همچو جان و عالم بمثال جسم باشد
جسدست آشکارا تو چو روح در خفائی

بمثال مهر تابان که شده روانش نورش
پئی ستر ستر ذاتی تو بخویش خود ردائی

بدرون جانم ای جان تو چو عشق بر نشستی
بحیات و مرگ هر دو ز تو نیستم رهائی

بدل شکستهٔ من نظری ز لطف فرما
که برای مستمندان تو کریم و مرتجائی

شده ام اسیر زلفت بمثال جان عاشق
ز کمند تو دلم را نبود دگر رهائی

به محبت نگاری دل من بسوخت احمد
به بیان هجر و وصلش تو هنوز مبتلائی

ایضاً

بوصال آن پریرو هوسی فضول داری — بشهان باریابی که فقیر و بینوایی
نه پری نه بال داری چو پری بسوی قصرش — نه به بخت تو سعادت که کند بدو رسایی
ز جفای تیغ جانان ز بلای عشق دلبر — چو شدی شهید ای جان تو لعین کربلایی
همه بیدلان بافغان که دلم ببرده دلبر — بمثال دزد پنهان دل عاشقان ربایی
چو درآمدی بجانم شب من چو روز کردی — که به مس تیرهٔ دل تو عجیب کیمیایی
چو مکان و جا گرفتی بدرون جان عاشق — تو اگرچه عشق برتر ز همه مکان و جایی
نه ز خلق اینجهانی نه ز جنس آسمانی — بمن عشق حال برگو تو کیی و از کجایی
تو که نادر و غریبی بجهان بسی عجیبی — بصفات و جوهر خود همه سایه همایی
تو ز جان و تن برونی ز چنین چنان فزونی — نه عرض نه قسم جوهر نه خلا و لی ملایی
تو همای لایزالی به فضای بی‌مثالی — ببری دل برشته سوی اوج کبریایی
دل مبتلای غم را ز الم همی رهانی — که ببازوی تو باشد همه قوت خدایی
چه ثنای تو بگویم که ز مدحها برونی — بکمال ذاتی خود تو هیچ و خود ثنایی
ز تو هست در لبانم همه شور و نالهٔ من — چو پری ز جان عاشق بفغان همی برآیی
همه شور عاشقانت ز دم تو هست هردم — شده نهان بدلها بمثال بانگ نایی
بخم دلم چو باده همه جوشش میزنی تو — بمثال مستئی می ز فغان من برآیی

زحرم برآورد کن سوی کوی میفروشان — زمحبت آتشی زن تو بخرقهٔ ریائی
نکسی به قیل و قالی بوصال او رسیده — بسپار جان بجانان بگذار زراز خائی
توباین غرور زاهد هوس بهشت داری — نرسی بعرش هرگز که تو طایر هوائی
خبری ببر بمسجد بر زاهدان خودبین — که سوی بت طبیعت مکنید جبهه سائی
زهوا دمی جدا شو نفسی زخود برون آ — برسی ببال عشقش سوی اوج کبریائی

غزل

توباین جمال و خوبی بکمال دلربائی — دل عاشقان شیدا ببری بخوشنمائی
زجمال دلفریبت دو جهان شدست برهم — که بسحر نرگس خود تو عجیب فتنه زائی
بنگاه عاشقانت زجمال تست پیدا — همه صنعت الهی همه نور کبریائی
مکن آه و شور و افغان ز جفا و جور خوبان — که بتان دلربا را روشی ست بیوفائی
تو بهوای روی آن گل دل و جان خود فدا کن — تو بچند همچو بلبل بغمش سخن سرائی
حذری بکن زخوبان که بزهد دشمنانند — مگذر زکوی ایشان که تو مرد پارسائی
چو شنید نالهایم بت من بگفت با من — توچه درد داری احمد بفغان گو چرائی
نه بشب قرار داری تو نه بروز صبر در دل — که بدرد عشق دلبر همه وقت مبتلائی

بیکی نظر برویت دو هزار جان نه ارزد — بره تو جان چه باشد تو بسی گران بهایی
شده ز دیده پنهان چو پری ز چشم آدم — ز خیال هم را بدرت نشد رسائی
دل من به عشقت ای گل به فغانست همچو بلبل — تو گهی نپرسی از من بچه درد مبتلائی
تو بسان روح ای جان همه تن حیات جانی — بمثال نور دیده بدرون چشمهائی
بخمار چشم میگون ز نگاه مست ایجان — بهزار خوش و مستی بطلسم دری کشائی
نه کسی ببرد خود را بسلامتی ز کویت — دل خلق میستانی بهزار دلربائی
ز سر حکیم دانا که بعشق منکر آمد — بهزار علم و دانش تو کلاه میربائی
بخدا که در دو عالم توئی آفتاب دلها — تو بچشمها چو نوری پی تیره جان ضیائی
دل من نه روز اول بجمال تست شیدا — رخ خویش باز بنما بده داد آشنائی
تو مسیح جان مائی بجمال و حسن و خوبی — ز برائی دردمندان که دوا و هم شفائی
بغمش تمام عمرت شده صرف وای ایدل — نه نجات شد ترا ز و تو هنوز مبتلائی
به بلای عشق صابر بشو ای دل حزینم — چو اسیر دام یاری و بدست پرجفائی
بسلاسل محبت چو به بسته اند پایت — به اسیر دام خوبان نبود گهی رهائی
اگرت هوای وصل صنمی ست ایدل من — ز برائی خواری و غم تو بعشق او سزائی
ز ملامت و ز خواری دل من چه ننگداری — نه تو شیخ وقت هستی نه تو مرد پارسائی

صد آفرین بباز وی توای جنون عشق	کین خرقه‌های زهد ریا را دریده
بر لوح جان چو وسوسه صد نقش میکنی	هستیم آنچنان که مرا آفریده
گر راست در رحیم همه صنع دست تست	آنیم همچنان که تو نقشی کشیده
در پرده مجاز حقیقت نهان شدست	خود عود نور دیده یعقوب دیده
جز یار نیست کار توای عشق با کسی	پیوند او شده ز همه ها بریده
چون طور هیبت بیقین پاره میشدی	دانم مگر تجلی حسنش ندیده
ای بس عجب به عشق تو بی روح مانده‌ام	از دشنه فراق رگ جان بریده

احمد فغان و شور تو خود نیست بی سبب
شاید که چاشنی وصالش چشیده

ایضاً

زجمال روح پرور چو نقاب برکشائی	ببری ز عاشقان دل بجمال دلربائی
بغم توای نگارم بلب ست جان زارم	سر تو حیات یابم نه دوم اگر در آئی
دل عاشقان شید ابر بوده توای جان	بکمال دلفریبی بهزار خوشنمای
نگرم اگر برو بت دل من ربود ز دستم	چو نهان شوی ز چشم غم و درد من فزائی

کو بیت گذشته تو بگو ما کجا رویم
نامد به هیچگاه ترا دامنش بدست
بودی بخویش مرد توانا و سروقد
اندر جهان که جاذب جانهاست حسن تو
طعنه مزن بحال من زار زاهدا
از حسن آن نگار ز را نیست سیری
ما از جنون عشق گریبان دریده ام
ما بر جمال روی تو عاشق نگشته ایم
اشک ارغوان و رنگ رخم چون زعفران
کی دیده و شنیده یکی هست زاهدا
از آتش محبت و از سوز عشق یار
آرزو گبت هیچ اثر بر دلش نکرد
بی صبر و بی سکون ز غم عشق گشته ایم
هرچند پیری و زرست عاشقی نرفت
ما خود شکار تیر نگاه تو گشته ایم

چون بی درم بتا دل ما را خریده
ای دل تو سالها به پی او دویده
اکنون چو چنگ از غم عشقش خمیده
دلها بزور عشق سوی خود کشیده
افسوس میکنم که تو او را ندیده
هرچند سالها بغم او طپیده
تو از فراق جامهٔ جانم دریده
خود سوی خویش این دل ما را کشیده
ای دل ز باغ عشق گل داغ چیده
ما دیده ایم از دگران تو شنیده
از راه دیده خون شده ای دل چکیده
صد سال ای دل از غم او طپیده
پیراهن ثبات و قرارم دریده
پستان ام عشق به طفلی مکیده
تو چون ز ما چو آهوی وحشی رمیده

جانی که پاکست ز آلودگی نقش و خیال　　این همه تفرقه از وهم در اندوخته
آه زین رنگ که بیرنگی جان گم کرده　　آه ای هوش چرا این سبق آموخته
آه ای عقل که از عشق تو دور افتادی　　آه ای دل که تو زین درد و الم سوخته
آه ای دل بهوائی که مرا میسوزی　　آه ای جان ز که این سوختن آموخته
آه ای دیده تو چون روی کسی میدیدی　　تا که از آتش عشقش دل من سوخته
آه زان آتش عشق که دلم سوخت ازو　　آه زان شعله که در جان من افروخته
آه ای دیده تو چون اشک ز خون میریزی　　آه ای دل بغم عشق که تو سوخته
آه زان یار که هجران مرا کرد پسند　　آه ای جان که تو اندر غم او سوخته
آه وصد آه درین دار حیات ای احمد　　غیر از درد و الم هیچ نه اندوخته

دیگر

پرده بروی خویش ز ما چون کشیده　　پیراهن شکیب دل ما دریده
ما بیدلان ز عشق تو سرگشته و خراب　　تو چون نقاب بر رخ زیبا کشیده
با ما بگو که منتظرانیم قاصدا　　از حال یار ما خبری گر شنیده
بیرحم از غم تو نه پرسی ز حال ما　　ای شمع چون تو سوزش پروانه دیده

چیست خویشتن چه خودی چیست وجود من و تو
نگه بینی نظر تست و خیال دل و تو
سعت عرش درون دل و جان میداری
ز عرشی و ترا قدس نشیمن بوده
روح حق هستی و مسجود ملایک بودی
انت تو نور قدیم ست عدم اصل وجود
ح ساده ز ازل آمدی باز اینجا
ت چو روح ست و جهان هیچو بدن آمده است
ر چه ناید بنظر لیک محیط جسم ست
ق چو جان تست و بود هستی من هیچ خیال
طره هستی خود را تو به قلزم انداز
ز عدم تا بوجود تو مدد هاست بسی
وح ساده بجهان آمدی و نفس زکی
صورت نقش جهان عکس خیال تو بود
ل خواب ست جهان عکس خیال دل من

مایه وسوسه و وهم در اندوخته
اینهمه علم زهما به در آموخته
از هوسها تو قبا تنگ بخود دوخته
روشن بوم درین کنج در آموخته
آه ارزان در نایاب تو بفروخته
وهم این هستی حادث بدل اندوخته
نقش هستی بدل خویش در اندوخته
علم تحقیق ز استاد نه آموخته
روح ما را صفت ذات خود آموخته
ای دل من ز حق این علم در آموخته
چه درین خاک کده خاک در اندوخته
مایه هستی خود از عدم اندوخته
از هوا و ز هوس این همه اندوخته
این درست مگر از خواب در آموخته
خواب دان هر چه که زین علم در آموخته

ما دلِ شیفته در عشقِ تو بفروخته ایم — تو که صد خوبی و صد حسن بر اندوخته
بنگاهی دل و دینم بربودی ای شوخ — چشم را ساحری از بهر من آموخته
احمدا سوزِ دل و دردِ جگر آه و فغان — نیک سرمایهٔ عشقش بدل اندوخته
روی چون مهر بصد تاب برافروخته — تا چو انجم همه تن هستیٔ من سوخته
ز آتش عشق هم از شعله حسن رخ خویش — ز دلم دغدغهٔ دیر و حرم سوخته
ای دلِ من بچه پابندِ صور گردیدی — سبق بی صوری هیچ نیاموخته
سوخت کثرت بدرونِ نظرم همچو نجوم — تا تو خورشید رخ خویش برافروخته
همچو آئینه بهر جلوهٔ او ای احمد — حیرت و بیخودی و گم شدن آموخته

ایضاً

چون پری آمده در هستی من بنشستی — دیدهٔ جان من از دیدنِ خود دوخته
چشم خلق از رخ پاکِ تو نه بیند چه عجب — دیدهٔ جانِ من از دیدهٔ خود دوخته
ز کجائی و کئی ای دل من فکر بکن — علم از مبدءُ ارواح نیاموخته
مبدءِ تو چه بود باز معادِ تو چه‌ست — غافل از اصل خود و دیده از آن دوخته
از کجا آمدی اصل خود تو ز چیست — علم تحقیق زکس، هیچ نیاموخته

چون به بینم دگری را چو توئی نور بصر   تا درونِ نظرم نورِ خود افروخته
بهوای رخِ خوب آن گلِ خندان ایدل   مایهٔ درد چو بلبل بدل اندوخته
با همه روی نکو با همه این حسن و جمال   کشتنِ دل شدگان از که تو آموخته
بیکی جلوهٔ حسنِ رخِ خود ای مه رو   بربودی دلِ من جانِ مرا سوخته
از پی سوختنِ جانِ منِ دیوانه   ای پری چهره تو چون شمع رخ افروخته
چونی ای جانِ من وای دلِ دیوانهٔ من   سبقِ عشق بگو تا ز که آموخته
ای دلِ گم شدهٔ من چه ترا پیش آمد   تا چو مجنون بغم لیلیٔ خود سوخته
بهوائی رخِ اُو ای دلِ شوریدهٔ من   مایهٔ درد محبت بخود اندوخته
تا کی ای دوست من از درد محبت نالم   جانِ بیمارِ مرا از آتشِ غم سوخته
شعلهٔ حسن که چون برق برافروخته   خرمنِ هستیٔ عشاق از آن سوخته
حرمِ دینِ من و مصحف ایمانم سوخت   آه زان شعله که از حسن برافروخته
بر درِ دیرِ مغان بهر بتی خیمه زده   کعبهٔ دین بکفِ ساحره بفروخته
شهرهٔ خلق شدی در هوس شاهد و می   طبل رندی و ملامت بجهان کوفته
چشم دار از کرمش زانکه تو از راه بناز   سالها خاک درِ پیر مغان روفته
همچو لاله بدلم داغ ز عشق تو فتاد   تو چو گل چهره بصد ناز برافروخته

نالم از عشقِ تو مے ترسد دلم
جان من از بی نیازی خوئی تو

قمریاں در جستجو کوکو کناں
بلبلاں از شوق مدحت گوئی تو

قبلۂ عشاق حسنِ روئے تست
میکشد از ہر طرف دل سوئی تو

کشتگانِ عشقِ تو در خاک و خوں
او فتادہ کربلا شد کوئی تو

باز آ در چشمِ احمد جلوہ کن
مرفعم مرشد بحسبتِ روئے تو

غزل

چہرہ چوں شمع بصد ناز برافروختۂ
مثل پروانہ دلِ شیفتہ ام سوختۂ

دیدۂ جانِ من از دیدن تو خیرہ شدہ
ہمچو خورشید بصد جلوہ رخ افروختۂ

بیکی جلوہ ربودی دل صد ہمچو منی
طرز طراری و شوخی زکہ آموختۂ

رشک حسنت کہ تا باز نہ بیند رخ غیر
دیدۂ جانِ مرا باز نمط دوختۂ

بہ بہای نظری سوئے تو جاں ارزانست
لیکہ دانستہ زرِ ناسرہ لفروختۂ

شہِ خوباں برکاتی دل مسکیں خوش کن
زانکہ سرمایۂ از حسن لبس اندوختۂ

نغمش شمع صفت ای دلِ من میسوزی
تا ز پروانہ چنیں سوختن آموختۂ

ہمچو پیراں دستگیرم بودہ　　آفریں ای عشق بر بازوئے تو
جاں ز عیب آوردہ سوئے شہود　　بودہ ای عشق ایں ہمہ نیروئے تو
جذب حسن است اینکہ جانِ خستہ را　　مو کشاں آورد سوئے کوئے تو
سحر کردی سُکِّرَت اَبصَارُنَا　　در نظر نامد مرا جز روئے تو
عشق من عکسی ست حسنِ روئے تو　　آمدہ از سوز جانم بوئے تو
حالِ زارِ عاشقاں را درنگر　　ہائے وہو دارند اندر کوئے تو
یک نسیم خود مکن از من دریغ　　میبریم ای جان من بر بوئے تو
ای مرادِ عاشقاں دیدارِ تو　　راحتِ جانست حسنِ روئے تو
از غمِ عشقت نجاتے نے مرا　　دام دلہا آمدہ گیسوئے تو
احمدؔ مسکیں ز جاں مشتاقِ تست　　کے بود تا آنکہ بیند روئے تو
گم شدم ای جاں بجستجوئے تو　　رفتم از خود چونکہ دیدم روئے تو
عشق ما را خود توئی بختِ جواں　　تا توانائیم از نیروئے تو
ای محبت بیکساں را کس توئی　　تازہ داریم بر بازوئے تو
ہستئ وہمی کہ اصلش ہیچ نیست　　گشت ابرے آفتابِ روئے تو
از ہزاراں عاشقِ جاں سوختہ　　مے برد دل لطفِ عنبر بوئے تو

از غم من بی‌نیازی میکند / بخت من آموخته هم خوی تو
حامل بار محبت کرده / نیست آن قوت جز از نیروی تو
همچو آدم گوشه از جنت جدا / دور گشتم از بهشت روی تو
هستم از عمری مقیم کوی تو / بو که آید در مشامم بوی تو
ای ز جان روحانیان محو تواند / همچو آئینه به پیش روی تو
بسته جانم بتار زلف خویش / بهر دل زنجیر شد گیسوی تو
گل به عشق تو دریده پیرهن / مست بلبل شد ز بوی موی تو
صد هزاران جان فشان پروانه وار / ای پری وش پیش شمع روی تو
ما بعشق روی تو دل داده‌ایم / اوفتاده بیخود اندر کوی تو
باده‌های عشق تو نوشیده‌ام / مست جان است از نشاط و خوی تو
سوی رویت سجده‌ها آرند جان / طاق طاعت آمده ابروی تو
واله و شیدا است دل بر روی تو / مست جان عاشقان از بوی تو
گشته‌ام مجنون به عشق روی تو / آمده زنجیر دل گیسوی تو
همچو نی خالی شدم از خویشتن / های و هوی است های و هوی تو
اندهان بیخودان چون فاخته / می برآید هر زمان کوکوی تو

غیرتِ شمس الضحی شد روی تو — لیلة القدر آمدہ گیسوے تو
از شعاعِ آفتابِ روے تو — رشکِ خاور گشت جاناں کوے تو
ہر سحر آیم میانِ کوے تو — تا در آید در مشامم بوے تو
کعبۂ جانہاست جاناں کوے تو — سجدہا آریم سوے روے تو
زندہ ایم ای جان بیادِ روی تو — روح تازہ شد ز بوی ہوے تو
بی نیازی از براے عاشقاں — ایں بتاں آموختہ از خوے تو
اشک چوں سیلاب دل آتشکدہ — بہر عاشق ہست ایں جلدوے تو
دیدہ احمد و رجمالِ دلبراں — جلوۂ خورشیدِ حسنِ روے تو
عاشقاں شیدا بہ حسنِ روے تو — دلبراں پابستہ گیسوے تو
ای صبا با آں نگارِ من بگو — سوختم در آرزوے روے تو
ای ہمای قدس شویم باز پر — جاں فدا بر بال و بر بازوے تو
قدسیاں دیوانۂ حسنِ تو اند — جملہ سرگرداں بجست و جوے تو
بہرِ دیدارت نمازی می کنم — سجدہ گاہے ماشاء اللہ ابروے تو
شد نگاہِ مستِ تو سحرِ حلال — برد عقلم چشمِ پرجادوے تو
نالہا دارم چو بلبل جانِ من — ای گلِ خنداں بیادِ روے تو

دل ربوده نرگس جادوی تو — گرد شیران را شکار آهوی تو
گل گریبان دریده عشق روی تو — مست بلبل در چمن از بوی تو
از غم تو لاله را در سینه داغ — شد پریشان سنبل از گیسوی تو
آمدی گلگونه حسن بتان — شد نهان در عشق هائی و هوی تو
سوختی از ناز جان عاشقان — چون ننالم جان من از خوی تو
از من بیچاره و ساده سلیم — دل ربوده چشم پر جادوی تو
آمدم من از برای جستجو — ای دل من گم شده در کوی تو
چون جمال تو اله عاشقانست — زین سبب هر جانست واله سوی تو
زان چو انجم پیش تو گم گشته ایم — تا نشیند چون توئی پهلوی تو
بار هستی از هستیت شد گواه — جنبش فانیست از ابروی تو
ما همه یک قطرهٔ بحر تو ایم — راه دارد خشم جان جوی تو
ای ز عشقت جان طربناک آمده — مست و بیخود در نعره و طوی تو
گشته‌ام خاک درت از فرط شوق — تا زنم من بوسه بر زانوی تو
از دل و جان گشته ای جان جهان — عاشقان محو رخ نیکوی تو
جان ما کی گذاری در ملال — چونکه احمد هست مدحت گوی تو

ساغرے از لطف در کامم بریز — گز طرب جان رقص آرد در بدن
از که ترسم چوں پناہ من توئی — غم چه دارم چوں توئی اقبالِ من
یک نظر فرما ز رحمت سوئی من — تا رہد جانِ من از رنج و محن
از کرم بابِ یقیں بر من کشا — تا رہائی یابم از اوہام و ظن
جز بتوفیق تو اے بحرِ عطا — نیست آساں از خودی بیروں شدن
احمدِ عاصی شفاعت خواہ تست — لرزد از خوفِ گناہ خویشتن

غزل

رشک ماہِ چاردہ شد روئے تو — میفزاید مشک را گیسوئے تو
چرخ سرگرداں بجستجوئی تو — غیرتِ قوس قزح ابروئے تو
مہر و مہ گشتہ غلام روئے تو — ہست ترکِ آسماں ہندوئے تو
ای حیاتِ جاں جمالِ روئے تو — راحتِ روح ست بوئی موئی تو
سوخت جاں از برقِ حسن روئے تو — خاک گردیدیم اندر کوئے تو
ہست مقناطیس حسن روئے تو — میکشد جانہائی عاشق سوئے تو
اشکباریم بعشقِ روئے تو — تشنہ لب ہستیم میانِ جوئے تو

غزل

ای ظهور ذات رب ذوالمنن — ظلِ نورِ تست ارواح و بدن

هستیِ کون و مکان قائم به تست — تو چو روحی جمله عالم چون بدن

مستیِ عشاق تو بر بوی تست — چون اویس و بوی جانش از یمن

جان سراید مدحتِ تو بی زبان — نعت تو بیرون ز لب هست دهن

ای گلِ خندانِ ریاضِ ذوالجلال — بلبلِ سدره ز شوقت نعره زن

پرتو حسن تو هر خوبان بتافت — گشت زان دیوانه قیس و کوهکن

از کمینه اُمت تو احمد است — سایهٔ رحمت بجانِ او فگن

سوزش عشقش ربوده عقل من — چون نباشم زاهدا توبه شکن

عاشقان را پیشِ شمعِ روی یار — همچو پروانه بباید سوختن

داغهای سینهٔ عشاق تو — گشته چون گلها شگفته در چمن

بلبلان نالان به شوقِ روی تو — گل بعشقِ تو دریده پیرهن

هست حیران نرگس از چشمِ خوشت — شرم دارد از رخت برگِ سمن

هست جانم را تمنا اے کریم — باشد از بهرِ تو مرگ و زیستن

ناگاه پای جان من شد بستهٔ دام شیون | از قید تعین گر رهم در ملک دل سلطان شوم

ساقی ز چشم مست خود جانِ مرا بدست کن | تا ز دستانِ بتِ من نیز از دستان شوم

زاهد بتان ماهرو آئینه حسنِ حق اند | بینم رخِ ایشان ازین تا صاحبِ عرفان شوم

بارِ امانت را نگر زاهد که انسان حامل است | عشقِ بتان ورزم اگر من نیزِ از انسان شوم

احمدؐ اگر در خانه ام آن ماهرو مهمان شود | صد بار گردم گرد او وز جان و دل قربان شوم

۷۸۶

در نعت

ای سر برآرائے ربِّ ذو المنن | فرّ تو بر ملکِ ارواح است و تن

قدسیان گردِ سرایت از ادب | ربِّ سلّم ربِّ سلّم بانگ زن

انبیا پروانه وش بر گردِ تو | تو چو شمعی در میانِ انجمن

چونکه ابرِ رحمتی بحرِ کرم | رشحتے زاں در دهانِ من فگن

از طرب روحانیان رقص آورند | بر جمالِ روئے تو ای بو الحسن

گر برد بوئیت بگورستان صبا | مرده از مستی بدراند کفن

عاشقان مشتاقِ دیدارِ تو اند | پرده بردار از رخ ای جانانِ من

باش ساقی بهرِ جانِ پر غمم | از طرب خم و خمارِ من شکن

خود مطربِ مجلس اگر در نغمه آرد نام یار
از ناز گفت آں بت بمن در کفرِ عشقم جان بده
ای کعبهٔ دلدادگان در کوی خود راهم بده
گفتم که اے دلبر شبی شو شمعِ بزمِ من بگفت
یکبار ای خورشید جان از هستیٔ من سر برآر
در عشق آں جانِ جهاں بگذارم ایں کون و مکاں
گفت آں مسیحِ جان ما ای سوخته سویم بیا
سویم بیا تا باشمت هر جا دلیلِ راهِ تو
حسنت مسیحِ جانِ من مهرت بود آبِ بقا
دی گفت عشقِ او بمن خوش خلوتی با یار کن
در خلوتی عشاقِ او کی بار یابد جبرئیل
غم دیده ام من سالها از عشقت اے شیریں لقا
گر اے گلِ خندانِ من رخ پوشی از چشمانِ من
کے باشد ای جان خرّمن با یار باشم همنشیں
از صرصرِ عالم کجا میرد چراغِ عشقِ من

مانندِ صوفی از طرب در مستیش رقصاں شوم
خود ای مسلمان تا ترا من قوتِ ایماں شوم
تا چوں طوافِ حاجیان گردِ تو گرداں شوم
گر جاں کنی قربانِ من در خانه ات مهماں شوم
چوں ذره تاباں شوم چوں صبح تا خنداں شوم
در جان ببازم در رهش سر حلقهٔ رنداں شوم
خونِ ترا شادی کنم دردِ ترا درماں شوم
گر فانیٔ عشقم شوی من بهرِ تو بریاں شوم
میرم اگر در عشقِ تو من حیِّ جاویداں شوم
خوش خوش نشیں در خلوتش من بهرِ تو درباں شوم
گفتا اگر بالا پرم با بال و پر سوزاں شوم
یکبار در چشمم بیا کز دیدنت شاداں شوم
مانندِ بلبل هر سحر از دردِ تو نالاں شویم
با آں نگارِ نازنیں یکبار همدستاں شویم
لیکن بچشمِ ناقصاں شمعی تهِ داماں شویم

ای زاهد خوش سیرت شائسته کردای — من رندِ خراباتی شایانِ خراباتم
چون اهرمن این عشقم یارب بدهیم زد — تا واله و شیدائی قبّانِ خراباتم
وی چشم بمن گفته خون ریختنم بنگر — من چشمهٔ الفت ام سیلانِ خراباتم
از مستی می احمد زین هستی خود رستم — هم کاسهٔ می نوش و رندانِ خراباتم

غزل

گر بخت من یاری کند خاکِ درِ جانان شوم — در پای چشم من نهد ممنونِ آن احسان شوم
بنمائی و رخ تا پیشِ تو چون آئینه حیران شوم — خالی ز نقشِ خویشتن پُر جلوهٔ جانان شوم
وی گفت آن جان جهان با من که ای شیدائی ما — جان کن بعشقِ من فدا تا من ترا خود جان شوم
در حشر خورشیدِ رخش گر جلوه آرد به پیش — مانند انجم من ز جان در نورِ او پنهان شوم
یکدم اگر لبهائی او دمساز گردد بالبم — تا از دم او همچو نی بیخویشتن نالان شوم
خوش آن دمی باشد که من از پرتوِ مهرِ رخش — مانند ذره سربسر تابنده و رخشان شوم
ای باده وحدت دمی در خم جانم جوش زن — تا خرقهٔ هستی خود بر افگنم عریان شوم
چون مرغ عرشی آشیانم رفزائی لامکان — از پر و بالِ عشق او همچون پری پرّان شوم
شو جلوه گر در چشم من یکبار ای نورِ جمال — تا پیش روئی خوبِ تو چون آئینه حیران شوم

در عاشقی و رندی و می نوشی و مدهوشی — من صدر ملامت ام دیوانِ خراباتم
از صدق و نیاز دل خاکِ رهِ عشاقم — در مشرب و در ملّت پیرانِ خراباتم
ای زاهدِ ظاهر بین بر خویش همی نازی — تو بندهٔ خود بینی من آنِ خراباتم
صد زخم زند عشقش بر جانِ من از مستی — چون گوی ز چوگانش گردانِ خراباتم
در دیرِ مغان روزی دیدم صنمی دلکش — گفتم تو کئی گفتا جانانِ خراباتم
پیمانه نه بگذارم زان عهد که بربستم — اشکسته نگردد تا پیمانِ خراباتم
من مست نیم لیکن خاکِ درِ خمارم — من زند نیم اما حیرانِ خراباتم
چون چرخ همیگردم بر گردِ بتان زاهد — تا حشر نگردد کم دورانِ خراباتم
با باده بگفتم من جان مستِ تو بوی تست — خندید و بگفتا من ریحانِ خراباتم
ای پیرِ مغان سویم نظرے ز کرم فرما — بگذاشته تنهایم یارانِ خراباتم
تا حشر ز جانِ من عشقت نرود ساقی — وز دل نه برون گردد میلانِ خراباتم
در مدرسهٔ عشقش از بهر کتابِ دل — دیباچهٔ الفت ام عنوانِ خراباتم
این بخت سیاهِ من برگشته ز راهِ دین — گر زندی و قلاشی جویانِ خراباتم
در عین پریشانی جمعیتِ دل دیدم — تا بندِ خمِ زلفِ خوبانِ خراباتم
چون روز ازل ما را کردند خراباتے — دارد دلِ پر وحشت جولانِ خراباتم

بست ہستی مرکسے را غیر او	نیست بودم ہست ازو گردیدہ ام
د ئی عشاق شد نور یقیں	من زبو دشس ازگماں بربیدہ ام
شد یقیں آئینہ روئے حبیب	اندریں آئینہ رویش دیدہ ام

سر بنہ احمدؔ بہ پائے پیر رہ
خاک راہش با دکحلِ دیدہ ام

غزل

ماہ رخے امشب مہمانِ خراباتم	خورشید بکف دارم سلطان خراباتم
ودائے مئی وساقی دارم بدرونِ خمِ د	ازبہر خریداران دوکانِ خراباتم
خلوتِ می نوشاں تاغیر کسے ناید	باچند خراباتے دربانِ خراباتم
غایتِ بدمستی گم گشتہ ام ازہستی	آئینہ نمط بیخود حیرانِ خراباتم
بں عشق بمن گفتہ روحم تنِ عاشق	من زندہ کنِ دلہامن جانِ خراباتم
ق رخِ مہرہ ئی زوشعلہ بجانِ من	گفتم توکئی گفتا لمعانِ خراباتم
مد داغ زعشق اوچوں لالہ بدل دارم	گلزارمحبت ام بستانِ خراباتم
زصحبت برزاہد حقا کہ دلم بگرفت	مشتاق حریفان وزندانِ خراباتم

هر زمان تجدید امثالِ من است — هر زمان شانِ دگر گردیده ام
آمده بی رنگ اندر قیدِ رنگ — زین اسیری پُر غم و رنجیده ام
حُبِّ حق خود باعثِ اظهار بود — ورنه گنجِ سخت تر پوشیده ام
اضطرارِ عشق شور افگنده است — منکه بی پرده ازو گردیده ام
متّحد در اصل بودم من بدو — لیکه در صورت جدا گردیده ام
او مرا بر حُسنِ خود عاشق نمود — در دلِ دلدار خود بگزیده ام
خود منم مشاطۂ حسن و جمال — بر رخش گلگونہ گردیده ام
حسن و عشق این عاشق یکدیگر اند — مائلم او من بدو گردیده ام
جان و تن را هست باہمِ اتحاد — او چو جان و من چو تن گردیده ام
او چو جان بی تن نمی گیرد قرار — من چو تن بی روحِ او ژولیده ام
او نهان مانند جان در تن شده — من چو تن از تخمِ جان روئیده ام
اینهمه تنزیه و تشبیه وی ست — او چو خور من نورِ خور گردیده ام
نورِ خور از ذاتِ خور کی شد جدا — از وجودِ جان چو نورِ دیده ام
جمله عالم پرتوِ نورِ وی ست — گر ندیدستی نگر از دیده ام
در حقیقت ماه را خود نور نیست — گوید او از نورِ خود زائیده ام

عشق آمد راز پنہاں فاش کرد ورنہ از چشمِ جہاں پوشیده ام
کنزِ مخفی بودم اندر غیب من شہرهٔ عالم کنوں گردیده ام
روحِ حقم از عدم بر میده ام در وجودِ خلق آرامیده ام
چون نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي بگفت در تنِ آدم ازاں بخزیده ام
پرتوی بودم ز خورشیدِ جمال در سحابِ تن کنوں پوشیده ام
بوده ام باشندهٔ ملکِ قدم مسکنِ حادث کنوں بگزیده ام
در مقامِ ذات بودم بے نشاں چوں ارادت در نہاں جنبیده ام
آمدم اول بجبروتِ صفات صورتِ سمع و بصر گردیده ام
پس سفر کردم بملکِ ارتسام ثوبِ ملکوتی ببر بکشیده ام
آمدم آنگہ باقلیمِ مثال جامہائے نور را پوشیده ام
بعده در ملکِ ناسوت آمدم در لباسِ خلق آرامیده ام
دورِ ہر انسانِ کامل ختم شد تا در آخر صورتش گردیده ام
شخصِ کامل آں رسولِ اکرم ست جملہ استعداد در وے دیده ام
تا قیامت نائبش قایم بود در قبائیش ہر زماں پوشیده ام
منکہ در الوانِ اقسام آمدم نقشہا بر لوحِ خود بکشیده ام

شور عشق ست اینکه در عالم فتاد
همچو دیگ از تف خود جوشیده ام

عشق آمد راز جانرا فاش کرد
از جنون این خرقه را بدریده ام

طرفه آں سرّی که از گفتن برسیت
دوش از پیر مغاں بشنیده ام

ساقیا از باده بیخود کن مرا
مهر تو در جان و دل بگزیده ام

مست کن چندانکه از گفتن برہم
از تو ساقی حَلِّ مشکل دیده ام

غزل

سالها عشق بتاں ورزیده ام
زانکه سرّ حق در ایشاں دیده ام

باد و چشم خویش در باغ شهود
از جمال گلرخاں گل چیده ام

عشق من از پرتو حسن و لسیت
من درین ائینه رویش دیده ام

از دم مطرب که جانم مست شد
نالهٔ جان سوزنی بشنیده ام

از شعاع و تابش خورشید حسن
سوختت نور چشم من ور دیده ام

چوں تو حُسنے در نظر نامد مرا
گرد عالم من بسے گردیده ام

دل بجستم گفت از عشق احمدا
من ز چشمت خوں شده چکیده ام

عشق آمد شور در عالم فگند
آه من بے پرده زو گردیده ام

او بما از جانِ من نزدیک هست
باشما من از شما گفت اقربم
مبدءُ تو هم معادِ تو منم
گشته ام در ظاهر و باطن محیط
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ
اوز باطن سوئے ظاہر آمده
آمد و رفت از کجا من از کجا
بوده ام در ذات اول بی نشاں
گشته ام من بعد اسماءُ صفات
صورتِ افعال گشتم بعد ازاں
بعد ه اندر شهادت آمدم
مرغ عرشم آشیانم قدس بود
روح قدسم لامکانم جائے بود
جسم عالم را منم مانندِ روح
جوشش عشق ست اینکه کرد افشاءِ راز

گر نه بینم مهر تیره دیده ام
سِرّ رمزِ یار را فهمیده ام
تو مرائی من ترا گردیده ام
من شما را نورِ جان و دیده ام
گم درونِ هستیش گردیده ام
اینست سِرّ دلبرِ بگزیده ام
چوں ارادت من بخود جنبیده ام
در مقامِ حیرت آرامیده ام
در تجلیهائے خود جنبیده ام
همچو سبزه در درول روئیده ام
صورتِ لون وجسد گردیده ام
از نشیمن ناگهاں بپریده ام
هی مقید در مکان گردیده ام
مثل جاں نورِ دل و هم دیده ام
ور نه اندر ذاتِ خود پوشیده ام

ساقیا از جرعهٔ مستم بکُن	فرشِ راحت باد جان و دیده ام
مست کن چندانکه تا از خود رهم	راحتے یابد دلِ شوریده ام

غزل

حسنِ روئے آں پری را دیده ام	زار و دیوانه ازو گردیده ام
در هوائے آں غزالِ خوش خرام	در کهٔ و صحرا بسے بدویده ام
با بتانِ ماه وشں خوش خلوتے	در خراباتِ مغاں بگزیده ام
در پئے آں رشکِ لیلیٰ روز و شب	همچو مجنوں کو بکو بدویده ام
حاملِ بارِ محبت چوں شدم	بس ملامتها بخود بکشیده ام
عشقِ او جانِ مرا بے ننگ کرد	خرقهٔ ناموس را بدریده ام
احمدا در عشقِ آں شیریں لقا	سالها من کوهِ غم کاویده ام
جاں فدائے آنکه دل شیدای اوست	عشقِ او از جان و دل بگزیده ام
جان و دل یک پرتوِ خورشیدِ اوست	مستم از وی هست ازو گرویده ام
دور جستم او چو جان نزدیک بود	رُخ نه بیند چشم و نورِ دیده ام
چشم و نورِ چشم با هم اقرب اند	گفت چشم از نورِ خود پوشیده ام

یکدم ای یوسف بسوئے من بیا
ریخت چوں یعقوب نورِ دیده ام

باز آ به نشیں میانِ جانِ من
خانهٔ تست این دلِ شوریده ام

گر بها دارم بعشقت چوں شعیب
وز غمت داؤد ساں نالیده ام

در غمِ آں لاله رو مانند ابر
اشک چوں از چشمِ خود باریده ام

کے گذارم عشق آں جانِ جہاں
بہرِ جاناں را بدل ورزیده ام

احمدؔا این ہائے وہوا رزان مدان
عشقِ او را من بجاں بخریده ام

یارِ من با جانِ من همراز بود
چوں ننالم دور از و گردیده ام

آنکه صبر از جانِ من بربوده است
من زبی صبریٔ خود کالیده ام

گشته ام رسوا سرِ بازارہا
از جنوں بے پا و سر گردیده ام

کے اثر این آهِ سوزانِ مرا
ناله ام گو یدبدو نرسیده ام

دل ز دستم رفت ای صاحبدلاں
ہستے بہرِ دل شوریده ام

کے ز کامم لذتش بیروں رود
چاشنیٔ دردِ او بہ چشیده ام

عشقِ من از کفر و ایماں فارغ است
چوں بری از غیرِ او گردیده ام

کفر و ایماں در بروی من بہ بست
دیده ہر دو کز جنوں ژولیده ام

سالیت ۱۳۵۵

چونکہ عنقا را نشاں پیدا نبود　　عشق گوید تا بدو بر سیدہ ام

پس بہ شوقِ دل سرِ این نامہ را　　من بنامِ عشق آغازیدہ ام

من ز سرِ کنت کنزاً مخفیاً　　شوخیٔ این عشق را فہمیدہ ام

عشقم آورد از عدم سوئے وجود　　بوئی دردِ دل از و بوئیدہ ام

قُدسیاں از دردِ عشقش مفلس اند　　در ازل این درد را بخریدہ ام

چرخ زاں بارِ امانت کرد اِبا　　حاملِ او من بجاں گردیدہ ام

بلکہ می نگنجد آنکہ در ارض وسما　　من ورا در خویش گنجانیدہ ام

منکہ مسجودِ ملک بودم کنوں　　بندۂ روئے بتاں گردیدہ ام

از برائے آں نگارِ نازنین　　بس تعبہا کاں بجاں بکشیدہ ام

زیں تالم تا نرنجد یارِ من　　از ملولیٔ دلش ترسیدہ ام

ہمچو مجنوں از جنونِ عشقِ خویش　　صد گریبانِ حیا بدریدہ ام

از بہائے یک نظر بر روئے او　　سالہا در کوئی او گردیدہ ام

ایضاً

صبر نکند این دلِ شوریدہ ام　　تا نہ بیند روئے جاناں دیدہ ام

ای جمالت برتر از مدح و ثنائی عالم است　　لیکه هر کس حسبِ فهمِ خود کند قال و مقال

سوختم از آتشِ سودائے عشقش سالها　　از نگارم ده خبر ای قاصدِ فرخنده فال

آنکه من از بهر او صحرا نوردی مے کنم　　کے بدامِ من در اُفتد یارب آن وحشی غزال

نالها کردیم از درماندگی خویشِ ما　　گوش نکند ناله ام کس آه شد قحط الرجال

پند دادن عاشقِ دیوانه را سودی نداشت　　حضرتِ ناصح که هست اندر دماغش اختلال

گاه باشد کان پریرو نورِ چشمِ من شود　　ای دلِ محزون ز دردِ هجر او چندان منال

هوشدار احمد درین عالم بر هستی حق
هستئ وهمی برائ جانِ تو آمد وبال

ایضاً

بوئ یاری از صبا بشمیده ام　　بیخود و بدمست زو گردیده ام

مست گشتم چون پیغمبر از اویسؓ　　رفت از دستم دلِ شوریده ام

بوئ از پیراهن یوسفؑ رسید　　گشت چون یعقوبؑ روشن دیده ام

یا که بوئے کاکلِ لیلیٰ ست این　　تا چو مجنون زان قبا بدریده ام

پرده هائے غیب را بدرید عشق　　راز را بے پردگی زو دیده ام

من نیم در هست تاب آفتاب روی دوست	هستیٔ ذره ز نور شمس دارد انفعال
تا توانی خویشتن را محو حسن یار کن	فکر کم کن از سرور و حزن و از هجر و وصال
در حضور حضرتش گر یاد از خویش آوری	بهر جان خستهٔ تو نکبت ست و هم نکال
چون نشیمن ساختی در تنگنائی این حدوث	برکشا سوی قدم ای مرغ عرشی پر و بال
همچو دزدان اندرین تشبیه محبوس آمدی	چون فراموشت شده شاهی و ملک بیزوال
هر زمان بر قصر شاه جان صلائی میزنند	کای غریب بینوا و تشنه لب انیسو تعال
سر مپیچ ای دل ز حکم حضرت پیر مغان	تا دم آخر بکن فرمان او را امتثال
بیدلان سوخته را فکر غیر یار نیست	عاشقان را جز خیال دوست نبود اشتغال
عاشقان بنگر رهین نقد وقت خود شدند	ماضی و مستقبل آنجا نیست حاشا غیر حال
عاشق دلداده را دل سوی آن دلدار رفت	میکند هر لحظه جانش سوی جانان ارتحال
بادهٔ عشقش که جان مرده را بخشد سرور	نزد ملا شد حرام و نزد عاشق شد حلال
ما دل و دین را فدای حسن جانان کرده ایم	زو مپرس از بیدلان تو از کمال و از زوال
غارت ایمان و دین عاشقان از ناز کرد	صد هزاران دل ربود آن شوخ از غنج و دلال
من چه گویم از جمال آن نگار نازنین	صد هزاران جان ز ناز خویش کرده پایمال
ای پریرو از نگاهی کار عالم کن تمام	زانکه خون عاشقانت گشته بهر تو حلال

کیست آن تا پیش جباریش گوید که منم
فهم سرگردانست از اسرار قرب و بعد او
این منم یا خود توی جز حیرت اینجا هیچ نیست
برترست آن عالم از نور و ظلام روز و شب
نیست آنجا هیچ شی جز هستی مطلق دگر
میوزد بادے از و بر جان و بر دل هر زمان
عالم بی مثل و بیچون گرچه از دیدن برست
فهم از ادراک ذات روح گو عاجز بود
ساقیا از مستی می ده هم هستیم شکن
ما ز عمری اندرین غم روز و شب افتاده ایم
سوختیم از تف هجرت ای مراد عاشقان
با بجان ای جان جان محتاج دیدار توایم
روح ما را از ازل آغاز از مهر تو بود
اے فلک بر رفعت خود اینقدر نازی مکن
همچو انجم پیش خورشید رخش گم گشته ام

عقل مبهوت ست آنجا ناطقه گنگ ست و لال
ای بری از قیل و قال و اتصال و انفصال
کے بکویت راه یابد وهم و عقل و خیال
نیست آنجا وقت و ساعت نیست آنجا ماه و سال
عالم بیرنگ باشد برتر از وهم و خیال
عالم اجساد از وی می پذیرد انفعال
لیکه دارد جلوه ها در شان تشبیه و مثال
لیکه ظاهر میشود هر صورت و تشکل خیال
تو کریمی بر گدایان کی گران باشد سوال
باز ده جان مرا اے جان عالم زین ملال
تشنگان وصل را باشد لبت آب زلال
بهر مسکینان شهان را می بود جود و نوال
گردم آخر در آی کو نوشن بود ما را مآل
بار عشقش را نگر کردا این ضعیفی احتمال
از وجود من نشان باقیست گو مثل هلال

دیوانه و بیخود شده دلها بعشق آن پری — از غایت شوریدگی عشاق رسوا هر طرف

احمد برای جرعهٔ در بزم آن ساقی جان
هر عاشق شوریده سر مست تقاضا هر طرف

ایضاً

دل ربود از من بت شیرین لقای خوشخصال — عالم آشوبی به ناز و خوبی و حسن و جمال
گاه هوشم میبرد مانند موسی از جمال — گاه میسوزد دلم چون طور از نار جلال
گاه میسازد ز تیغ هجر جان من هلاک — گاه زنده میکند روح من از بوی وصال
گاه میگوید برو از پیش من غوغا مکن — گاه میگوید که ای شوریده سر این سو تعال
گاه میگوید که این هیهای تو خوش آیدم — گاه میگوید که ای بی صبر خود چندین منال
میزند زخمی بدل گاهی که تا آهی کنم — گاه مرهم مے نهد تا زخم گیرد اندمال
سخت حیرانم ز جذب و رد آن جان جهان — گاه خواند گاه راند چیست این اسرار و حال
میبرد هر جا که میخواهد خود آن یار عزیز — سخت افتاد دست اندر گردن جانم عقال
چون پر کاهی بدست صرصرے دل مبتلاست — میکند هر لحظه از رنگی برنگی انتقال
هر زمان بادی وزد از غیب هر جان و دلم — گه نسیم و گاه صرصر گه دبور و گه شمال

جانها مسخر کرده سحرست اندر چشم تو — مفتون حسن روی تو شد پیر و برنا هر طرف
با چشم مست و پر خمار آمد سوی بزم آن نگار — عشاق بیخود آمده چون مست صهبا هر طرف
از برق حسن آن پری وز شعشعهٔ نور رخش — جان سوخته عشاق را چون طور سینا هر طرف
در عشق روی آن نگار از عاشقانش صد هزار — آشفته و حیرت زده بودند چون ما هر طرف
دیده جمال آن پری وان شوخی و آن دلبری — هر عاقل و فرزانه گردید شیدا هر طرف
در عشق آن روی نکو افتاده اندر کوی او — هم زاهد و هم عابد و هم گبر و ترسا هر طرف
زان نرگس پر از خمار و چشم میگون نگار — بد مست جانها آمده مدهوش دلها هر طرف
از عشق حسن آن پری زان سحر و زان جادوگری — افتاده شور اندر جهان برخاست غوغا هر طرف
هر دم برای بیخودان تابان تجلی جمال — از مهر عشاق رخش صد ماه سیما هر طرف
آئینه حسن رخش چون انفس و آفاق بود — عکس جمال روی او گشته هویدا هر طرف
یکبار از کتم عدم چون بحر عشقش جوش زد — آن گنج مخفی ازل گردید پیدا هر طرف
دل قلزم آمد بی کنارا امواج خیز زد هزار — این چشم و گوش و عقل و هوش انهار دریا هر طرف
از درد عشق و سوز دل جانها بفریاد آمده — وز حسن پرآشوب او شوریست هر جا هر طرف
شوریدگان عشق او پیش جمال آن پری — دیوانه و حیرت زده مثل مرایا هر طرف
راز نهانی ازل چون بود پنهان در عدم — از کشش عشق و جنون گردید افشا هر طرف

بوده هجوم عاشقان گرد سرای آن پری
دیوانگان عشق او سر پر ز سودا هر طرف

دیده ز درد عشق او عشاق را شد خون فشان
از اشک چشم عاشقان سیلاب و دریا هر طرف

بوده جمال آن صنم غارتگر ایمان و دین
از عشق حسن روی او آشفته دلها هر طرف

در کربلای عشق او هر عاشق دیوانهٔ
میداد جان خویش را خود بی محابا هر طرف

از خانه چون آمد برون در خلق غوغائی فتاد
در عالم از حسن رخش شور است برپا هر طرف

گرد سرای آن پری عشاق او از فرط شوق
کرده نثار مقدمش جان بی تحاشا هر طرف

جان بر لب و دیده بره قومی ز رنجوران عشق
شد مجتمع با صد چنین بهر مسیحا هر طرف

شوریدگان عشق او افتاده اند در کوی او
از بهر یک نظارهٔ آن روی زیبا هر طرف

از بهر مجنونان او کز خویشتن بگذشته اند
در هر نظر جلوه کنان صد حسن لیلی ها هر طرف

پروانه وش از بیدلی بر گرد شمع روی او
هر عاشق از جوش جنون میداد جانها هر طرف

بهر مریضان غمش حسنش چو روح الله بود
جم غفیر عاشقان بهر مداوا هر طرف

از قامت رعنای او قایم قیامت گشته بود
مضطر گروه عاشقان جان ناشکیبا هر طرف

بهر خدای ما هر یکدم نقاب از رخ گشا
استاده قوم عاشقان با صد تمنا هر طرف

در عشق او تنها نه من آشفته و شیدا شدم
دیوانهٔ حسن رخش نادان و دانا هر طرف

جان های عشاق رخش روشن شده مانند طور
زان پرتو روی نکو نور تجلی ها هر طرف

ضبط کن آنچه ترا پیر مغان گفت نهان / راز پنهانی جانانه تو ارزان مفروش
پر طرب باش ز صهبای محبت هر دم / بادهٔ مهر و وفا با رخ جانانه بنوش
در ازل قسمت تو بار محبت کردند / حاملش باش چنین گفت مرا دوش سروش
جهد کن از دل و جان گر قدم صدق تراست / تا بوصلش برسی ای دل من نیک بکوش
این چه رازیست که جان تشنه از دست و جراب / این چه سریست که گردید دلم زو مدهوش
باکسانیکه همه بسته نارند و نغیم / کم ز عشقش سخنی گوی و هلا باش خموش

احمدا کن حذر از گوش رقیبان راز
سر خود فاش مکن فتنهٔ شان دارد گوش

ایضاً

بهر تماشای رخش عشاق شیدا هر طرف / جانها ز حسن شوخ او دارند غوغا هر طرف
دلها به شوقش از طرب رقصان شده مانند طور / دیدار خوبان آمده صد مثل موسی هر طرف
زاه و فغان عاشقان عالم شده پر شور و شس / هر دم ز چشم شوخ او فتنه است برپا هر طرف
پیش جمال روی او هر جان شده حیرت زده / دیده بمثل آئینه محو تماشا هر طرف
دی از شعاع حسن او و ز تاب خورشید رخش / روشن شده کون و مکان و بوار و دسا هر طرف

ایضاً

دوش دیدم بر همی مغبچهٔ باده فروش ‏/ روی همچون قمر و زلف چو زنار بدوش

رفتم از خویش چو دیدم رخ خورشید وشش ‏/ نه دلم تاب و توان رفت ز سر عقل و هوش

گفتم ای جان جهان گرد سرت برگردم ‏/ گفت خاموش شو ای بوالهوس باده فروش

سینهٔ خویش بکن پاک تو از مائی و منی ‏/ وانگهی پیش من آور نه تو چندان مخروش

اگر از بادهٔ عشقم بدلت ذوقی هست ‏/ بیکی جرعهٔ می خرقهٔ هستی بفروش

من ازین یک سخنش بیخود و بدمست شدم ‏/ که درون سر من نی خرد ماند و نه هوش

عاشقان گرد همه چار ده اش حلقه زده ‏/ بود در هر طرفی ناله و فریاد و خروش

پر خمار از می عشقش بجهان رندانند ‏/ کز ازل مست شده تا بقیامت مدهوش

رند از بادهٔ عشقش همه مستند و خراب ‏/ نه که زاهد که بود همت او زهد فروش

عاشقانی که چو از بادهٔ عشقش مستند ‏/ همه در جوش و خروش و همه در نوشانوش

دل و جانم ز می مهر رخش مست شده ‏/ خون چکان از مژه ها سینه چو دیگ اندر جوش

چون مرا دید ز خود رفته و مدهوش شده ‏/ نزد من آمد و بگرفت مرا در آغوش

گفت خوش نیست چنین پرده دری اسرار ‏/ رو چو منصور نه نی پردگی راز مکوش

ای دل اگر طلب کنی اسرار عشق دوست	از سوخته بپرس و ز اهل تقا مپرس
عشق است کار مردی و مردان حق دلا	از کار زار و جنگ ز خواجه سرا مپرس
آنان که گم شدند به عشق و هوای دوست	ز ایشان ز غیر یار و ز دیگر هوی مپرس
عاشق نثار یار بکرده جهان و جان	از اهل بخل هیچ ز جود و سخا مپرس
زنجیر قهر گردن دلها به بسته است	از جان مبتلا بجز از ابتلا مپرس
خالی ز خویش باش و پر از سرّ آن نگار	از عرش و لامکان و دگر از خلا مپرس
آئینه ساده گشت پر از عکس مهر شد	از جان پر خیال ز وحی خدا مپرس
موسی است روح و عشق بدستش بود عصا	اسرار روح اینهمه دان از عصا مپرس
از همت شریف ظلوم و هم جهول	دون همتی چرخ نگر و ز ابا مپرس
احرام بهر منزل دلدار بسته ایم	از ما ز کعبه و ز صفا و ز منا مپرس
بیرون و از درون پس و پیش شد محیط	سر لیست بوالعجب همه تن دلکشا مپرس
ما چشم مست ساقی مخمور دیده ایم	بی باده سرخوشیم ز مستی ما مپرس
چشمی که تر ز عشق بود جان فدای او	زین خشک چه بها ز محبت دلا مپرس

احمد رهین الفت دلدار گشته ایم
از ما بمهر یار بجز از رضا مپرس

بینم ز دور آدم و در روی آن نهان پریست — اسرار شاه بین تو ز حال گدا مپرس
هردم تصوری ز دلم سر بر آورد — آید بصد لباس بر چشم ما مپرس
در خون و پیه نور نظر بس عجب بود — شرحی بکن ز روح و دگر از خدا مپرس
یار آمده چو عشق نشسته درون جان — یکبار برده هستی ما را ز ما مپرس
حال گلی که گلشن دلهاست جای او — از بیدلان مپرس و ز باد صبا مپرس
ای دل ز غیر عشق سعادت طلب مکن — در پیش ظل عشق ز بال هما مپرس
تقوی و زهد ثمرهٔ عقل است زاهدا — از بیدلان عشق روا نا روا مپرس
با مهوشان بدیر مغان دل خوشیم و شاد — از ما ز زهد و ورع و ز نور و صفا مپرس
حیران حسن یار چو آئینه گشته ایم — صوفی ز عاشقان ز فنا و بقا مپرس
ساقی دیار و بزم حریفان باده نوش — از حلت و ز حرمت می واعظا مپرس
اسرار عشق و لذت ساقی و جام می — رو از حریف پرس ز نا آشنا مپرس
مرگ و حیات ما چو به هجر و وصال اوست — خور بادهٔ وصال و ز آب بقا مپرس
نی جام و باده آه چو وقت عزیز رفت — زود آ قضا بکن دگر از ماضی مپرس
نار و نعیم قبلهٔ و ایمان زاهد است — از بیدلان عشق ز خوف و رجا مپرس
از بهر سر یار دل سوخته است جا — خوش این کنایتی است ز عبدالهوی مپرس

آلوده بخون مژه ام روی زرد بین — بنگر بحال زار و ز آه و بکا مپرس
بستریم ما ز درد و درین عشق سرخوشیم — رو خواجه کار خویش کن از حال ما مپرس
چشمم چو ابر و برق جمالش مرا بس است — از گریه بهار ابر و ز برق و سنا مپرس
ما عاشقان روی دلارام بوده ایم — از محو حسن قصه جور و وفا مپرس
ما واله جمال دل آرای دلبریم — دلدادگان به بین دگر از دلربا مپرس
این عشق همچو عشقه گرفت است شاخ دل — نی بیخ سبز هست نشو و نما مپرس
جان سوخته ز تابش خورشید روی او — این خیرگی چشم نگر و ز ضیا مپرس
عاشق به پیش یار چو انجم به پیش خور — در ابتدا عدم شده از انتها مپرس
گم گشته ایم ما به تجلی آن جمال — از جلوه های حسن چنین آن مه لقا مپرس
دور از چگون و چون سوی بیچون همی رویم — محویم ما به عشق و ز چون و چرا مپرس
از رنگها گذشته به بیرنگ گم شدیم — از جلوه های رنگ و هم از لونها مپرس
از چشم اعتبار نگر اینکه میرود — آنچه گذشته در ازل از ماجرا مپرس
بکشای چشم دل بنگر جلوه جمال — اشخاص نور بین تو ز ستر خدا مپرس
ای دل بیا و هستی و همی خویش را — کن غرق بحر وحدت و از ماسوا مپرس
شد آب صاف از اثر زمهریر برف — ما رمز دان تو از این ز الها مپرس

سوخت جان و روح من از برقِ حسنِ دلبران
مدتی شد ز آتش او دل طپان دارم هنوز

نے جمالِ گلرخان شد گلشنِ دل پایمال
از تطاول هائے غم در جان خزان دارم هنوز

دوش من از ترکِ چشمی خورده ام تیرِ نگاه
در جگر از غمزه اش زخمِ سنان دارم هنوز

آه ای دل کی توصلِ آن گلِ رعنا رسم
زانکه حایل خار هستی در میان دارم هنوز

کم نگشته هیچکه خود بجز خار است دل
تا ز چشم از موج او سیلی روان دارم هنوز

در دلم احمد که میل شاهد و ساقی نهانست
پیر گشتم لیکه عشقِ خود جوان دارم هنوز

ایضاً

درد دلم ببین ز غم دلربا مپرس
رنگ رخم نگر دگر از حالِ ما مپرس

عشقِ پری رخان ز دلم خرم ریخته
نے ننگ گشته ایم ز ما از حیا مپرس

جور و جفای ها به هنش گذاشتیم
ما بنده ویم ز ما جز وفا مپرس

از حسنِ آن نگار و جمالش چگویمت
دلها ز زار بین تو از آن دلربا مپرس

آرام جان من چو دل آرام من برود
از کشته مسیح بلا از دوا مپرس

از نشه مهری دگران غم نمی خورم
بیگانگی که کرد خود آن آشنا مپرس

باش یک شب مونس جان حزین ای نازنین / بیقرار از عشق تو روح روان دارم هنوز
تافته بر جان من چون عکس خورشید رخش / از شعاعش پرتوی آئینه سان دارم هنوز
در هوائی بی‌نشان گردیده ام من بی‌نشان / گشته ام گم لیک عشق بی‌نشان دارم هنوز
در غم تو همچو فانی ز آرزو ها مرده ام / آرزوی دیدن تو همچنان دارم هنوز
من به عشق لاله رویان خون بسی بگریستم / رخ برنگ زعفران اشک ارغوان دارم هنوز
گشته عمری تا که خود را من شکارش کرده ام / پیش تیغش جان بزیر امتحان دارم هنوز
در غم عشق تو جانم روز و شب گریه کنان / سیل خون از چشم خود هر دم روان دارم هنوز
پیش خورشید رخش مانند سایه گم شدم / چون قمر از نور ذات او نشان دارم هنوز
در ازل از دست ساقی خورده ام یکجرعه / در دل خود ای حریفان سکر آن دارم هنوز
خرقه و سجّاده افگنده بکوی می‌فروش / اعتکاف خویش در دیر مغان دارم هنوز
کعبهٔ من کوی یار و قبلهٔ من روی دوست / سجده سوی طاق ابروی بتان دارم هنوز
ترک کرده زهد و تقوی از سر مستی و شوق / وقت خوش با ساقیان و میکشان دارم هنوز
باده ده ساقی ز پند واعظانم دل گرفت / تنگ جان از صحبت این ناکسان دارم هنوز
عشق خوبان از من مسکین قرار دل ربود / خار در دل در هوائی گلرخان دارم هنوز
دل به طرّاری ربوده از من سادهٔ سلیم / تا صدای الاماں از جور شان دارم هنوز

ای زنورِ عشق تو بیمارِ جاں دارم هنوز
داشتم مهرِ تو در دل همچناں دارم هنوز

خاک گردیدم زغم لیکن درونِ جانِ خویش
آرزوی دیدنت ای دلستاں دارم هنوز

سالها بگذشت بر من تا که بیمارِ ویم
همچو بے از دردِ عشقِ او فغاں دارم هنوز

من بدل از ترک چشمی خورده ام تیرِ نگاه
کز جراحتهاش چشمِ خوں فشاں دارم هنوز

هر سحر از دردِ عشقت ای گلِ خندانِ من
نالها از سوزِ جاں چوں بلبلاں دارم هنوز

عمرِ من پیری شده تا گشته ام خاکِ درش
وائی جانِ من دلش نامهرباں دارم هنوز

گرچه خوردم زخمها در عشقِ یارِ نازنیں
لیکه میلِ دیدنِ آں جانِ جاں دارم هنوز

اینکه می بینی ز چشم اشک خونی ای حریف
در جگر از زخمِ تیغِ او نشاں دارم هنوز

عشقِ خوباں در دلم آخر قضای آسماں ست
خاک گشتم لیکه مهرِ دلبراں دارم هنوز

خورده ام روزی ز خُمّ باده اش یکجرعهٔ
زاں بجاں من منّتِ پیرِ مغاں دارم هنوز

پیشِ خورشیدِ رخت مانندِ انجم گم شوم
عمر شد لیکن آرزو پنهاں بجاں دارم هنوز

تن فتاده بر زمین و روح جاں سوی فلک
در مکانم قید و شوقِ لامکاں دارم هنوز

روزِ اوّل چوں نظر کردم بخورشیدِ رخش
آتشِ از عشقِ او در دل نهاں دارم هنوز

پیشِ ترکِ چشمِ او نخچیر وش بیجاں شدم
دل هدف زاں تیرِ غمزهٔ همچناں دارم هنوز

آنکه بود آرامِ دل آرامِ جانِ من ربود
در غمِ آں جانِ جاں بیمارِ جاں دارم هنوز

جز در دل تنگِ ما نگنجی / دل نیست مگر ترا د ا ر

این کوہ و فلک زمین بگردن / از حملِ امانتِ تو انکار

خواندی چو مرا ظلوم جاہل / دشنام خوش است از لبِ یار

زنہار نہ عقل امر سازد / کے پشہ تو بارِ کوہ بردار

از تست عطار ہر غریبت / گوہر توئی و توئی خریدار

از من عدم و وجودِ من نیست / از تست تجلیات و استار

بر ہستیٔ ما بکن تجلّی / تا محو شویم ما باسرار

تو باشی و غیرِ تو نباشد / این علم بجان خستہ بگمار

یک جلوہ کن و مرا ز من بر / نے پردہ در آ حجاب بردار

تو با منی و منت بجویم / عشقِ من و تو بود عجب کار

مائیم و یا توئی ندانیم / عقل آمدہ پیش سرِّ تو خوار

آمد حیرت مرا ز من برد / ہستیٔ مرا شکست پندار

احمدؔ حذرے کن از رقیباں / تا این نہ سرت کشند بردار

غزل

ساقی ز شراب ناب گلرنگ   درده که ببزم آمد آن یار
زد بادهٔ عشق جوش سادس   بگرفت کمال حسن دلدار
دلبر بکمالِ حسن آراست   با ناز و ادا و رنگ رخسار
دل برده ز خلق جمله عالم   آن حسن و جمال روئے دلدار
مجموعهٔ جمله عالم آمد   شد مندرجش تمام اسرار
از روح بود محیط عالم   شد مرکزِ دائره چو پرکار
کونین درون او بگنجد   درصورت قطره بحر ذخّار
گردید ازین خلیفة الله   بر تخت جهان نشسته شهوار
خود سجده برائے او ملک کرد   از سرّ خداست ذاتش اسرار
خورشید بشکلِ ذرّه آمد   تابنده ز حق درو ست انوار
در ارض و سما که حق نه گنجد   گفتا دلِ او مرا بود دار
کونین بذات اوست قائم   گردید خلیفهٔ و سپهدار
هم عاشقِ خویش و خویش معشوق   مطلوب خود ست و خود طلبگار
عالم همه جسم او چو جانست   ذاتش پئے چشمهاست ابصار
چون تن که بزیر حکم جانست   کونین بدام او گرفتار

اے عشق بیا و مونسم شو
هستیم ز عقلِ خویش بیزار

بدمست مرا بکن چو منصور
تا سر بنهیم بر سرِ دار

مطرب بنواز نغمه امروز
تا رقص کنم چو چرخ دوّار

جانها همه یک بکن ز مستی
تا چرخ زنیم مثلِ پرکار

بر آتشِ زهدم آب مے ریز
تا خاک شوم بکوئے خُمّار

از بادهٔ غرور توبه بشکن
بدمست مرا ببر ببازار

عشقم چو قضائے آسمانست
پس سوئے بتاں رویم ناچار

قسام ازل نصیبِ ما کرد
رسوا شدنم بکوئے خمار

دانیم شعارِ ورع ما نیز
اما نشدست بخت هموار

با بختِ سیه فتاد کارم
بر حسب ورع کنیم چوں کار

هر چند دلم بکرد فریاد
ایں عشق مرا نداد زنهار

دل جذب کند جمالِ محبوب
از خود نرویم سوئے دلدار

از هستیٔ خویش احمدؔا خیز
وے گفت مرا بگوشِ آں یار

جوشِ سادس بادهٔ عشق مسمّے بحضرت الشان کامل

چوں برف و چوژاله شکل بگرفت — آں آب لطیف مثلِ اجاز
هر شے بکمالِ خویش نادر — بر وحدتِ ذات او بگفتار
آں چیز که از نظر نہاں بود — رو کرده زغیب سوئے اظہار
پوشیده لباسِ جسم اعیان — ظاہر شده آنچه بود اسرار
تکمیل گرفت در شهادت — آں حسن و جمالِ روئے دلدار
بے مثل به مثل بسته تمثال — بیرنگ برنگ گشته انصار
اطلاق بقید میل کرده — اسرار گرفته شکل اظہار
ارواح گرفت شکل اجساد — عکسے بنمود آئینه وار
مائیم چو لفظ او ست معنی — مضمون نست نہاں بزیرِ اشعار
حق ہستی مطلق ست و عالم — موہوم و وجود ماست پندار
دلبرده ز عاشقاں بهر شاں — هر شانِ وی ست نادر اسرار

غزل

ما سجده کنیم دیده دیدار — زاہد بکند بسوئے دیوار
مائیم خراب عشق آں یار — دلداده حسنِ روئے دلدار

ابروی بتانست سجده گاهم — خود کعبهٔ ماست کوے دلدار
عشق بتِ ماهروست خرم — چشم ساقی مراست خمار
مستیم ز چشم مستِ ساقی — هستیم خرابِ عشقِ دلدار
گردید کمندِ جاں خمِ زلف — بستند هزار دل بیک تار

احمدؒ ترسم نه راز دلبر
گر فاشش کنم کشند بر دار

جوش خامس بادهٔ عشق مسمے بحضرت شهادت

ساقی قدحے ز باده بردار — مست آمده سوئے بزم دلدار
زد بادهٔ عشق جوش خامس — تا صورت غیب یافت اظهار
جانے که ز چشمها نهاں بود — چوں جسم بدیده شد بدیدار
از غیب چو اسپ را دواں کرد — در ملکِ شهادت آمد آں یار
گردید نشان و شکلِ اجساد — پوشیده لباسِ جسمِ اسرار
آمد بظهور سه موالید — حیوان و نبات و نیز احجار
شد جوهر قلب جسم محسوس — صورت بگرفت سرِّ انوار

اى دل تو اگر مريض عشقے / روح القدس آیدت بہ تیمار

سلطانئ ہر دو کون دارد / عاشق کہ باوست یار ہموار

جانے کہ بیار ہست مشغول / باشد ز خیالِ غیر بیزار

یک لحظہ زیاد نیست غافل / دیوانہ بکار خویش ہشیار

خفتند بدو چشم و دل نہ خسپد / دایم دلِ عاشق ست بیدار

غزل

داریم بہ عشقِ آں دل آزار / صد آہ و دو چشم تر دلِ زار

مجروحِ خدنگِ چشم شوخیم / ہستیم اسیرِ زلفِ خمدار

دیدیم بہ جام عکس ساقی / مستیم ازاں شراب دیدار

دیدم رخِ تو شدم مسلماں / عشقِ دل من شکست زنّار

آں روئے چو مصحفِ ماست / دیدیم رخت شدیم دیندار

در حضرتِ یار جانست حاضر / دل سجدہ کند حضورِ دلدار

رفتیم برون ز ننگ و ناموس / گشتیم بعشقِ دلبراں خوار

رندیم و خراب در خرابات / از بہر بتاں شدیم زنّار

آرندۂ غیب در شہادت　　اظہار کنندۂ ہر اسرار
آن جسم لطیف بے تجری　　پوشیدہ بخود لباس انوار
از عالمِ روح سوئے اجساد　　آرد خبرے بحسنِ اطوار
از سرِّ نہان و غیب ملکوت　　وز وحیِ خدا و دیگر اسرار
از ہرچہ بہ قلب آید اورا　　آرد سوئے جسم و سوئے گفتار
یک رخ سوئے قلب و یک بجسم ست　　برزخ بمیان خاک و انوار
رازے کہ نہان لغیب بودہ　　از ذات وے آمدہ در اظہار
از بادۂ سرور بخش ساقی　　وز سرِّ کسیل خمار بیدار
اے مہر سپہر عشق بازی　　ہستیِ مرا چو سایہ بردار
ما غیر ترا عدم شماریم　　ما را بوجودِ تست اقرار
ما دیدہ بروئے تو کشادیم　　از غیرِ تو جانِ ماست بیزار
چیز ہستیِ او دگر عدم دان　　ہستیِ تو بیگمان ست پندار
زاہد بتو وعدہ است فردا　　امروز مراست نقدِ دیدار
از بہر تو عشق دشتِ پُر خار　　بہرِ دلِ ماست ہمچو گلزار
این عشق کہ درس بے زبانی ست　　در مدرسہ اش نہ بحث و تکرار

احمدؔ زجمالِ آں پریرو
دیوانہ شدیم بیخود و زار

جوشِ رابع بادۂ عشق مسمیٰ بحضرت مثال

ساقی قدحے شراب در دہ
دیدیم بجام عکس رخسار

زد بادۂ عشق جوشِ رابع
تا شکل خیال بست دستار

رو کردہ ز غیب در شہادت
پوشیدہ ہر انچہ بود اسرار

صورت بگرفت نور بیرنگ
ارواح در آمدہ در انظار

تنزیہ نہاں شدہ بہ تشبیہ
جسم آمدہ بہرِ روح ستار

تقییدؔ ببردہ رنگِ اطلاق
آئینہ برفت زیر زنگار

ظاہر شدہ خلق و حق نہاں شد
پنہاں شدہ گنج زیر دیوار

آں نور لطیف شد ممثل
ہر شکل خیال و وحیِ جبار

تا دیدۂ باطنش بہ بیند
آمد بہ بصیرت و در انظار

اسرار قلوب کردہ ظاہر
آوردہ بجسم وحی و اسرار

اسرار نہاں از وست افشا
ز و غیب بنہہ گرفتہ اظہار

بازآ و مرا بدست خود کُش ‏ تا سر بنهیم زیر تلوار

چشمے که ز عشق خون بگرید ‏ از جنبشِ دوست هست انهار

چوں خاک به ناز عشق گشتیم ‏ رویید بجاں هزار گلنار

خوں ریخت هزار مثل حلّاج ‏ عشق ست ابذات خویش خونخوار

غزل

بائیم زرد عشق بیمار ‏ وز سوختگان مهر دلدار

آلوده بخوں دو چشم داریم ‏ زخمی ست بدل ز غمزهٔ یار

افتاده بکوئے یار بسمل ‏ از دردِ محبّتیم بیمار

سودا زدهٔ جنون عشقیم ‏ رسوا شدهٔ بکوئے دلدار

داریم زرد دو چشم پُر خوں ‏ کاریست مرالعشق خونخوار

دیوانهٔ حُسن آں پریرو ‏ شوریده سریم و خسته و خوار

جاں گشته اسیر دامِ جاناں ‏ زنجیر دل ست زلفِ دلدار

آهے ست به لب دو چشم پُر اشک ‏ از عشق شدیم بیدل و زار

نے روی تو نیست چشم روشن ‏ نے عشق تو نیست بخت بیدار

بے عشق تو خانہ بے چراغ ست
نے مہر بدیدہ نیست انوار

بے مہر تو طالع واژگون ست
نے عشق تو بخت نیست بیدار

نے مہر دل ست سنگ خارا
یا ہیزم خشک قابلِ نار

از عشق ہر آنکہ بو نبردہ
خود مردہ دل ست یا کہ بیمار

خود طالبِ جاہ و ننگ و ناموس
چوں زاغ نشستہ گرد مردار

ایں بندۂ دوزخ و بہشتند
عاشق نہ طلب کند بجز یار

در خرقۂ تو نہانست زاہد
خود بینی تو بجائے زنّار

وانی دلِ خویش گر تو اصل
صوفی بدماغ تست پندار

از ہستیٔ تو چو ذرہ باقیست
میداں بہ یقیں کہ ہست زنار

گر علم دو کون جمع آری
غالب آئی بہ بحث و تکرار

چوں سرِّ تو شد بحق نہ ساکن
باشد ہمہ قیل و قال و گفتار

ای دل مددے طلب ز ساقی
کز ہمّتِ او بر آیدت کار

اے پیک بہار مژدۂ وصل
تا جان بکنیم بر تو ایثار

ایں مردہ تنم برد بجاناں
کو مردِ خداست نیک کردار

مردیم در آرزوئے رویت
یکبار ز رخ نقاب بردار

صد حرف کنی و کم نگردد	دانم که دل است بحر ذخار
از سینه هزار شکل خیزد	گه رنگ گل آید و گهی خار
صد موج ز سینه سر بر آرد	هر موج و لیست دُرِّ شهوار
از معدنِ دل هزار الفاظ	بیرون بنهاده سر در اظهار
آمد به برون ز بحر بیرنگ	اشکال هزار و رنگ بسیار
در خویش نگشته بیش و نے کم	دل قلزم و هست بحر ذخّار
ناید بخیال وسعتِ دل	تا چیست دل و چه دارد اسرار
تو جانی و جانِ ماست جایت	جان و دلِ ما ترا بود دار
آں بادهٔ ناب ساقیا ریز	در جام دلم برنگِ گلنار
تا مست شویم و فارغ از غم	در میکده رهن سازد دستار
ای عشق بیا و دست من گیر	بازم برساں بکوئے دلدار
جاں مست بکن ز بادهٔ خویش	بازم برهان ز ننگ و از عار
ز اندیشه ننگ دل شود پاک	در خرقه و زهد آیدم عار
ای عشق اگر به هستیٔ من	آتش بزنی منم سزاوار
از هر چه جز اوست نیست گردد	غیر آں بتِ ماه رو نه بگذار

مامست و خراب جامِ عشقیم — چشم ساقی مراست خمار
از آتشِ عشق جانست سوزاں — وز درد دل ست دیده خونبار
احمد اثری ست عشقِ اورا — تا گم شده ایم ما باسرار

جوشش ثالث بادۂ عشق مسمٰی بہ حضرت ارتسام

ساقی قدحے دگر مدد کن — افروختہ ارتسام رخسار
زد بادۂ عشق جوش ثالث — گشتہ چو حباب چرخ دوّار
ظاہر شدہ این قلوب و ارواح — پوشیدہ بخود لباس انوار
افعال بذات اوست پیدا — آمد بظہور ازو ہمہ کار
ناظر بجمالِ لوحِ محفوظ — شایستۂ ذوق و شوق و انوار
ہم صاحب کشف و وحی و الہام — آگاہ ز نفث روح و اسرار
افعال تمام ازو بخیزد — ہر فعل بذاتِ او در اظہار
عکسِ خط است نقطۂ جاں — گردیم بگرد خود چو پرکار
جز جانِ خراب در نگنجی — دیار توئی و دل ترا دار
گفتا کہ بغیر دل نہ گنجم — بنگر کہ دل ست جائے دلدار

شد گیسوی او کمند جانها — دامی ست درو دل گرفتار
از آتش عشق جان من سوخت — کو آب زلال وصل آن یار
قربان بکنیم جاں بدعوت — مہمان دل ست عشق دلدار
او آن من ست و آن اویم — ما کالۂ عشق او خریدار
مرآت جمال و حسن یاریم — ما آئینہ او مرا حسن بیدار

غزل

اے یار بیا سوئے من زار — بے روئے تو جان ماست بیمار
شد آب جگر ز درد عشقت — دل خون شدست و دیدہ خونبار
در عشق تو گشتہ ایم رسوا — در مہر تو خستہ ایم و ہم خوار
افسوس فتادہ جان مسکیں — در دست ستمگر جفاکار
زخمی ست بدل ز تیر غمزہ — جاں در خم زلف او گرفتار
محویم بحسن روئے جاناں — رستیم ز قیل و قال و گفتار
ہستیم بہ عشق یار بیخود — رستیم ز کسب و از ہمہ کار
گشتیم شکار ترک خوباں — ہستیم اسیر زلف خمدار

تفصیل گرفت جملهٔ اجمال ظاهر شده آنچه بود استتار
خود جملهٔ صفات کرده جنبش از سمع و ارادت و هم ابصار
ظَهَرَت بِهٖ اُمَّهَاتُ سَبعٌ زو جملهٔ صفات کرده اظهار
اسماء و صفات در تجلی جبار و ودود و نیز قهار
اینجاست مقام انس و هیبت هم معدنِ مهر و قهر و انوار
ساقی قدحی بده دگر بار تا افگنم از سر و دستار
یک جرعه بکام جان من ریز وز باده شکن خمار پندار
در جام بریز خون شیشه ساقی پئے عاشقانِ خونخوار
جان مست بکن زجامِ توحید وز شرک خفی دلم بروں آر
تا محو شویم ما بعشقش از سینه خیال غیر بردار
تا باز رهیم من از من و تو زین هستیٔ وهمیم بروں آر
خبر تو دگرے بچشم ناید از دیده خیال غیر بردار
تو باشی و غیر تو نباشد دلدار شو و مشو دل آزار
تاں برقِ جمال سوخت جانم داریم چو ابر چشم خونبار
سیلاب نخورغم انست از چشم دل موج زند چو بحر ذخار

از ہستئ خود خبر نداریم — محو یم بحسن روئے آں یار
دیوانہ شدیم در ہوایش — افتاد مرا بآں پری کار
جانم بربود حسن جاناں — دل بردہ زمن جمالِ دلدار
در گلشن حسن مثل بلبل — داریم ز عشق نالۂ زار
زد برق جمال آتشِ عشق — تا خرمنِ جاں بسوخت یکبار
پامال زنار کرد جانہا — وانگاہ زخون ماست انگار
از عشق تو بودہ ام در آتش — چوں گبر کہ دائماست در نار
عشق آمد و رفت عقل و ہوشم — در کوئ بتاں فتادہ ام خوار
از عشقِ تو گل قبا دریدہ — بلبل بہ فغان و نالۂ زار
چوں زندہ احمدا تو بے روح — بردہ دلِ تو بتانِ طرّار

جوش ثانی بادۂ عشق مسمے بحضرت واحدیت

ساقی زشراب ناب افزود — خود مستی و ذوق شوق و اسرار
زد بادۂ عشق جوشِ ثانی — در ملک تجلّیات و انوار
اعیان بدرون علم جا یافت — ہر سرّ نہاں گرفت اظہار

از بادهٔ عشق هر که شد مست — تا حشر دلش نگشت هشیار

ای عشق دلیل وصل من باش — از روئے حبیب پرده بردار

آئینهٔ حسن یار مائی — جلوه گه روئے خوب دلدار

ای عشق هزار نام داری — هر اسم ترا هزار اسرار

وصفے که کنم ازاں بروئی — هم مظهر و مظهرے و اظهار

ای مبدا و ای معاد جانها — دلها به کمندِ تو گرفتار

ای مخزنِ هر سرور و هر غم — وے اصلِ وجودِ نور و هم نار

یک ذات و صفات بے نهایت — کج رائے و فضول کرد انکار

یک عم بخواندش یکے خال — یک آدم و اسمِ اوست بسیار

نوریست بذاتِ خویش سازج — شد مبدا و اصلِ جمله انوار

آبی ست در اصل صاف و ساده — زو ژاله و برف دارد آثار

هر جزو به کل شده است راجع — زیں واله دل ست سوئے دلدار

غزل

ما سوختهٔ محبت یار — شیدائے جمالِ روئ دلدار

چون بادهٔ ناب داد ساقی — افزود مشاهده و دیدار
زد بادهٔ عشق جوشش اول — تا کرد بجوشش جنبش اسرار
وان معدنِ علم و عقل اول — وان اصل و اصولِ روح و انوار
علم ست در و بعین اجمال — تفصیل نداشت اندران بار
خود عین تجلی و تعین ست — هم عین مشاهده نه استار
هم اصل جمال و هر جلال ست — هم مبدأ هر صفات و آثار
برتر ز گمان تعین حرف ست — آنجا نبود حجاب بر بار
آن معدنِ علم و عقل محض ست — آن عین حیات و عین ابصار
ای ساقیٔ جان بیار باده — تا باز شویم مست و سرشار
دل رقص کند ز عشق و مستی — تا چرخ زند چو چرخ دوار
ما مست و خراب جامِ عشقیم — در میکده ام گرو دستار
از خرقهٔ و زهد توبه کردیم — تسبیح گذاشتیم و زنار
رسوا شده ایم ما به عشقش — در کوچهٔ و برزن و ببازار
یا بم شبکی چو یار و ساقی — دانم که مراست بخت بیدار
خاکِ درِ پیر میکده را — چترم بکند بچشم دادار

غزل

محویم به حسن آئینه وار — حیران جمال روئے دلدار

دل دیده تجلیٔ جمالش — چون آئینه محو شد بدیدار

آئینه جان عاشقانش — پر شد ز جمالِ مهرِ دلدار

از شدتِ تاب مهر رویش — گم گشته چو نجم عاشقِ زار

جاں محو شده به حسنِ جاناں — دل گشته فدائے روئے دلدار

جز مهر رخش دگر نمانده — چیزے بخیال عاشقِ زار

اے مایۂ حسن و ناز و خوبی — از روئے چو مهر پرده بردار

یک جلوه بکن دگر بچشمم — تا جاں بکنیم بر تو ایثار

بنما رخِ خویش و هوش من بر — کن از مئ عشق مست و سرشار

اول نقشے که عشق بنوشت — جانها همه شد ازین خمّار

احمد که اسیر زلف یاریم — افتاده مرا باآں پری کار

برتر ز عدم وجود محض ست
برتر ز خیال و وهم فکر ست
زاں بحر عدم چو موج برخاست
آں جوشش عشق بود در وے
ایں عشق که بود گنج مخفی
چوں بحر هزار موج برخاست
بر شکلِ حباب و موج و قطره
در ذات حباب گر به بینی
از روئے تشخص ست فانی
بصورتش گرفت صورت
از حسن خراب کرده جانها
از آتشِ عشق سوخت جانها
تنها به غمش نه من خرابم
از برق جمالِ آں پری رو
زاں نرگسِ مست جان ست مخمور

فارغ ز مقال و بحث و تکرار
گے درک عقول را دراں بار
بیروں شده عشق زو به یکبار
چوں باده درونِ خُمِ خمار
زد جوشش بجوده چو بحر یکبار
زاں قلزم بے کنار زخّار
اشکال ازو بخاست بسیار
آبے ست گرفت شکل یکبار
باقیست بذات بحرِ ذخار
بیرنگ برنگ کرده اظهار
دل برده ز رنگ رو و رخسار
دل کرده بزلفِ خود گرفتار
صد همچو منی به عشق او خوار
آهے ست مرا به لب شرربار
دل جوشش زند چو خم خمّار

خود ناظرِ خویش و خویش منظور
آئینهٔ خویش و خویش دیدار

جز هستیٔ مطلقش وگر نه
برتر ز تجلیات استار

آنجا عدم و وجود یکسان
آمیخته بود نور با نار

آن اصل وجود و هستی محض
وان معدن علم و عقل و انوار

دلها ز خدنگِ غمزه مجروح
جانها بکمند او گرفتار

از ناز خراب کرده جانها
دلها شده پائمالِ رفتار

احمدؔ به بیان و شرح حسنش
لال ست زبانِ قال و گفتار

دربیان خمخانه عشق که مجهول النعت است ومسمی بحضرت احدیت الجمع

زاں بادهٔ تند داد ساقی
تا هوش برفت و نیز دستار

آنجا نه اشارتے نه رمزے
جز حیرت و محو نے دگر کار

از خویش خبر نه از دگر کس
نے مست بخود نه بود هوشیار

در شمع ز حسن چهره افروخت   پروانه از دست در دم نار
پنهان شده زیر آهِ عشاق   از بهرِ بتان ست رنگِ رخسار
در صحنِ چمن برنگِ گل بود   افغان بدرونِ بلبلِ زار
گلگونهٔ حسنِ یوسف آمد   یعقوب بدیده دیدش انوار
شد رونقِ حسن روئے لیلےٰ   گر دید بقیس نالهٔ زار
چون روحِ حیات جسم و جان هاست   آرائش رنگِ روی و رخسار
بنگر به عیان شهود شاهد   پیداست هر آنچه بود اسرار

غزل

بود آن بت مست ناز و طرار   از بادهٔ حسنِ خویش سرشار
گو نرگسِ او بخواب ناز است   صد فتنه بخلق از وست بیدار
آن مایهٔ حسن و ناز و خوبی   وان راحتِ عاشقانِ بیمار
در حجلهٔ ناز خویش خفته   جبرئیل نداشت اندران بار
آمیختهٔ حسن و عشق باهم   وان ناز و نیاز غرق اسرار
چون غنچه درونِ خویش پنهان   فارغ ز نوائے بلبلِ زار

دل برده ز من بت ستمگار ‌ ‌ ‌ شیرین سخنی و شوخ و عیار

زان حسن و جمال رفتم از خویش ‌ ‌ ‌ بی هوش به سر نماند دستار

در سینه ز عشق آتش افروخت ‌ ‌ ‌ دل همچو خلیل گشت در نار

یک بار مرا ز من ربوده ‌ ‌ ‌ جز آه نماند در دل زار

صد تیر زده ز غمزه در جان ‌ ‌ ‌ زان نیش سنان شده دل افگار

در چشم هزار فتنه دارد ‌ ‌ ‌ زان بر لب خلق هست زنهار

از حسن شده محیط جانها ‌ ‌ ‌ وز زلف بکرده دل گرفتار

جان کرده بسان روح در دل ‌ ‌ ‌ گر دیده بچشم نور ابصار

چون سوز نهانست نیز آهم ‌ ‌ ‌ پیدا است ز رنگ زرد رخسار

چون مهر که دیده اش نه بیند ‌ ‌ ‌ پوشیده شده در عین اظهار

در تابش خود نهان چو خورشید ‌ ‌ ‌ گر دید ردائی رویش انوار

خود شدت قرب بعد گشته ‌ ‌ ‌ در دیدن جانست دیده را عار

در جسم چو جان ز چشم پنهان ‌ ‌ ‌ در دیده بسان نور ابصار

در عشق نهان چو سوز عاشق ‌ ‌ ‌ در حسن نهان چو رنگ گلنار

در ناله بلبلان فغان زد ‌ ‌ ‌ گشته به چمن بهار گلزار

بے نشاں گشت ہر آنکس کہ نشاں جست ز تو
بہر گم گشتن عشاق عدم کوی تو بود

نالۂ عاشق فانی کہ پر از ہستی ست
دانم ای ماہ کہ چوں فاختہ کوکوی تو بود

ساقیا مست شدم چونکہ بدیدم در جام
کاندرو عکس جمال رخ نیکوی تو بود

گر جنوں حملہ کند از سر کویت نہ روم
از پئے بند دلم سلسلۂ موی تو بود

نالہائیست مرا ہر سحری از غم تو
شیفتہ بلبل جانم بہ گل روی تو بود

تا ابد زندہ نہ گردد ز دم روح اللہ
ہر کہ او کشتۂ زاں تیغ دو ابروی تو بود

عاشق سوختہ جاں را چہ کلیسا چہ حرم
ہر کجا روئے نہد شیفتۂ روی تو بود

این دل شیفتہ از ننگ و ز ناموس رہید
مست از عشق تو رسوائی سر کوی تو بود

وحشی عشق تو با غیر نگیرد آرام
لامکاں جائے خرام و رم آہوی تو بود

خوش رسیدی بسر وقت تو ای طائر عشق
مہر آں ماہ لقا بال تو بازوی تو بود

کشتن عاشق و غارت گری دین و دل
خصلت طبع دل آزار و جفاجوی تو بود

طمع دارد دل **احمد** نظرے لطف ز تو
زانکہ مداح تو ای شاہ و ثناگوی تو بود

قصیدہ در بیان خمخانہ عشق و مراتب جوشش بادۂ او

عشق سودای تو بی تاب دلم را کرده — عاشق روی تو و سودای سر کوی تو بود

ای بعشق تو دو چیز آفت جانم گشته — آن یکی روی تو بود و دگری خوی تو بو[د]

گرچه پوشیده شوی لیکه تو فاشی در خلق — همچو خورشید عیان روشنی روی تو

ایضاً

عشق تو در دل من پرتو روی تو بود — طرب روح من و مستیم از بوی تو بود

ساکنان حرم و دیر و کلیسا و کنشت — همه را سجدهٔ جانان در خم ابروی تو بود

به عیان و به نهان و به حقیقت به مجاز — روی مخلوق دو عالم طرف روی تو بود

بندهٔ زلف و رخت کافر و مومن هر دو — برتر از دیر و کلیسا و حرم کوی تو بود

بحر ذخار جمالت دل عاشق چو حباب — عشق موج تو بود اشک زخمن جوی تو بود

ظاهر و باطن ما را شده چونکه محیط — رو بهر سو که نهادیم همان سوی تو بو[د]

چونکه در انفس و آفاق ز تو آیات است — پس بهر سو که بدیدم رخ نیکوی تو بو[د]

از عدم تا بوجود و ز قدم تا به حدوث — عکس حسن تو بود پرتو روی تو بو[د]

گشته جان و دلش از کفر و ایمان فارغ — هر که وارفته و شوریده سر از بوی تو بو[د]

دیده احمد بیدل ز تماشای جمال — همچو آئینه پر از پرتو روی تو بو[د]

جان من ما همه جز حرف توی محض و بجز — هستیم همچو جبالی بسر جوی تو بو[د]

گردنِ هر دو جهان بستهٔ تارِ زلفت
دلِ عشاقِ تو آویختهٔ مویِ تو بود

نکهتِ کاکلِ مشکینِ تو آورد صبا
دلِ من مستِ ز خود رفته از آن بوی تو بود

رویِ تو قبلهٔ من کعبهٔ جانم کویت
سجده گاهِ منِ بیدل خمِ ابروی تو بود

خرمنِ جانِ من از برقِ جمالِ تو بسوخت
نظرم خیره ز خورشید دلش روی تو بود

دل و دین برده ز من بیخود و دیوانه شدم
کمترین شوخیِ آن غمزهٔ جادوی تو بود

چون پری در دلِ ما خانهٔ خود ساختهٔ
های و هوی لبِ ما غلغلهٔ هوی تو بود

سالها رفت که تا این دلِ مشتاق مرا
آرزوی نظرے بر رخِ نیکوی تو بود

تفرقه از دلِ عشاقِ تو مهرِ تو ربود
همچو کعبه همه کس را رخِ جان سوی تو بود

نیست گشتم چو تو در سینهٔ من گنجیدی
هرزه گردیِ دلم جمله تگاپوی تو بود

ساقیا جامِ پیم دادی و مستم کردی
که رهائی ز خودی باعثِ نیروی تو بود

هر کسے کامده از چاه طبیعت بیرون
دائم ای عشق که آن قوتِ بازوی تو بود

هر چه آید بدلم موج ز بحرِ تو بود
راه پنهان بخمِ جانِ من از جوی تو بود

خاک گشتم بامیدیکه بپایت برسم
در دلِ من هوسِ بوسهٔ زانوی تو بود

جنبشِ شاخ ز خود نیست مگر از باد است
رقصِ عشاقِ تو هم از طرب و طوی تو بود

بهوای تو دل از نقش دگر ساده شد
این همه جودِ تو بود و همه جلدوی تو بود

یاد آید ای حریفان از من حسرت زده	وای بر جانی که او از بزم جانان دور بود

احمدا گر عاشقی از تیغ جانان سر متاب
کشتن عشاق اندر کوی او دستور بود

ایضاً

جان شوریده سران شیفته روی تو بود	دلِ دیوانهٔ ما بستهٔ گیسوی تو بود
جان گرفتار کمند خمِ گیسوی تو بود	پای بند دلِ من سلسله موی تو بود
آنکه زد زخم بدل تیغ دو ابروی تو بود	وانکه شد دامِ دلم حلقهٔ گیسوی تو بود
در دلم ناله چو بلبل ز گلِ روی تو بود	مستی و شور جنونم همه از بوی تو بود
چون کتان چاکِ دلم از قمر روی تو بود	زخم چون شانه بجانم ز غمِ موی تو بود
مستیٔ جان من از نکهت گیسوی تو بود	بند مجنونِ دلم سلسلهٔ موی تو بود
قتل عشاقِ تو از تیغ دو ابروی تو بود	غارتِ دین و دلم نرگسِ جادوی تو بود
چونکه زنجیرِ دلم حلقهٔ گیسوی تو بود	دلِ دیوانه فتاده بسر کوی تو بود
دیده را از سر حسرت نظری سوی تو بود	جان خود ساده شده آینهٔ روی تو بود
ابروت کعبهٔ ایمان جهانست از آن	از همه سو دل عشاق کشان سوی تو بود
مجرم شیخ مقیم ست و برهمن در دیر	معتکف جان حزینم بسر کوی تو بود

گر خراباتی شدم زاهد بمن طعنه مزن — کز ازل روحم بکارِ عاشقی مامور بود

بیدلی و ننگ و رسوائی و بدنامی تمام — عاشقان را از قضا و از قدر منشور بود

آفتاب معرفت بر عقل و بر دلها بتافت — آنکه نادیده جمالش چشم جانش کور بود

چاشنی دردِ عشقش جان زاهد چون نداشت — گر زند طعنه بحال عاشقان معذور بود

واعظِ مجلس که جانش حرف بیمعنی بود — بی خبر بر جبه و دستار خود مغرور بود

مدعی از طیلسان و شمله تن آراسته — لیکه جانش بی قبای سرّ یزدان عور بود

از جمالش کان حیاتِ جانست منعم می کند — پند ناصح در دماغم نالهٔ ناقور بود

هر که در آمد بکوی عشق زو بیرون رفت — جان عشاقش بکنج بیخودی محصور بود

بیدلانِ عشق را خاکِ درش خلدِ برین است — کوی جانان عاشقان را کوشکِ فغفور بود

هر که در راهِ محبت جان خود را باخته — غیرتِ عشاق در رشکِ شبلی و منصور بود

هر که را آن ماهرو در کارِ عشقِ خویش داشت — بالیقین از سوی جانان جان او ماجور بود

یادِ یارِ مهربانم راحتِ جانِ من است — با خیالِ غیر او دل خانهٔ زنبور بود

گر فدا کردم بپایش جان عجب از وی مدار — زانکه از احسانِ ساقی جان ما مشکور بود

با مریضانِ غمش حسنش مسیحائی نکرد — عقل و روح و جان به عشقش هر یکی رنجور بود

چونکه صبحِ وصلِ جانان سوی جان من نتافت — بی جمالش روزِ هجرم چون شبِ دیجور بود

هر که دیده چشم مستش در زماں بیخود شده
خمر عشقش تند تر از بادهٔ انگور بود

پیر عقل از بزم او خرقه سلامت کے برد
که ز فرطِ بیخودی از هر طرف محصور بود

در مضمار محبت زیرکی کارے نکرد
نه آنکه افلاطونِ دانش خود دراں رنجور بود

آه زاں یاری که یوسف پرتو حسن و نسبت
نے جمالش دیدهٔ یعقوب جاں نے نور بود

از تماشای جمالش پُر طرب عالم شده
جان و روحِ عاشقانش پر نشاط و سور بود

دوش اندر بزم آں سلطانِ خوباں هر حریف
از نگاهِ مست ساقی بیخود و مخمور بود

آسماں در رقص آمد وین میں بیخود شده
عقل و روح و جان و دل جمله از و مسرور بود

خُم جانِ عاشقاں از بادهٔ اسرار حق
دوش اندر جوش همچوں سینهٔ منصور بود

هر دلِ مرده ز بانگ او حیات تازه یافت
نالهٔ مطرباں ارواح را چوں صور بود

تابشِ خورشیدِ رویش ظلمتِ دلها برد
از وفور جوشِ رحمت هر گنه مغفور بود

آتشِ عشقِ رخِ او پردهای غیب سوخت
ظلمتِ دوری ز جانِ عاشقانش دور بود

اضطرار دل نقاب از روی جاناں بر کشود
گشت پیدا آنچه اندر پردها مستور بود

سینهٔ عشاق او از عکس خورشیدِ جمال
همچو آئینه ز فرطِ بیخودی معمور بود

محو حسنش از نظر بر خویش و بر غیری نماند
بیخودیِ عشق گویا یک شبِ دیجور بود

از نگاهِ مست ساقی و سرودِ مطرباں
هر یکے در بزمِ جاناں بیخود و مخمور بود

تا یکے ابن نا لہائے درد من — یکدمے آرام جانم آرزوست
ای لبش آبِ حیاتِ جانِ من — یک تبسّم زاں دہانم آرزوست
زاہدا ایں زہد و تقویٰ مرترا — جلوۂ حسنِ بتانم آرزوست
عقلم از عشقش شود زیر و زبر — شوخیٔ فتنہ نشانم آرزوست

احمدا خاکِ رہِ میخانہ ایم
ہمتِ پیرِ مغانم آرزوست

غزل

شور افگندن بعالم چونکہ خود منظور بود — جلوہ کرد آں حسن را کہ چشمہا مستور بود
آں پری از دیدۂ خود خویشتن مستور بود — لیکہ میل دیدنِ حسنِ خودش منظور بود
عشق را آئینہ کرد و خویش را در وی پدید — شد عیاں ہر انچہ اندر پردہا مستور بود
چوں نظر کردہ درونِ آئینہ خود را بدید — زانکہ آواز عکسِ حسنِ آں پری معمور بود
دیدہ خود را در نہادش شورشی پیدا شدہ — کز فغان و آہِ او جملہ جہاں پر شور بود
عاشقانِ بیدلاں را از تجلیٔ جمال — عقل و روح و جان و دلہا سوختہ چوں طور بود
آہ از تیرِ نگاہش بسکہ دلہا خوں شدہ — غمزہ اش از بہر زخمِ جانِ ما ساطور بود

بیدلی بر حسن جاناں کرد جانِ خود نثار	بس بود این از برای عاشقان حسن المآب
ای دل ار تو عاشقی بر پای جانان جان بنه	بر سرت شمشیر گر راند ز کشتن رو متاب
کی برون زین آب و گل آئی تو بی امداد عشق	کین طبیعت بہ پای رہروان آمد خلاب
رجس طبع از شاہد معنی ترا دور افگند	ای دل اول باید از حکم طبیعت اجتناب
نیست عاشق آنکه او مشغول شد با غیر دوست	گر تو مرد طالبی از صحبتش کن اجتناب
میکند عاشق تمامی وقت خود را صرف یار	آنکه شد مشغول غیرِ دوست باشد در دباب

باش دائم احمدا مستغرقِ بحرِ شہود
غول ره دان آنکه جانت را بود او حق حجاب

غزل

دیدنِ آں یار جانم آرزوست	جلوهٔ زان دلستانم آرزوست
شوخی نازِ بتانم آرزوست	آفت ایمان و جانم آرزوست
جان فدای آں نگاهِ مستِ یار	غمزهٔ زان دلستانم آرزوست
خرقه رهنِ باده و مست و خراب	در خراباتِ مغانم آرزوست
سوختم از تف هجرِ گلرخاں	سایهٔ سرو روانم آرزوست

در حقیقت گرچه بیرنگی ست اصلِ رنگها | هست بیرنگی چو خم و رنگها همچون حباب
این جهان و صورتش شکلِ خیالِ خویش دان | هر چه می بینی ازین عالم بود مانند خواب
در حقیقت نیستی هستی ست و هستی نیستی | زین عدم اصلِ وجود است و وجود آمد سراب
اصلِ جمله صوتها میدان که صوت سرمدیست | زین دلِ عشّاق را جنبش دهد بانگِ رباب
منکرِ عشق ار چه طعنه میزند بر عاشقان | کی گذارد سیرِ خود را ماه از بانگِ کلاب
زهدِ خشکِ زاهدان خود دفترِ بیمعنی ست | عاشقان را درسِ عشق و سینهٔ ایشان کتاب
عشق هست آتش خیالِ غیرِ دلبر را بسوخت | آنچنانکه میشود رجمِ شیاطین از شهاب
هستی وهمی حجابِ روی جانان بوده است | چون بنالد جانِ عاشق اندرین گنبد خراب
قطرهٔ هستی خود را محو کن در بحرِ دوست | تا شود این قطرهٔ بی مایه ات دُرِّ خوشاب
بسته ام چندان خیالِ گلرخی در جانِ خویش | کز دلِ شوریده ام آید همی بوی گلاب
چونکه جانان را بجانِ عاشقان قربِ تو نیست | پس چرا از اندیشان های و هوی و پیچ و تاب
بوالعجب کاری که جستم دور و او نزدیک بود | چونکه آمد پیش من آن ماه رو رفتم بخواب
بیشک از چاهِ گمان بیرون جهد جانِ عزیز | گر دلت را از یقین حبل المتین شد دستیاب
آن یکی بیرون چون تجلّی کرد بر شانِ یقین | گرده بحرِ عاشقان از قربِ جمع ضد فتح باب
محوِ حسنِ یار را تقلیب کی تلوین دهد | صاحبِ تمکین همیشه برتر است از انقلاب

صبحدم چون مهر تابان افگند از رخ نقاب
روشنی روی انجم زو شود بر آب و تاب

شاهد معنی اگر آید به هیئت بی حجاب
از وجود تو اثر باقی نماند هیچ باب

جوش زد بحر حقیقت چون درون خویشتن
گشت ظاهر آب معنی صورت موج و حیات

جز که نقش آب دیگر صورتی ظاهر نشد
هر چه غیر بحر بینی آن همه باشد سراب

غیرت ذاتی او خود نام غیریت ربود
سوخت نور نجم و مه از روز نور آفتاب

نور مه اندر حقیقت نور خورشیدست و بس
مهر تابان جلوه گر شد در لباس ماهتاب

هستی تو نقش وهم تست در لوح خیال
آنچنانکه نائمان بینند عالمها بخواب

در شهود خویشتن پنهان شده مانند خور
شعشعهٔ نور رخش شد روی خویش را نقاب

تابش نور رخش مارا حجاب دیده شد
در ردائی نور خود پنهان شده خود آفتاب

او چو جانست و جهان ظاهر ازو مانند جسم
جسم را باشد ز جان جمله سکون و اضطراب

از کمال خویش ظاهر در جمال خود نهان
همچو جان پیدا و پنهان همچو بو اندر گلاب

روی خود پوشیده دارد در ظهور خویشتن
در لباس برف و ژاله گشت پنهان شکل آب

کن تجلی بر دلم ای شعشعهٔ نور یقین
ای سهیل معرفت از مشرق جان خوش بتاب

هر جمال اندر جهان آئینهٔ حسن ویست
هست هر عشقی ز آتشهای او در التهاب

گوهر تابا بالنسبت ذاتش هستی عالم صدف
فکر کن پنهان شده اندر صدف دُر خوش آب

از فراق دوست و غمهایش جگر گردید آب — همچو ابری میچکد از چشمهایم خونِ ناب
حیف جانم سالها در این تمنا سوخته — کی بود آن ماه رو آید به پیشم بی نقاب
وای بر جانی که باشد مبتلای عشقِ تو — رفت عمری بر مراد خود نگشته کامیاب
سینه بریان دیده گریان دارم اندر عشق او — آه زین جانِ پر آتش آه زین چشمِ پر آب
هست از عمری به عشق دوست جانم بیقرار — ز آتش سودائی او دارم دل پر اضطراب
آه چون این عشقِ خوبان را برون سازم ز دل — گرچه میگوئی ز رحمت ناصحا قول ثواب
در هوائی سرو قد آن خم شدم مانند چنگ — گشته ام پیری ز غم کو شاهدی عمرِ شباب
همچو بلبل نالها دارم بعشقِ گلرخان — چون تندروا تش خورم بهر رخِ چون ماهتاب
برق حسن لاله رویان خرمنِ جانم بسوخت — اشک خونی میچکد از چشم من همچون سحاب
دلبرانِ بوستان دعوائی خوبی می کنند — شوخ را ما ل در چمن تا از حیا گردد گلاب
جامِ می در دست ساقی و حریفان باده نوش — مطربان در بزم مستان تا سحر میزن رباب
لاله گون اشکم میِ احمر بود از بهر من — نقل دارم ای حریفان زین دل همچون کباب
باش دایم احمدا خاکِ درِ پیرِ مغان — تا ز روئی رحمتِ خود بر تو سازد فتح باب

غزل

گر خلیلِ عشق هستی احمدا
همچو اسمعیل کن جاں را فدا

غزل

چوں سحر از پردہاے شب برانداز نقاب | در صبوحی ساقیا دہ جام می چوں آفتاب
تا سود روحانیاں را خوش معطر زاں مشام | بادۂ گلرنگ دہ بویش بود چوں مشک ناب
برکشم جامی نبہ زاں بادۂ چوں ارغواں | کز خمارِ او بمانم تا ابد مست و خراب
سوخت جانم ز آتش عشق از رہِ لطف و کرم | ساقیا از آبِ رحمت بہرِ من آور شتاب
مست کن چنداں کہ تا از خود شوم من بیخبر | بودہ ام زیں عقلِ پر افسون خود در پیچ و تاب
بخش آزادی ز غم جان خمار آلودہ را | شاد کامم کن دمی زاں بادۂ گلرنگ ناب
چشمِ مخمور و بکف جامِ شرابِ آتشیں | وز رخِ گلرنگ خود آتش بزن در شیخ و شاب
قطرۂ زاں بادہ چوں ساقی بکامم ریختہ | تا ز عمرے بر درِ پیرِ خراباتم خراب
اے رسولِ عاشقاں وی قاصدِ ما بیدلاں | مژدۂ از وصلِ جاناں سوئے من آور شتاب

غزل

یا پری خود بود و آدم پردہ بود
ہمچو خور در تابشِ خود شد نہاں
ہمچو جاں در ہر دلے پنہاں شدہ
عقل در ادراک دانش گشتہ گم
رہرواں خود غرقِ بحرِ حیرت اند
محوِ حسنِ دوست چوں آئینہ اند
عاشقاں مرآتِ حسنِ دلبر اند
دلبراں را طالبِ عشاق داں
خود شکارِ عاشقاں نندایں بتاں
عشق پیدا کن کہ تا بارت دہند
ور نداری عشق با عاشق نشیں
عشق جو از عاشقِ گم گشتہ دل
عشق خود نورست نورانی کند
ظلمتِ ہستی ز پاکاں در ربود
کار مرداں است اندر راہِ عشق

خویش داند اصلِ کارِ خویش را
داں شعاعِ نورِ او او را روا
چوں نظر در دیدہا او راست جا
فہم را اگر دیدا سے عمے دیدہا
کیست آنکس تا کہ داند آشنا
پیشِ خور مرآت بود پر از ضیا
دوست دارد خود برو آئینہ را
سوئے عاشق ہست میلِ شاں بسا
در نہاں با بیدلانش ذوقہا
در حریمِ بارگاہِ دلربا
تا بیابی عشق زاں یارِ صفا
ہست ذاتش معدنِ مہر و وفا
آں دلے را کاندرو بگرفت جا
یافتند ایشاں لقب نورِ ہدے
سر بباز اول بنہ آنگاہ پا

عاشقاں آئینۂ ذاتِ وے اند | عشق باشد حسنِ دلبر را بہا

غزل

آیتی از روئے تو شمس الضحےٰ
شد نشانِ حسنِ تو بدر الدجےٰ

عاشقاں خود محوِ حسنِ دلبرند
ہمچو انجم پیشِ خور فانی دلا

اندریں آئینہ جانِ عکسِ اوست
ہست خورشیدے نہاں زیرِ ردا

زو نشاں جستم شدم من بے نشاں
رفتم از خود او چو آمد پیشِ ما

مے بخوردہ عشق در روزِ الست
مست و آں از دست از قندِ بلیٰ

چند نازی اے فلک بر رقصِ خود
رقصِ جاں بنگر بروں از دور و جا

حسنِ او جانست عشقِ من تن است
نیست ممکن تن ز جاں گردد جدا

در نہاں چوں سوز جانِ عاشقاں
در عیاں گلگونۂ ہر مہ لقا

احمدا ایں ہائے وہوئے عاشقاں
پرتوی میداں ز حسنِ دلربا

جانِ عاشق پر ز جاناں بودہ است
ہمچو عکسے داں دلِ آئینہ را

چوں پری آمد درونِ دل نشست
خانہ خالی یافت زاں بگرفت جا

در لباسِ عاشقاں پنہاں شدہ
وز زبانِ نے دلاں کردہ نوا

کے ہمائے لامکاں آید بدام
جز کہ خود را اندر و فانی کنی
غیرتش مر غیر دلبر را بسوخت
دوست را از غیر خود غیرت بود
ہستئ وہمی حجاب دوست بود
از ہمہ ببرید زاں رو یافتہ است
تا توئی حق از تو باشد در حجاب
اینکہ ہستت مینماید نیست ست
زیں عدم گردید اصل ہر وجود
جوش زد یکبار بحرِ بیکراں
جملہ عالم رشحتِ آں بحر داں
در حقیقت عشق آمد جوش بحر
عاشقاں چوں غرق بحر وحدت اند
عشق اول فانئ مطلق کند
مردہ از خود بجاناں زندہ است

آنکہ پروانش بود نے منتہا
پس بذاتِ پاک او یابی بقا
زیں سبب عاشق شد از ہستی فنا
رو بعشقش جان خود را کن فدا
گشت بیخود شد بہ دلبر آشنا
در حضورِ حضرت معشوق جا
چوں خودی بشکست پیدا شد خدا
نیستی ہستی ست کو دارد بقا
زو مدد ہائیست جاں را از ابتدا
زو بر آمد صد ہزاراں موجہا
ایں جہان و آں جہاں ما و شما
رو بخواں تو کنت کنزاً مخفیا
یافتہ زاں غرقہ دُرِّ بے بہا
بعد استہلاک می بخشد بقا
سینہ آئینہ از خور شد ملا

اندریں رہ گر بمیرم یا زیم
نیست غیر عشق او کارے مرا

از جنونِ عشق و از سوزِ دروں
شکل مجنوں گشته ام سر تا بپا

ہمچو من شد صد ہزاراں بیقرار
از پئے نظارہ ات اے دلربا

خوبرویاں پرتوِ حسنِ تو اند
ہست ہر جانے بعشقت مبتلا

حسن را خود کار با فتنہ گریست
عشق رسوا بر سرِ بازارہا

ہاے و ہوئے ما ز سودائے ویست
از پری داں شورشِ دیوانہ را

در عیاں عشق آہ و واویلا کند
در نہاں با یار دارد قسر بہا

عشق دلّال است از بہرِ وصال
عشق گشته سوئے دلبر رہنما

عشق جاں را سوئے جاناں می برد
بر بساطِ دوست او را ہست جا

ز لبپرِ او جاں پرد سوئے قدس
عشق بازوئیست مرغِ روح را

بہرِ جاں پیدا شدہ میلِ قدم
کردہ زیں حادث بروں نشو و نما

جاں زلائے آب و گل بیروں جہید
سوئے بالا بر کشودہ بالہا

ایں تعلق ہاے پستی را شکست
تا شدہ پیدا بجاں میلِ عُلا

طائرِ عشق است قدسی آشیاں
نیست او را غیر جانِ پاک جا

چونکہ ہست او از صفاتِ ذاتِ حق
برتر است از عرش و کرسی و خلا

عندلیب از لحن خوش اندر سماع
گشته پنهان همچو مستی در شراب
نوحه گر در نالهٔ عشاق بود
عقل اندر کوی او گمراه شد
دستگیرم باش ای عشق از جنون
من ز عقل بخیه گر تنگ آمدم
نیست در بازار او حیله گری
کار مردانست جان دادن بعشق
نیست عاشق آنکه او ترسد ز جان
ساقیا از جرعهٔ مستم بکن
قطرهٔ زان باده در کامم بریز
آتشی در هوش و عقل من بزن
باده افزون ده که تا بیخود شوم
آنچنان در بحر مستی غرق کن
تا ز دام عقل جان گردد خلاص

گل ز فرط شوق بدریده قبا
شد عیان مانند حسن دلربا
خنده زن اندر بتان مه لقا
فهم را او وهم را بشکسته پا
جان ما از قید دانش کن رها
دست من گیر ای جنون بهر خدا
از لبش سودا بش جان کردن فدا
پند گیر از شهسوار کربلا
جان دهی شد کار مردان خدا
تا پرم از مستیش سوی عُلا
کاب حیوا نیست جانرا در بقا
زان شراب آتشینم ساقیا
جان رهد از قید این چون و چرا
تا نشناسم زمین را از سما
تا رهد دل از غم ننگ و حیا

صد چو ما در عشق او گم گشته اند / پیش خور لاشئے بود ماہ و سها
آن جمالش همچو خورشید آمده / وان صفاتش مهر ذاتش را ضیا
ذاتِ واحد وان صفت ها بیشمار / تا نداند کس مرا در انتهیٰ
ظاهر و باطن جمال و حسن دوست / شد محیطِ عاشقانِ باصفا
از پس و از پیش و بیرون و درون / ق / وز یسار و از یمین تحت و علا
آمد و بگرفت جسم و جانِ شان / آن محیطِ بیکران بحرِ صفا
عاشقان خود غرقِ بحرِ حیرت اند / محوِ جانان گشته جان سر تا بپا
همچو انجم آفتابِ روئے دوست / کرد فانی هستئ عشاق را
می کند خود نورِ خورشیدِ قدم / محوِ حادث همچو انجم در ضحیٰ
چشم خیره می کند شوخئ حسن / آن چنان که برق سازد از سنا
از شعاع و شوخئ حسنِ ازل / جانِ عاشق شد درو فانی دلا
بے نشان کرد دستِ عشقِ بے نشان / آن جملے را کاندرو بگرفت جا
بهرِ فانی هر مکان شد لامکان / گشت باقی موج او اندر بقا
جان شده مدهوش از مستی و شوق / موج چون آئینه شد محوِ لقا
گل نشانے میدهد از بوئے یار / باده از مستئ چشمِ فتنه زا

همچو انجم مه رخاں محو تو اند — آمده نور رخت شمس الضحیٰ

کے تواند بدن ترا مانند حور — از جمالت گشته خیره دیده ها

گر نظر پرّد بسویش ز اضطرار — چوں پر جبریل سوزد بالها

انفس و آفاق ظلّ روئے اوست — لیلة الاسرائےست آں زلف دوتا

شد محبت شرح صدر عاشقاں — بود عشق انّا فتحنا بابها

بیدلی گم گشته ام در راه عشق — باش بهر جان من نور هدیٰ

آتش شوقم دل من سوخته — آب چشم ریخت چشم را ابنا

اے جمال روح پرور یک زماں — شو چو روح الله طبیب جان ما

عشق تو آمد خلیل جان من — سوئے این یعقوب اے یوسف بیا

گریه دارم لعشقت چوں شعیب — داشت چوں داؤد جانم نالها

سوخت جانم همچو طور از عشق تو — مست و حیرانم چو موسیٰ از لقا

همچو مجنوں صد گریباں چاک شد — در غم و سودائے آں لیلائے ما

تیشه زن بر جان خود فرهاد وش — بیدلاں از عشق آں شیریں لقا

جامه در گل از تو بلبل در فغاں — شمع سوزاں جاں فشاں پروانها

چاک شد جاں را گریباں چوں سحر — عشق بیروں شد از و همچوں ضیا

٤٨٦

قصاید فارسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چوں رسی اے قاصدِ بادِ صبا / درحضورِ حضرتِ جانانِ ما
آستاں بوس و بزاری عرض کن / کاے جمالت دردمنداں را دوا
نے رخِ جاں بخش تو زاریم و زار / تیرِ غم کردہ مشبّک سینہ را
سوختہ جاں از آتشِ سودائے تو / ہمچو مجنوں کردہ شیدا مرا
راحتِ جانِ مریضِ خویش باش / اے مسیحائے دلِ بیمارِ ما
اے جمالت نورِ جانِ عاشقاں / وز رُخِ تو حسنِ خوباں را ضیا
عشق خود از ہر زبان در ہر لغت / می کند حسن و جمالت را ثنا
اے جمالت ربِّ ارباب آمدہ / سجدہ آرد پیش تو ہر مہ لقا
پیش تابِ آفتابِ روئے تو / ذرہ وش ہر حسن گویاں ربّنا

سلوک کریگا جو نسیمِ سحر کا جھونکا غنچہ ہائے بستہ و ناشگفتہ کے ساتھ کیا کرتا ہی آب
میں آپ کو زیادہ تکلیف نہیں دیتا بسم اللہ کیجئے اور ورق لوٹ کر دیوان
ملاحظہ فرمائیے۔

شعر

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست + آخر آمد ز پسِ پردۂ تقدیر پدید

طالبِ دعا فلاح دارین خاکسار حاجی علی حسین خاں خلف محمد مظفر حسین خاں مرحوم
ساکن شاہجہانپور محلہ ہاتھی تھان

اور مشاہیر اولیا کی زیارت سے فیضیاب ہو کر آخر زمانہ میں جب آپنے گوشہ نشینی اختیار کی تو پھر باستثنائے شرکت عرس حضرات خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کبھی خانقاہ سے قدم شریف باہر نہ نکالا تھا کہ تخمیناً چوراسی ۸۴ سال کی عمر میں خرقۂ خلافت میرے منجھلے بھائی محمد طاہر حسین خاں صاحب مدظلہ کو عطا فرما کر بعارضہ فالج بتاریخ ۶ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ ہجری بشب جمعہ اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی اور جس روز آپ دنیا میں تشریف لائے تھے اُسی روز یعنی جمعہ کو قبل نماز اپنی خانقاہ واقع شاہجہانپور محلہ ہاتھی تھان میں مدفون ہوئے علی العموم تو آپ عبادات اور تعلیم و تلقین مریدین ہی میں مصروف رہتے تھے لیکن بحالت ذوق و شوق کبھی کچھ نظم بھی فرما لیا کرتے تھے جس کے متعلق ازراہ تواضع و انکسار اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں شاعر نہیں ہوں اور فن شعر سے مجھے آگاہی نہیں ہے صرف دلی جذبات کا اظہار کر لیا کرتا ہوں اور بات بھی یہی ہے کہ اہل حال کو رسمی قیل و قال سے زیادہ تعلق نہیں ہوا کرتا اُن کے محل مقصود کا کنگرہ اس سے نہایت بلند ہی ممکن ہی کہ اس لحاظ سے حضرت ممدوح کا کلام ایک محقق فن کا کلام نہ سمجھا جائے لیکن اس میں کلام نہیں کہ جو صاحب دل اس پر نظر کرے گا اُسے یہ توحید و تصوف کا ایک بحر ذخار اور دلی جذبات کا ایک آئینہ مصفّا نظر آئیگا اور مستعد طبیعتوں کے ساتھ وہی

سامنے پیش کر دیئے جائیں اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار بلکہ بیحد و بیشمار شکر ہے کہ اُس نے مجھے اس خدمت سے سبکدوش ہونے کا موقعہ دیا اور وہ دُررِ غُرر جن کی ہزاروں نظریں مشتاق تھیں اس سلک میں منسلک کر کے پیش کرنے کا فخر مجھے حاصل ہوا اس موقعہ پر جناب حضرت حافظ میاں علیہ الرحمۃ والغفران کے مفصل حالات و کمالات (جن کے لیے ایک دفتر چاہیے) کا اظہار تو میرا مقصود نہیں ہاں اتنا عرض کر دینا بے موقعہ بھی نہ ہوگا کہ حضرت ممدوح اپنے والد ماجد جناب غلام قادر خاں مرحوم کے منجھلے بیٹے تھے بتاریخ ۲۷۔ شعبان ۱۲۴۶ھ ہجری بروز جمعہ آپ کی ولادت ہوئی قرآن شریف حفظ کرنے کے بعد آپ نے دینیات کی تکمیل کی چونکہ ذات بابرکات آنجناب کو تصوف و فقر سے فطری ذوق تھا اس لیے بعد فراغ علوم مشائخ عظام کی زاویہ نشینی اختیار کی اور اُس دَور کے عظیم الشان صوفی باصفا حضرت مولانا غلام امام خاں علیہ الرحمۃ والغفران سے (جو حضرت مولانا سرفراز علی گورکھپوری قدس سرہ کے خلیفہ تھے) شرف بیعت حاصل کیا اور غیر معمولی مدت تک ریاضات و مجاہدات میں مشغول رہنے کے بعد خرقۂ خلافت سے مشرف ہوئے اور چاروں سلسلہ میں بیعت لینے کی اجازت عطا کی گئی ابتدائے عمر میں آنجناب نے سیاحت بھی کی تھی کشمیر و نیپال وغیرہ تک پیادہ پا تشریف لے گئے اور حج بیت اللہ و زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے

اُن کے زمانوں میں تھے بلکہ اُن سے بھی زیادہ - الحمد للہ کہ میرے پیر و مرشد حضرت
حافظ احمد حسین خاں علیہ الرحمۃ و الغفران بھی اُنھیں مقدس بزرگوں میں سے ہیں اور
آپ نے کثیر التعداد اولادِ روحانی (مریدین) کے ساتھ اولادِ معنوی بھی اس رتبہ
کی چھوڑی ہی کہ بابد و شاید - یعنی کلام بلاغت نظام - حضرت قبلہ و کعبہ علے اللہ
مقامہ کے حیات میں معتقدین و مریدین بلکہ دیگر شائقین کا بھی بڑا اصرار رہا کہ حضور
ممدوح کا پاکیزہ و دلپذیر شاہد کلام زیبر طبع سے آراستہ ہو کر نظر افروز شائقین ہو
لیکن حضرت ممدوح علیہ الرحمہ نے بوجہ خوئے انکسار و فروتنی اپنی حیات جسمانی
میں اس طرف توجہ مبذول نہ فرمائی حضور ممدوح کی وفات کے بعد اس وجہ سے
کہ مجھے نسبت برادر زادگی کے علاوہ شرف بیعت بھی حاصل ہے سب سے بڑھکر
میرا فرض تھا کہ میں یہ ضروری کام انجام دوں اور شائقین کی تمنا پوری کرنے کی
کوشش کروں لیکن کچھ ایسے اسباب پیش آتے رہے کہ مجھے کسی طرح موقعہ نہ ملا
ادھر تو یہ حالت تھی اور اُدھر شائقین کے اصرار و تقاضہ ہائے بسیار کی کیفیت اس
حد تک پہنچی کہ بمجبوری قلمی نسخے پیش کرنے کی ضرورت پیش آئی لیکن آخر کب تک
ظاہر ہے کہ یہ کام ایسا نہیں ہے جس پر ہمیشہ عملدرآمد کیا جا سکے پس یہی مناسب معلوم
ہوا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو یہ گوہر آبدار سفینہ قرطاس میں لگا کر شائقین با تمکین کے

۷۸۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ⁂ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اللہ تعالےٰ عز اسمہ نے انسان کا نام دنیا میں باقی رہنے کے جو ذرائع پیدا کیے اُن میں اولاد روحانی و اولاد معنوی کا مرتبہ سب سے فائق ہے اور جیسا ان دونوں ذریعوں سے انسان کا نام عزت کے ساتھ یادگار عالم رہتا ہے کسی اور ذریعہ سے نہیں رہتا وہ ہزار ہزار صاحب کمال جو اپنے زمانہ میں آسمان شہرت پر ماہتاب و آفتاب بنکر چمکے ہونگے آج پردۂ خاک میں پنہاں ہیں اور اس وجہ سے کہ اُنھوں نے اولاد روحانی و معنوی میں سے کوئی یادگار نہیں چھوڑا اُن کے ناموں سے بھی کوئی واقف نہیں برخلاف ان کے جن حضرات نے کوئی یادگار چھوڑا ہی اُن کے نام نامی و اسم گرامی آج بھی ویسے ہی روشن و درخشاں ہیں جیسے کہ

ان من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا

الحمد للہ کہ ایں

کلیات بلاغت آیات مخزن رموز سرمد موسوم بہ

کلیاتِ احمد

نتیجہ فکر قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت شاہ حافظ احمد حسین خاں صاحب

قادری چشتی شاہجہانپوری المتخلص بہ احمد نور اللہ مرقدہٗ

مرتبہ عالیجناب حاجی علی حسین خاں صاحب برادر زادہ مصنف رئیس شاہجہان پور

محلہ ہاتھی تھان

سنہ ۱۹۱۴ء

در مطبع نظامی بدایوں طبع شد

نظام الدین حسین پرنٹر

فیض الحسن سہارنپوری

بار اول ایک ہزار جلد

قیمت قسم اول فی جلد